اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً وَّاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

(غالب)

تا ز دیوانم کہ سرمست سخن خواہد شدن ⁂ این می از قحط خریداران کہن خواہد شدن
کوکبم را در عدم اوج قبولی بودہ است ⁂ شہرت شعرم بہ گیتی بعد من خواہد شدن

گلزار بادشاہ

تصنیف لطیف شاعر باریک خیال شیرین مقال

عالی جناب الحاج خطیب قادر بادشاہ صاحب بادشاہ مرحوم

رئیس وانمباڑی ضلع شمالی آرکاٹ

برادر بزرگ جناب نواب امین جنگ مولوی احمد حسین صاحب بہادر سی ایس آئی چیف سکریٹری حضور نظام خلد اللہ ملکہ

مرتبہ

جناب محمد اسمٰعیل سیٹھ صاحب المتخلص بہ معصوم ساکن مدراس

باہتمام خاکسار خطیب محمد عبد الرشید عفی عنہ فرزند مصنف مرحوم

۱۳۳۷ھ

در مطبع نافع عام مطبوع گردید

فہرست مضامین گلزار بادشاہ

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرانۂ حمدِ الٰہی مین عندلیب خامہ بسر سجود ہے جسنے گلزار سخن کو سرسبز و شاداب کیا اور نوع بشر کو اوس سے ستفید فرمایا سجر سجر سے اوسکے مدح سرائی کی شان نمایان مرغانِ چمن اوسکی نغمہ سرائی مین تر زبان جلّ جلالہٗ و عمّ نوالہٗ نعت رسولِ مقبول مین زبان سحر کا کیا مارا کہ لب کشائی کرے جسنے اپنے اعجاز سخن سے اقطاع عالم کو مسخر کرلیا اور اعدائے دین کو اپنی سحر بیانی سے مطیع بنالیا صلّی اللہ علیہ وآلہ واصحابہٖ اجمعین۔

امّا بعد خاکسار خوشہ چین ارباب علوم محمد اسمٰعیل متخلص مترنّم ارباب علم وفن اور دلدادگان سخن کی خدمت مین عرض پرداز ہے چونکہ عرصۂ دراز سے مجھے مصنف رسالۂ ہذا کی ہمنشنی کا فخر حاصل ہے اور وہ میرے شفیق دوست اور میرے مونس وہمدم تھے لہذا اونکے پاکیزہ خیالات اور نفیس جذبات سے مین جسقدر متاثر ہوا ہون غالبًا اوسکا ذکر یہان بیجا نہوگا نیز اونکی طبعزاد کو روشنی مین لانا بھی ایک ضروری امر ہے تاکہ ناظرین کو اونکے کلام کا موازنہ کرنے مین سہولت حاصل ہو اونکی پاک اور بے لوث زندگی کبھی لہو ولعب مین صرف نہوی مذہبی امور مین ایسے منہمک تھے کہ دنیائے فانی کی ذرہ بھر وقعت اونکے دل مین نہ تھی اگرچہ دنیا اونکے قدمون کے تلے تھی اور خدا نے اونکو مال و دولت سے سرفراز کیا تھا مگر وہ حبّ دنیا سے ہمیشہ متنفر تھے مستحقین کو ہمیشہ اپنے بذل وایثار سے فائدہ پہنچاتے تھے قومی کامون مین بہت بڑا حصّہ لیا کرتے تھے اور بہت سی انجمنون کو اونکی

بیش بہا تائید کا فخر حاصل ہے بلکہ شہر و انباڑی مین بعضے انجمنون کا وجود بھی انہین کے دم سے ظہور پذیر ہوا صوم و صلوات کی پابندی اخیر دم تک قائم رہی اونکا مزاج افراط و تفریط سے بری تھا نہ وہ دقیانوسی خیالات کے بزرگ تھے کہ پُرانی لکیر کے فقیر بنکر جدید تعلیم سے متنفر ہین اور نہ جدید خیالات سے ایسے متاثر کہ مذہب کو خیرباد کہدین بلکہ خیر الامور اوسطہا اونکا طغرائی امتیاز تہا مذہبی ضرورت اونکے پاس مقدم تھی اوسکے بعد بقدر ضرورت امور دنیوی کو اختیار کرنے اور انگریزی زبان حاصل کرنے مین چندان قباحت نتھی جسکا ثبوت جا بجا اونکے اشعار سے ملیگا عجز و انکسار کا جوہر اونکی طبیعت سے نمایان تھا غرض خوشنودی خدا مین اونکی عمر بسر ہوی اور خوف خدا اونکے دلمین جاگزین تہا چنانچہ وہ خود فرماتے ہین ۔ ؎

اے بادشہ امیدین یون تو بہت ہین لیکن ہے حُسن خاتمہ کی کافی امید واری

تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا کہ وہ جان بحق ہوے خداوند کریم اونکی پاک روح کو اعلیٰ علیین مین جگہہ دے شعر و سخن مین وہ اعلیٰ درجہ کی مہارت رکھتے تھے ہر ہر شعر اونکے دلی جذبات کا مرقع ہے مذاق سخن اونکا فطری عطیہ تہا اس سے پہلے اونکے دو دیوان شائع ہوکر بقائے دوام کا سرٹیفکیٹ حاصل کر چکے ہین اونکی شہرت عالمگیر ہے یہ اونکے متفرق کلام کا مجموعہ ہے جو بعد وفات مصنف مرحوم ترتیب پایا جسمین ہر قسم کا مذاق اور سامان دلچسپی موجود ہے اس دیوان مین آپ تین قسم کے اشعار پائینگے ایک تو وہ جس مین بلند پروازی اور شوکت الفاظ کے ساتھ حسن بیان اور سلاست زبان کی شان نمایان ہے دوسرے اشعار وہ ہین جس مین سلاست بیان کیساتہ استعارات بدیع اور حُسن بندش کو سادگی کا لباس پہنایا گیا ہے اور وہ اغراق و غلو سے مبرا ہین تیسرے اشعار وہ ہین جسمین نہ بلند پروازی ہے نہ دور از کار تخیل ہے نہ استعارات بدیع ہین ہان حسن بیان اور سلاست زبان کیساتہ عام فہم الفاظ مین صرف اپنے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے جیساکہ وہ خود فرماتے ہین ؎

صرف اظہار خیالاتِ دلی مقصود ہے بادشہ کا شاعری سے ورنہ کیا ہے مدعا

کلامِ فارسی ایک ہی سانچے مین ڈہلا ہوا ہے اور اپنی دلاویزی مین کشش کہربائی کا اثر رکھتا ہے جس سے مذاق سخن رکھنے والے حظ وافر اٹھا سکتے ہین آپ حیران ہونگے کہ اردو اشعار مین اسقدر تبدیلی کیون واقع

ہوی اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اونکے وسعت خیالات مین کمی آگئی یا جدت طبع باقی نرہی بلکہ وہ جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اونکے خیالات ترقی پذیر تھے اونکے جذبات کا دریا موجزن تہا باوجود اوسکے اونکی یہ روش اونکی صداقت شعاری پر مبنی تھی اسلیئے کہ وہ فرضی عشق کے پارینہ داستان کو خیرباد کہہ چکے تھے اغراق و غلو سے طبیعت متنفر ہو چکی تھی یہ نہ کسیکے عاشق نہ اونکا کوئی معشوق مگر شاعری کی بدولت فرضی حسن و عشق کے اشعار مین ایک مدت تک زور طبیعت دکھایا گیا جس کا ثبوت اونکے اگلے دو دیوان سے ملسکتا ہے اگرچہ اومین بھی نعتیہ اشعار کا ذخیرہ بہت کچھ ہے اور وہ بھی اپنی نرالی شان کیساتھ کیونکہ عشق حقیقی کا ذوق اونکی طبیعت مین موجود تھا۔ خدا کی شان کہ ابھی عالم شباب باقی تہا اور اونکی طبیعت نے پلٹا کہایا فرضی عشق کی فرسودہ داستان سے تائب ہو گئے اور عہد کرلیا کہ سوائے حمد و نعت اور نصائح کے کچھہ نہ لکھونگا جیسا کہ وہ خود فرماتے ہین ۔ ع

حمد ہو نعت ہو یا کوئی نصیحت ہو رقم ۔۔۔ بادشہ کی یہ کوئی اور سخندانی ہے

اس عہد کو اخیر وقت تک نباہا اور خلاف عہد ایک لفظ بھی اونکی زبان و قلم سے نہ نکلا مطبوعہ دیوان کے سوائے جسقدر اشعار اس مذاق مین لکھے گئے تہے یا تو چاک کردیئے گئے یا ردی کے نذر ہوے۔

بڑی تجسس کے بعد دو غزلیات جو ردی کی ٹوکری سے برآمد ہوے نموناً درج کیئے گئے غرض ایک قلیل مدت تک نعتیہ اشعار کا رنگ وہی تہا جس سے اونکی خصوصیت نمایاں ہوتی تہی جن کو مین نے پہلے قسم کے اشعار مین شمار کیا ہے۔ لیکن چونکہ ابتدا سے اونپر مذہبی رنگ چڑھا ہوا تہا لہذا رفتہ رفتہ انھون نے دور ازکار تخیل کو خیرباد کہدیا اور انداز بیان کو سادگی پر منحصر رکھکر اغراق و غلو سے اپنے قلم کو باز رکہا فی الحقیقت دور ازکار تخیل سے ایسے الجھنین پیدا ہو جاتی ہین کہ شعر کی غرض فوت ہو جاتی ہے بات وہی کہنی چاہیئے جو کوئی مفید نتیجہ پیدا کرسکے معمولی باتون مین نتیجہ خیز مضامین پیدا کرنا ہی شاعری کا مابہ الامتیاز ہے دوسری بات جو اونکے دل مین پیدا ہوی وہ یہ کہ رضائے الہی اور خوشنودی رسول کے احاطے سے قدم باہر نہو چونکہ اونکے کلام کی شہرت اقطاع ہند مین پھیل چکی تہی لہذا وہ اس خواہش سے بھی بے نیاز ہو چکے تھے بلکہ طلب شہرت سے متنفر ہو چکے تہے اپنے تازہ کلام کی بنیاد صداقت شعاری پر رکہی اور اغراق و غلو

سے اجتناب اختیار فرمایا وہ جانتے تھے کہ حسن کلام کو ان بانوں کی ضرورت نہین چنانچہ وہ خود فرماتے ہین ۔

حسنِ اصلی کو ہے کیا زیور کی حاجت بادشاہ
سادگی کو فخر ہے بالکل مرے اشعار پر

اونکو اپنی صداقت شعاری پر یقین تہا کہ وہ رنگ لائے بغیر نرہیگی اور اب نہین تو میرے بعد ضرور اوسکو فروغ حاصل ہوگا چنانچہ وہ خود فرماتے ہین

بادشہ فکر ہے کیا گر نہین اب قدر سخن
خلق کو میرے سخن کا ہے مزہ میرے بعد

جنبے جی قدر سخن ہوتی ہے کب ای بادشاہ
بعد میرے ہونگے سب میرے سخن کے قدردان

قدر سخن نہین اب ای بادشاہ کیا غم
یک روز قیمتی ہو ہر ہر سخن ہمارا

یہ اونکی پیشینگوئی تھی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوی اور لوگ اونکے ہر ہر سخن کی قدر کرتے ہین نعتیہ اشعار کے ذوق کا یون اظہار کرتے ہین ۔

خدا نے دی ہے کیا توفیق اچھی بادشہ مجھکو
کہان رجحان تھا یون نعتیہ اشعار سے پہلے

بادشہ مین نہ لکھونگا کبھی جز نعت نبیؐ
سارے اشعار ہین اس سانچے مین ڈھلنے والے

وہ اپنی تبدیلی خیالات کو بھی محسوس کرتے تھے اور جانتے تھے کہ کذب و غلو کے دلدادون کو میرا طرز بیان پسند نہ آئیگا مگر اونکو اسکی پروا نہتی چنانچہ متعدد اشعار مین اسکا ذکر ہے جس مین سے چند اشعار نقل کرتا ہون

سادگی پر منحصر تیرا سخن ہے بادشاہ
واقعی ہے بات یہ لطف بیان کچھ بھی نہین

اغراق اور غلو اور جدت نہین ہے اسمین
مرغوب شاعران ہو کیونکر بیان ہمارا

لطف کیا اہل تکلف کو ملے اے بادشاہ
بے تکلف بے تصنع ہے نزا ہر ایک سخن

مجھے معذور رکھیں باغ سخن کے گلچین
پھول گر کذب و غلو کے مرے داماں میں نہیں

سخن بادشتہ کا ہے بس سیدہا سادہ
یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہیں ہے

غرض اونکو منظور نہ تھا کہ بوسیدہ خیالات کو اپنے دماغ میں جگہہ دیجائے ورنہ وہ قلم کے دہنی تھے خیال آفرینی میں وہ کسی سے کم نتھے وہ نہ صرف شاعر تھے بلکہ مضمون نگاری میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے وہ ناظم شیریں زبان تھے تو نثار جادو بیان بھی تھے۔ چنانچہ اکثر مضامین اونکے مختلف اخبارات میں شایع ہوا کرتے ہیں اونکی تصنیف یادگار بادشاہ میں چند مضامین داخل کیے گئے ہیں۔ وہ نہ صرف فرضی شاعری کو ترک کیے بلکہ ایسی شاعری کی مذمت لکھنی شروع کردی جسمیں اونکے بہت سے اشعار موجود ہیں پھر شعراکو نصیحت کیگئی ہے کہ ایسی شاعری سے باز آئیں اوسکے چند اشعار حسب ذیل ہیں

عشق جو سچا ہے مثل روز روشن ہے عیاں
عشق فرضی تو نمونہ ہے شب دیجور کا

مجنو چھوڑ دو جھوٹے فسانے
پڑھو قرآن اور تفسیر دیکھو

گیا وہ اگلا زمانہ و شاعری بھی گئی
قدیم طرز کو کیوں اختیار کرتے ہیں

ایسی توصیف کے ہم ہونگے نہ ہرگز قائل
یک سر مو جو جدا ہم سے شریعت ہوجائے

چھوڑ دیں یکلخت وہ بوسیدہ خیالات اپنے
فرضی عشاق کو یا رب یہ ہدایت ہوجائے

کرو سچی محبت شاعرو تا نفع ہو تم کو
بھلا کیا پاؤ گے عشق بتاں میں مبتلا ہو کر

ق

پاک و رضی عشق سے ہے بادشہ کی شاعری
مجھسے اے رنگین مزاج و لطف کیا پائینگے آپ

ق

ہنو پہر منسوب ہین ہم خدا اپنے پیمبر پر
کیسا مسیرے دلبر کچھہ اجارہ ہو نہین سکتا

ق

مجھے کیا کام فرضی عشق سے اور فرضی دلبر سے
مین سچا ہون مجھے سچی محبت ہے پیمبر سے

ق

ہم ہین نیاز مند نبی ہمکو کیا ضرر
فرضی بتون کے ناز جو بیجا اوٹھاے

ق

خیالی شاعرون سے دور مداحان حضرت ہین
ہہ مشتاق نبی اور وہ بتون کے مبتلا ٹھرے

تیسرے قسم کے اشعار وہ ہین جو اپنی خلاف خواہش اون لوگون کی درخواست پر لکھے گئے جو سخن شناس اور ذوی علم تھے ان اشعار مین نہایت بے تکلفی سے کام لیا گیا ہے جسکا ثبوت اونکے مندرجہ ذیل اشعار سے ملسکتا ہے ق

روکھا پھیکا ہے بادشہ کا سخن
کیا جمے رنگ اسکا محفل مین

استعارہ ہے نہ تشبیہ سخن مین تیرے
بادشہ لطف سخن تو نے مگر چھوڑ دیا

ان تمام باتون سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ یہ اونکا اختیاری امر تھا۔ ورنہ وہ بلند پروازی فکر مین کسی سے کم نتھے غرض مختلف طبائع کیلئے اونکا مختلف کلام موجود ہے جس سے ہر مذاق کے لوگ استفادہ حاصل کرسکتے ہین۔ بخلاف اونکے اگلے دو دیوان کے جوجملہ اشعار ایک ہی رنگ مین ڈوبے ہوئے ہین نعتیہ کلام نے اونکے رہوار شوق پر تازیانے کا کام کیا اور عشق رسول کا رنگ ایسا چڑہا کہ زیارت روضۂ اطہر کے تمنا مین وارفتہ ہو گئے۔ اونکے نعتیہ اشعار رسمی یا تقلیدی نہین بلکہ بیتابی عشق اور طلب صادق کے جذبات سے لبریز ہین جو مشتاقان سخن کے دلپر نشتر کا کام کرتے ہین غرض ایک قلیل مدت کے بعد وہ بڑے ارمان سے عازم بیت اللہ ہوئے اور پہر روضۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوے۔ اثنائے

سفر مین بہت سے اشعار لکھے ہین جسمین اونکے جذبات صادق کا اظہار ہے۔ بارگاہِ نبوی مین کمال سوز وگداز کیساتھ نعتیہ اشعار پڑہکر اپنی رقت قلب کا اظہار کئے ہین جو اس مجموعہ مین سب کے سب درج ہین دیباچے مین اوسکی گنجایش نہین ایک سفرنامہ بہی مرتب ہوکر شایع ہوچکا ہے جو سفر حجاز کے نام سے موسوم ہے۔ ۹ ماہ کے سفر کے بعد وطن کو مراجعت فرماتے اونکو یہ خیال تھا کہ اپنا دلی مقصد پورا ہونیکے بعد دلِ کو سکون حاصل ہوگا مگر برخلاف اوسکے اونکے جذبات کو چہیڑ ہوگئی آتش عشق بھڑک اوٹھی رشتہ صبر ہاتھ سے جاتا رہا اور نادم مرگ یہ پشیمانی رہی کہ جوار رسول سے کیون جدا ہوا اوسی قلق نے اونکو دوبارہ اس مقدس سفر پر آمادہ کیا۔ مگر افسوس کہ اونکی تمنا پوری نہوی اور حسرت اپنے ساتھ لیگئے کیونکہ اونکا مزاج سخت علیل ہوگیا بارہا شوق نے آمادہ کیا۔ مگر امراض جسمانی نے باز رکہا۔ اظہار بیتابی اور دوبارہ شوق زیارت میں جو اشعار لکھے گئے ہیں وہ قابل دید ہین جسکے ملاحظہ سے ایک سچا مومن تڑپے بغیر نہین رہ سکتا منجملہ اون کے چند اشعار حسب ذیل ہیں ؎

خدا کے واسطے اب اے اجل اتنی نہ جلدی کر
مدینے کی دوبارہ حسرت دیدار باقی ہے

؎

دوبارہ جاکے جب پہنچون مدینہ
کرونگا نالہ و فریاد کیا کیا

؎

بلوالو پہر دوبارہ مدینے مین یا نبیؐ
ارمان بہت یہ بادشہ خستہ جانکے ہا

؎

ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اوسجا مر سکے
ہائے کیا پایا تھا ہم نے ہم کیا جاتا رہا

؎

ملک یثرب مین مجہے آئے اگر خواب اجل
مین کرونگا ناز اپنے طالع بیدار پر

؎

ضعیفی مین اے بادشہ غم یہی ہے
رہا مین نہ یثرب کو جانے کے قابل

؎

ہر آن تیرے شوق زیارت مین یا نبی سیماب کے طرح ہے مرا بیقرار دل

دوبارہ دیکھ لون آنکھون سے مین روضہ پیمبر کوئی ارمان نہین دلمین یہی ارمان باقی ہے

مین مدینہ جا کے آیا مرا مدعا نہ پایا نہ تھے یہ نصیب میرے کہ وہان مزار ہوتا

مجھے ہو یقین او سدم ترے درپہ ہو رسائی مری زیست کا اگر کچھ مجھے اعتبار ہوتا

ان اشعار سے اونکے دلی اضطراب اور حسرت کا اندازہ کر سکتے ہین پیشتر اونکو اپنا کلام ترتیب دینے کا خیال نتھا اور نہ چندان اوسکی حفاظت کیگئی چیدہ چیدہ کاغذون پر لکھا ہوا کلام کبھی کسی کاغذی بکس مین ڈالدیے اور کبھی اوسکو یون ہی چھوڑ دیتے جو گم ہو جاتا۔ غرض اونکا بہت سا کلام تلف ہو گیا باقیماندہ کو ۱۳۰۵ھ؁ مین ترتیب دینے کا خیال پیدا ہوا۔ اپنے منتشر کلام کو باقاعدہ دفتر مین انھون نے درج کرنا شروع کیا۔ دیباچہ بھی لکھا گیا نام بھی تجویز ہوا **گلزار بادشاہ** انہین کا تجویز کیا ہوا نام ہے۔ جو سرورق پر لکھا گیا ہے کچھ پانچ صفحے لکھے گئے کہ سفر حج درپیش ہوا جس سے ترتیب دیوان کا کام ملتوی ہو گیا دوبارہ بعد زیارت روضۂ مبارک پھر اسکی ترتیب مین مصروف ہوے اور اسکا دوسرا دیباچہ بھی لکھا گیا مگر دو چار صفحے لکھنے نہ پائے کہ ضعف بصر مین مبتلا ہو گئے اوسکے بعد قلیل عرصہ مین راہی عقبیٰ ہوئے۔ کام پورا ہونا تھا نہوا جون کا تون رہگیا اونکے لکھے ہوے ہر دو دیباچے درج کیے گئے ہین بعد اونکے انتقال کے جناب خطیب محمد عبدالرشید صاحب نے بمصداق اس شعر کے ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ اس کام کو اپنے ہاتھ مین لیا۔ یہ مرحوم کے لائق اور اکلوتے فرزند ہین۔ جو انوار سعادت سے بہرہ ور ہونے کے علاوہ لیاقت اور فراست مین بھی مرحوم کے سچے جانشین ثابت ہوئے اونہون نے صرف اونکے محفوظ کلام کو ترتیب نہین دیا بلکہ غیر محفوظ کلام کو بھی فراہم کرنے مین جو جانفشانی اون سے ظہور پذیر ہوی وہ مستحق داد اور سزاوار تحسین ہے انہوں نے

مکان کا گوشہ گوشہ چھان ڈالا اور کتب خانے کے ہر ہر کتاب کی ورق گردانی کیگئی جس سے بہت سا کلام برآمد ہوا تجارتی کوٹھی کے ردی کاغذون کا انبار بھی اونکے ہاتھ سے نہ بچا اور وہان سے بھی کچھ کلام دستیاب ہوا علاوہ اوسکے پریس کتب اخبارات ماہواری رسالون سے بھی کچھ کلام ملا جو اونکے پاس موجود نہ تھا شعرا اور مرحوم کے احباب سے بھی کچھ کلام فراہم کرنے مین کوتاہی نہ کیگئی بیرونجات کے احباب سے بذریعہ خطوط کچھ کلام منگا یا گیا غرض کامل ایک سال تک کوئی کوشش ایسی نہتھی جو باقی رکھی گئی ہو اون کے تائب ہونے سے پہلے کا عشقیہ کلام بالکل محفوظ نہتا بڑی تجسس کے بعد صرف دو غزلین دستیاب ہوئین۔ جو درج رسالہ کی گئین نثر مضامین سے صرف چار مضمون ملے جس مین دو مضمون تو محفوظ تھے اور دو رسالہ سرّی تجارت مدراس سے نقل کئے گئے۔ الحمدللہ

که اون کے لائق فرزند کی محنت ٹھکانے لگی جو مرحوم کے روح کی خوشنودی کا باعث

ہے بیشک سعادتمند فرزندون سے یہی امید رکھنی چاہئے ع این کار از تو

آید و مردان چنین کنند ناظرین سے التجا ہے کہ اس رسالے

سے مستفید ہونیکے بعد مصنف مرحوم کو دعائے

خیر سے یاد فرمائین

پ

دیباچہ از مصنف

افسر فرق سخن ہے حمد خلاق جہان | لمعۂ حسن بیان نعت رسول انس و جان
بھیجیے روح پیمبر پر درود ای بادشاہ | روز و شب ہر ایک ساعت ہر زمان ہر ایک آن

امابعد بندۂ ہیچمدان کج مج بیان خاکسار خطیب قادر بادشاہ متخلص بہ بادشاہ ارباب سخن کی خدمت مین عرض رسا ہے قبل اسکے کہ مین اس نسخے کی وجہ تصنیف بیان کرون مناسب سمجھتا ہون کہ کچھ اپنے حالات مجملاً قلمبند کرون اگرچہ اس سے موجودہ ناظرین کیلئے کوئی فائدہ متصور نہین بلکہ بعض لوگ اسکو خودستائی اور تعلی پر محمول فرمائینگے مگر مین انکو یقین دلاتا ہون کہ ہرگز ہرگز میرا یہ منشا نہین بلکہ آئندہ آنیوالی نسلین اس سے مستفید ہونیکی امید نے مجھے اسکے تحریر پر مجبور کیا ورنہ اسکی کوئی ضرورت نہ تھی میرا اور میرے آبا و اجداد کا وطن وانمباڑی ہے جو قلمرو مدراس کے ضلع سلیم کی ایک بستی ہے جسکی آبادی از روے مردم شماری سرکار سنہ ۱۹۰۱ء سولہ ہزار ہے میرے حقیقی چھوٹے برادر مولوی احمد حسین صاحب یم۔اے۔بی یل فی زماننا اعلحضرت نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے سرکار مین معتمد پیشی کے معزز عہدہ پر تین (۳۰۰۰) ہزار روپیہ کے تنخواہ سے مامور ہین سرکار نظام سے اونکے تعلق کی مدت تا الی الآن تقریباً ۱۸۔اٹھارہ سال ہے اسکے آگے دو ڈہائی سال تک برادر موصوف گورنمنٹ انگریزی مین ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ کے خدمت سے ممتاز تھے غرض اپنی خداداد ذہانت و لیاقت سے انکا اس اعلیٰ درجہ پر فائز ہونا نہ فقط میرے لئے بلکہ میرے تمام اہل وطن کیلئے باعث فخر ہے تحصیل زبانِ انگریزی مین انھون نے جو کچھ محنت کی اوسکا عمدہ ثمرہ انکو حاصل ہوا میرے آبا و اجداد کا پیشہ خطابت و قضاوت اور تعلیم و تدریس تھا میرے والد ماجد حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب مدظلہ العالی نے اس پیشہ سے قطع تعلق کرکے تجارت پارچہ آغاز کی۔ مدراس مین گڈنگ گلی مشہور ہے جسمین ہزارون لاکھون روپیونکی تجارت پارچہ ہوتی ہے اسکے بانی مبانی میرے والد بزرگوار ہین یعنے انھون نے سنہ ۱۸۵۸ء مین پہلے وہان تجارتی کوٹھی قایم کی اگر اس مقام کی تجارت کو مثل عمارت فرض کیجیے تو اسکا بنیادی پتھر گویا میرے والد ماجد کا رکھا ہوا ہے اونکا

ظل حمایت میرے سر پر ہنوز قایم ہے خدا کرے کہ تا دم زیست یون ہی قایم رہے عمر انکی اسّی سال سے متجاوز
ہے خاصکر تجارتی ابواب مین جو مہارت اور تجربہ اونکو حاصل ہے اسکے تمام خاص و عام معترف ہین مین بھی
ابتدائے عمر سے تجارت کیطرف مائل رہا شہر مدراس مین جناب ساہوکار الحاج قادر محی الدین صاحب مرحوم کے
پارچہ کے کوٹھی مین چند سال تک شریک رہا بعد اسکے ساہوکار موصوف اپنے جلیل القدر خسر ملک التجار الحاج محمد بادشاہ
صاحب مرحوم کے طرف سے کڑپہ مین خریدی نیل کے ایجنٹ مقرر کئے گئے اور مجھے بھی کڑپہ کو ہمراہ لیگئے ہر سال دس
بارہ لاکھ روپیون کی نیل وہان خرید کیجاتی تھی غرض ساہوکار ممدوح کے تمام داد و ستد اور کاروبار کا مین ہی معتمد
تھا جو کچھ اونسے بطور کمیشن سالانہ ملا کرتا تھا وہی میرا ذریعہ معاش تھا تخمیناً تیس سال تک مین اس کام پر مامور رہا مجھہ پر ساہوکار
ممدوح کی نہایت درجہ کی شفقت تھی اور وہ میرے بڑے محسن تھے اونکے عمر کے اخیر حصہ مین تجارت نیل مین بالکل
کاستگی آگئی اسلیئے اُن سے قطع تعلق کرکے پھر مدراس کے اسی گڈنگ گلی مین جسجگہ میرے والد ماجد نے تجارت
پارچہ کی ابتدا کی تھی مین نے سنہ ۱۸۹۷ء مین مختصر پیمانہ پر ایک کوٹھی تجارت پارچہ کی اپنے نام سے کھولی ہے تقریباً
آٹھہ سال سے کاروبار اسکا جاری ہے یون تو میرے متعدد اولاد کمسنی مین قضا کر گئے مگر انمین میری ایک
اٹھارہ سال کی دختر عین عالم شباب مین بعارضہ طاعون انتقال کی جسکا داغ مفارقت میرے دل پر تا دم مرگ
باقی رہیگا دختر مذکور کے وفات کا قطعہ تاریخ اس نسخہ مین درج ہے فی الحال میرے دو اولاد ہین ایک میری
بڑی دختر جسکی شادی جناب ملک التجار الحاج محمد بادشاہ صاحب مرحوم کے فرزند محمد عبد القدوس بادشاہ صاحب
سے سنہ ۱۳۲۰ ہجری ماہ ذیحجہ مین ہوئی تھی خدا کے فضل و کرم سے اوسکے اولاد بھی ہین اور ایک میرا فرزند جسکا نام
برخوردار خطیب محمد عبد الرشید ہے جسکی شادی مین نے سال گذشتہ کر دی تھی مادۂ تاریخ نکاح خطیب عبد الرشید
۱۳۲۱ھ
ہے علاوہ اردو اور فارسی کے انگریزی مین مٹرکیولیشن کے درجہ کی لیاقت رکھتا ہے اور وہی تجارتی کوٹھی کے
کاروبار مین مصروف ہے جسکا ذکر ہو چکا ناظرین سے امید ہے کہ مجھے اور میرے اولاد کو دعائے خیر سے
محروم نفرمائینگے تجارت پارچہ آغاز کرنے کے ایام مین میرے والد امجد ایک عرصہ دراز تک معہ اہل و عیال
مدراس مین اقامت گزین تھے اسلیئے میرا اور میرے برادر مرحوم قومتہ القدر کے عمر کا بڑا حصہ مدراس مین منقضی ہوا
ہم دونون کی تعلیم و تربیت اسی مقام مین ہوئی یون تو عالم طفلی مین متعدد استادون سے مین نے سبق لیا تھا

مگر حاصل کر جن سے فارسی درسی کتب میں نے طئے کئے اور جن سے میں انشاء میں نے حاصل کیا اونکا اسم گرامی حضرت مولنا مولوی سید مرتضیٰ صاحب نور اللہ مرقدہٗ ہے حضرت ممدوح نواب کرناٹک کے مدرسہ اعظم میں مشاہیر اساتذہ سے تھے اور اونکو اعلیٰ درجہ کا فضل و کمال اور تبحر و استعداد خدا نے عنایت کی تھی میں نے بتاریخ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۲۲ہجری حضرت سیدہ شاہ محمد امین الدین حسینی چشتی القادری المعروف بہ حضرت صاحبجو صاحب مدظلہ العالی ساکن مدم پٹی متصل نزانور سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی چونکہ حضرت ممدوح کے والد امجد سے میرے والد نے ہی بیعت کی تھی اور اکثر میرے اجدادی بزرگونکا سلسلۂ بیعت اونکے ہی خاندان میں مدت مدید سے جاری ہے علاوہ اوسکے حضرت ممدوح کو میں نے علوم باطنی میں یگانہ پایا اونکے ارشاد و ہدایت میں کوئی امر خلاف شریعت نظر نہ آیا اسلئے میرے دل نے اس شرف سے محروم رہنا نہ چاہا۔ میری عمر فی الحال باون سال کی ہے افسوس کہ میں نے اپنے گران مایہ عمر کی کچھ قدر نہ کی نہ مجھہ سے احکام الٰہی کی پوری تعمیل ہوی نہ میں نے اپنے قوم کی فلاح کے قدمے درمے کوئی تائید کی بالکل میری عمر اس شعر کے مصداق رہی۔ ع

عمر عزیز ماست کہ بر بادمی رود　　دانی کہ بر سمند سبکرو سوار کیست

ہان کم سے کم تیس سال سے مجھے شعر و شاعری کا شغلہ ہے اس مشغلہ کے طفیل جو نمایان کام ہوا وہ یہی ہے کہ میں نے یہ تین کتاب تصنیف کئے۔ دیوان بادشاہ۔ یادگار بادشاہ۔ جوہر خیال۔ یہ تین کتاب وقتاً فوقتاً زیور طبع سے مزین ہوکر شائع ہو گئے۔ علاوہ اسکے بعض بعض اوقات میرے قومی مفید مضامین اور تاریخین بعض شمالی ہند کے اخبارات۔ کرزن گزٹ۔ وکیل۔ وطن میں اور جنوبی ہند کے اخبارات مخبر دکن۔ نیر آصفی۔ تحفۂ قیصری۔ شمس الاخبار میں طبع ہوا کرتے تھے اب یہ چوتھی تصنیف ہے جسکو میں ناظرین با تمکین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اسکا نام میں نے **گلزار بادشاہ** رکہا ہے اس نسخے میں ان تمام نظمون کو میں نے فراہم کیا ہے جو بعد طبع یادگار بادشاہ۔ و جوہر خیال موزون کئے گئے تھے اس میں نہ کسی غیرت حسین کے حسن و جمال خط و خال کی داستان ہے۔ نہ کسی کے فراق و وصال عشق و عاشقی کا بیان میں نے عرصہ دراز سے عشقیہ اشعار کا لکہنا ترک کر دیا ہے لسان الغیب خواجہ حافظ شیراز کا یہ شعر میرے مد نظر رہا۔ ع

چون پیر شدی حافظ از میکدہ بیرون شو　　رندی و ہوسناکی در عہد شباب اولیٰ

صرف دو ہی امر تھے جو مجھے اس نسخہ کے مرتب کرنے پر مجبور کیے پہلا امر جن دوست احباب کے شادی و غمی کے مین نے تاریخیں لکھے ہین چونکہ انکے پاس ان کو عند کا محفوظ رہنا دشوار امر ہے اگر کسی واقعہ کا سنہ دریافت کرنا مقصود ہو تو یہ مجموعہ فی الفور انکی ضرورت کو پوری کرسکتا ہے دوسرا امر جن کی طبیعتوں مین خدا نے سخن فہمی کا مادہ عطا فرمایا ہے اس مجموعہ کا کوئی ایک شعر یا کوئی ایک مصرع یا کوئی لفظ انکے پسند آجائے تو میری محنت چیز ہونے کیلئے کافی ہے یہی وجہ تصنیف ہے اور بس ؎

قبح کے دیکھنے والے تو بہت ہین لے یار ‏ پر یہان حسن شناسان سخن تھوڑے ہیں

دیباچہ دوم از مصنف

دیباچہ مذکور مین لکھے گئے واقعات کے بعد جو واقعات گزرے ہین وہ یہان درج کیے جاتے ہین بتاریخ ۲۵ اگست سنہ ۱۹۰۶ء مجھے سفر حرمین شریفین کا اتفاق ہوا جناب الحاج حکیم محمد عبد العزیز صاحب ساکن مدراس اور انکے ہمراہیون کیساتھ جنکی تعداد ۳۷ تہی مین بھی ہمسفر رہا میرے ہمراہ صرف میرے اہلخانہ اور میرا نسبتی ہمشیرہ زادہ عبد الشکور نامی تھے الحاصل ہم تینونکی شمولیت سے عازمان حج کی تعداد چالیس ہوگئی حکیم صاحب ممدوح ہم سب کے میر قافلہ تھے مکہ معظمہ مین مدت اقامت پانچ مہینے مدینہ منورہ مین مدت اقامت چالیس روز رہی یہ مبارک سفر نو مہینے کے عرصے مین اختتام پا گیا بتاریخ ۵ جون سنہ ۱۹۰۷ء ہم سب مع الخیر والعافیہ وارد مدراس ہوے ہین اثنائے سفر مین واقعات سفر قلمبند کرکے مخزن دکن نامی اخبار کو بھیجتا رہا وقتاً فوقتاً میرا سفرنامہ اخبار مذکور مین شایع ہوتا تھا جسکو لوگ نہایت شوق اور دلچسپی سے مطالعہ کرتے تھے جسوقت میری اقامت مکہ معظمہ مین تھی میرے والد بزرگوار حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب کے انتقال کی خبر کدورت اثر بذریعہ تار مجھے پہنچی جو کچھ صدمہ میرے دلپر گزرا وہ حیطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہے تمام مقامات متبرکہ مین مین نے اونکے لئے دعائے مغفرت کی اونکی وفات کی مین نے جو تاریخ لکھی اس مجموعہ کے تاریخات وفات کے فصل مین مندرج ہے بعد اختتام سفر حرمین شریفین مدراس سے جب مین اپنے وطن مالوفہ یعنی وانمباڑی پہنچا تو شکوہ بخار سے سخت علیل ہوگیا سلسلۂ علالت ڈیڑہ ماہ تک جاری رہا شدت مرض نے تمام خویش و اقارب کو میری زیست سے بالکل مایوس کردیا تھا بارے خدا کا فضل شامل حال ہوا مزاج میرا صحت پذیر ہوا مین اپنے پاک پروردگار کا کن الفاظ مین شکریہ ادا کرون کہ اوسنے مجھے نعمت صحت سے سرفراز کیا گویا از سر نو مجھے زندگی عطا کی ؎

اے خدا قربان احسانت شوم ‏ این چہ احسان است قربانت شوم

حمد باریتعالیٰ جلّ شانہ

یہ نظم ایک فاضل بزرگوار کے رسالہ کیلئے بطور تقریظ لکھی گئی تھی مناسب معلوم ہوا کہ اس مجموعہ کا فتح الباب اسی سے ہو

اے خالق عرش و ارض و افلاک
جہت اور مکان سے ہے تو پاک

نزدیک نہیں ہے عرش سے تو
دوری نہیں اس زمین سے تجھکو

نزدیکی و دوری و مسافت
اجسام کے ہیں یہ سارے نسبت

تو جسم ہے عرض ہے نہ جوہر
محدود نہیں ہے تو اے داور

بیچون و چرا ہے ذات جیسی
ایسی ہر ایک صفت ہے تیری

ہے ذہن میں کیفیت جو ہر ایک
پاک اس سے تری صفت ہے بیشک

بیشک عالم سے تو جدا ہے
مفہوم یہی جدائی کا ہے

یعنی عالم کے جو ہیں صفتیں
ہرگز نہیں ہیں تجھہ میں

تیرے صفتیں نہیں بعالم
کہتے ہیں جدائی اسکو ہی ہم

اجسام کی جیسی ہے جدائی
ہرگز نہیں یون جدائی تیری

اجسام کی کیفیت ہر ایک دم
رکھتے ہیں جو اپنے ذہن میں ہم

پس ہم جو کرین قیاس اُسپر
بیجا یہ قیاس ہے سراسر

تیرے کوئی نہ تجھ سے متصل ہے
اور تو نہ کسی سے منفصل ہے

فوق عرش برین بھی ہے تو
ہے قرب بھی بندگون سے تجھکو

اس فوق کی قرب کی حقیقت
ہمکو نہیں جاننے کی طاقت

تو ہی بھید اس کا جانتا ہے
انسان کا حوصلہ ہی کیا ہے

جیسا تیری ذات کو ہے لائق
تیری ہر ایک صفت ہے فائق

یارب تو کرم سے اپنے یکسر
توفیق ایسی ہمین عطا کر

ہرے ذات وصفت کی دایم
افزوں ہو ہمارا فہم وادراک
ایمان سے ہو خاتمہ ہمارا
ایمان رہے جب ہمارا محکم

تنزیہ ہر ایک طرح کریں ہم
ہر حال میں اعتقاد ہو پاک
ہے اس سے بھی بڑھکے مدّعا کیا
ہر طرح سے خوش نصیب ہیں ہم

کرختم سخن اے بادشاہ اب
جو کچھ تھا ادا ہوا ہے مطلب

تاج فرق سخن ہے حمدِ خدا
عرش وکرسی و آسمان و زمین
حور و غلمان و دیو جن و بشر
تر زبان سب ہیں حمد مین اسکے
ذرّہ ذرّہ اُسی کے حمد مین ہے
ہو ادا کس سے کس کی طاقت ہے
نعت بھی حمد سے نہیں کچھ کم
مثل اسکے جہان مین کون ہوا
جتنے دنیا مین انبیا آئے
ذات اقدس وہ سبکی جامع تھی
دین اسکا تھا ناسخ ادیان

لذت ہر دہن ہے حمدِ خدا
اختر و آفتاب و ماہ مبین
گوہر و لعل و بحر و نخل و حجر
دو جہان سب ہیں حمد مین اسکے
ہنّا ہنّا اُسی کے حمد مین ہے
بے نہایت ہے بے نہایت ہے
راحت جان ہے ذکر شاہ اُمم
نہوا ایسا پھر نہ ہوویگا
جتنے حق سے وہ مرتبے پائے
نورِ فیض خدا سے لامع تھی
اسکے تابع ازل سے کون ومکان

روح پر اسکے ہو صلوٰۃ وسلام
آل و اصحاب پر بھی اسکے مدام

یہ غزل قومی مشاعرہ اردو سوسائٹی کیلئے لکھی گئی اور رسالہ "ترقی تجارت" مدراس مین طبع ہوی

مصرع طرح - "اگر کچھ ہے تو اکدن قوم کے مٹنے کا سامان ہے"

تری توحید و یکتائی الٰہی تجھکو شایان ہے
ترے توصیف کا ہمکو نہ یارا ہے نہ امکان ہے

تو واجب اور ہم ممکن تو باقی اور ہم فانی
مبرا تو ہے سب عیبون سے ہم مین عیب و نقصان ہے

نہ تو ہے منفصل ہم سے نہ ہم ہین متصل تجھ سے
ہے اعلیٰ تیری ہستی تیری برتر عزت و شان ہے

ترے قہر و غضب سے کوئی ہرگز بچ نہین سکتا
ہے احسان جسپہ تیرا اُسپہ کُل عالم کا احسان ہے

نہ جوہر ہے عرض ہے تو نہ ہے جہت و مکان تجھکو
عیان ہے سب پہ تو لیکن نہ تجھسے کوئی پنہان ہے

نہ تو ہمسر کسیکا ہے نہ کوئی مثل ہے تیرا
ترے دریائے وحدت کا نہ ساحل ہے نہ پایان ہے

ہے تو ہی اوّل و آخر ہے تو ہی ظاہر و باطن
یہی فرمان ہے تیرا یہی بس اپنا ایمان ہے

تری عظمت تری قدرت تری حکمت تری صنعت
وہ وسعت رکھتی ہے جس سے ہماری عقل حیران ہے

فرشتے پا نہین سکتے ہین کنہ ذات جب تیری
ہے دعویٰ جسکو دانائی کا اسکا سخت نادان ہے

پیمبر تیرا سچا دین سچا اور تو سچا
ترے احکام سچے اور سچا تیرا قرآن ہے

عوض قومی غزل کے حمد لکھی بادشہ تو نے
سمند خامہ تیرا کس لیئے یون آج جولان ہے

یہ غزل مشاعرۂ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستۂ خورشید مدراس مین طبع ہوئی

مصرع طرح "مثل خورشید چمکتی ہوئی پیشانی ہے"

ذات حق باقی ہے سب اسکے سوا فانی ہے
فانی چیزون سے محبت ہو یہ نادانی ہے

مبتلا عشق مجازی مین رہوگے کب تک
لذت عشق حقیقی بھی تو کچھ پانی ہے

دست و پا لاکھ ہلائین بھی تو کیا ہوتا ہے
بات پیشانی کی جو ہے وہی پیش آنی ہے

خود پسند آئینہ سے تیرے ہوا ہے عالم
عقل پر تیرے سکندر مجھے حیرانی ہے

خوب تھا کھینچتے اعمال کی سیرت کی تصویر
بات یہ مانی و بہزاد نے کب مانی ہے

جسطرح بے مثل ہر یک وصف مین تو ہے یارب
انکساری ترے بندون کی بھی لاثانی ہے

دام صیاد نے چھوڑا نہ کسی بلبل کو
چشم نرگس کی یہ بے سود نگہبانی ہے

سجدہ خالق بیچون کی یہ دیکھی تاثیر
مثل خورشید چمکتی ہوئی پیشانی ہے

حمد ہو نعت ہو یا کوئی نصیحت ہو رقم
بادشہ کی نہ کوئی اور سخندانی ہے

یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستہ "خورشید" مدراس مین طبع ہوئی

مصرع طرح "ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا"

پہلا ہو لا نہ کیون گلشن یہ ہے دنیا کی خلقت کا
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

ہر یک نیا چمن کا گویا دفتر ہے حقیقت کا
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

اشارہ ہے یہی ہر دم مری چشم بصیرت کا
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

تماشا کیون نہ دیکھین عالم کثرت مین وحدت کا
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

وہ کیا جانے یہین ہے مادہ جسکو فراست کا
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

محل ہے یہ تعجب کا نہ موقع ہے یہ حیرت کا
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

صداقت کے قلم نے لوح دل پر لکھدیا مصرع
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

زبان بادشہ اور حمد تیری اس سے ثابت ہے
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

یہ غزل میدان عرفات کی تعریف مین لکھی گئی اور اخبار "مخبر دکن" مدراس مین شائع ہوئی

نہ پوچھو ہے یہ کیا میدان عرفات
ہے دربار خدا میدان عرفات

فراہم آج ہین لاکھون مسلمان
زہے عالم خوشا میدان عرفات

گدا و شاہ سب یک رنگ ہین ہین
ہے کیا حیرت فزا میدان عرفات

خدا کے اب خدائی کا تماشا
ہے کیا دکھلا رہا میدان عرفات

کہان ہین منکرین حشر آئین
ادھر دیکھین ذرا میدان عرفات

صدا لبیک کی پہنچا رہا ہے
زمین سے تا سما میدان عرفات

عنادل ہم ہین نغمہ اپنا لبیک
سقدر کھینچ لایا ہے وگرنہ
تو وہ بارعب منظر ہے جہان کا
طفیل حج بجہے اللہ اکبر
ملایا آدم و حوا کو حق نے
زمین پر تیرے ہی یک روز ہوگا

چمن ہے دین کا میدان عرفات
کجا ہم اور کجا میدان عرفات
نہین ثانی ترا میدان عرفات
عجب رتبہ ملا میدان عرفات
اسی جا پر بجا میدان عرفات
عیان روز جزا میدان عرفات

ٹیگا دل سے کیونکر بادشہ کے
یہ خوش منظر ترا میدان عرفات

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

نہین جز نعت بنی لطف ہے گویائی کا
دیکھئے عالم جو ترے روضہ کے زیبائی کا
ہمانلو عشق پیمبر کو سمجھتے کیا ہو
آنکھ ہے دیکھ لیا روضۂ حضرت مین نے
چپ سہہ ہین دوبارہ مجھے بلوا لیجے
وایلی ہے وہان عشق پیمبر ہے یہان
سجدہ گر غیر خدا کیلئے ہوتا جائز
ہر وقت کیا کرتی نہین نسوان قریش
عشق پیمبر ہے رفیق دل و جان
اگئی توحید یہ کسطرح سے غالب تثلیث
ہون مداح بنی مجھ سے نہ پوچھو ہرگز

سب سے بہتر ہے یہ موقع سخن آرائی کا
عمر بھر دل رہے حیرت مین تماشائی کا
پہلا زینہ ہے یہی حق کی شناسائی کا
مدعا ہو گیا حاصل مری بینائی کا
پا ہی اب نہین یارا ہے شکیبائی کا
قیس کسطرح ہو ہمسر ترے سودائی کا
فخر کرتا مین ترے در کے جبین سائی کا
تھا مقدر مین حلیمہ کے شرف دائی کا
کو رہین بھی مجھے کچھ غم نہین تنہائی کا
ادعا ہے یہ غلط مذہب عیسائی کا
اسقدر ناز ہے کیون آپکو یکتائی کا

شاعرو تمکو ان اشعار سے کیا نفع ملے
عشق فرضی میں نہیں نام ہے مسیحائی کا

بادشہ نزع میں تم کلمہ طیب پڑھ لو
کہو نہ بیٹھو کہیں قافلو ہے یہ دانائی کا

یہ غزل گلدستہ عروج خیال مدراس کیلئے لکھی گئی

مصرع طرح "یار جس کوچے میں جا نکلا گلستان ہوگیا"

رنگ نعت مصطفےٰ جسدم نمایاں ہوگیا
ہر سخن میرا گل گلزار رضوان ہوگیا

تیرے غم میں جو مثال ابر گریاں ہوگیا
واہ کیا سرسبز اسکا باغ ایمان ہوگیا

شوق پیدا ہمیں جب رقم کرنے لگا
صفحہ قرطاس میرا رشک بستان ہوگیا

دیکھکر رفتار حضرت اہل یثرب بول اٹھے
یار جس کوچے میں جا نکلا گلستان ہوگیا

کعبے میں پائی ہے میرے مردہ دل نے زندگی
آب زمزم مجھکو گویا آب حیوان ہوگیا

دولت دین نبی نے دی وہ قدر و منزلت
دہر میں ہر مور جیسے شکل سلیمان ہوگیا

نوع انسان میں کیا خلاق نے پیدا مجھے
اشرف المخلوق جب سے نام انسان ہوگیا

بچگئے نار جہنم سے مریضان فراق
سوز الفت تیرا انکے حق میں درمان ہوگیا

فتح گویا ہوگئی سب دشمنان دین پر
نفس سرکش پر اگر غالب مسلمان ہوگیا

مہر کے آگے نہیں جسطرح انجم کی ضیا
رتبہ یوں اگلے کتب کا پیش قرآن ہوگیا

میں جو سلطان رسل کے در کا ہوں ادنیٰ گدا
بادشہ میرا تخلص مجھکو شایان ہوگیا

یہ غزل مشاعرہ وانمباڑی کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح "ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا"

یا نبی جلوہ دکھا دو عارض پر نور کا
بھول جائیں حضرت موسیٰ بھی عالم طور کا

عاصیو درمان کرو تم جرم کے ناسور کا
صبح یثرب میں ہے عالم مرہم کافور کا

وصف لکھتا ہون نبی کے حسن کا مین کیا عجب
دائرہ ہر حرف کا حلقہ ہے چشم حور کا

سارے ہشیارون کو قربان کیجیئے اس مست پر
کیا مقدر ہے تمہارے عشق کے مخمور کا

شوق یثرب اور ہے خوف سفر کچھ اور ہے
شہد کے طالب کو بیجا ہے خطر زنبور کا

راز اس کا حق ہی جانے حق مگر کہتے ہین ہم
شہرہ دنیا مین ہے نفخ صور تک منصور کا

کیا مصفیٰ مسجد نبوی ہے جسکے وصف کو
آئینہ کاغذ ہو خامہ چاہئے بلور کا

حب شفاعت کی تمہاری دھوم محشر مین مچے
کیون نہ دل اچھلے خوشی سے خاطر رنجور کا

شاعرو للہ فرضی عشق بازی چھوڑ دو
مین موافق ہو نہین سکتا ہون اس دستور کا

عشق جو سچا ہے مثل روز روشن ہے عیان
عشق فرضی تو نمونہ ہے شب دیجور کا

دل ہے میرا عندلیب گلشن توحید حق
ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا

بعد بیہوشی کے موسیٰ نے زبان سے یہ کہا
ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا

آستان مصطفےٰ کا ہون گدا ای **بادشاہ**
میرے آگے کیا ہے رتبہ قیصر و فغفور کا

یہ غزل گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلیئے لکھی گئی

مصرع طرح "علاج دردِ دل تم سے مسیحا ہو نہین سکتا"

کسی سے وصف شاہ انبیا کا ہو نہین سکتا
کبھی قطرہ کے منہہ سے وصف دریا ہو نہین سکتا

مریض عشق احمد ہون معالج سے یہ کہدونگا
علاج درد دل تم سے مسیحا ہو نہین سکتا

رخ حضرت سے اے شمس و قمر تشبیہ کیونکر دون
کرو تم لاکھ بھی منت یہ اصلا ہو نہین سکتا

تن اقدس پہ زیبا خلعت ختم رسالت ہے
قسم حق کی قیامت تک بھی تم سا ہو نہین سکتا

تمہارے قدر و عزت کا مدارج کا مراتب کا
بجز اللہ کے کوئی شناسا ہو نہین سکتا

یہان محبوب حق ہے اور وہان سب حور و غلمان ہین
مدینے سے کبھی فردوس اچھا ہو نہین سکتا

دلانے خوف کیون ہو واعظو تم روز محشر کا
شفیع المذنبین کیا اپنا ملجا ہو نہین سکتا

سون ہر سب فدا ہین مین فدا اپنے پیمبر پہ
کسی کا میرے دل پر کچھ اجارا ہو نہین سکتا

نبی کے ناموسون سے قین ہمسر ہو یہ بیجا ہے
خذف پارہ کسی دن دُرِ یکتا ہو نہین سکتا

ملا دے خاک میری بعد مردن خاک طیبہ سے
صبا کیا تجھ سے اتنا کام میرا ہو نہین سکتا

ہے انکی یک نگاہ لطف کافی **بادشہ** مجھکو
جو ادنیٰ امتی ہون کیا مین اعلیٰ ہو نہین سکتا

یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلیے لکہی گئی اور گلدستہ جو رشید مدراس مین طبع ہوی

مصرع طرح "بیگانہ سب سے ہے جو ترا آشنا ہوا"

مجھ سے رقم جو وصف نہ انکا ہوا
ہر ایک حرف حاصل صل علیٰ ہوا

پرتو فگن جو عشق حبیب خدا ہوا
دل میرا گویا آئینۂ حق نما ہوا

مین دل سے آستانِ نبی کا گدا ہوا
ہمپا بادشہ جو ہوا کیا بجا ہوا

جامع ہے تو جمیع فضائل کا یا نبی
تجھسا نہ دوسرا ہے کوئی دوسرا ہوا

تیری نظر نے کردیا ذرہ کو آفتاب
قطرہ ترے کرم سے دُرِ بے بہا ہوا

تیرے سحاب فیض و ہدایت کا ہے طفیل
توحید کا ہے باغ جو پھولا پھلا ہوا

کرتا ہے قصد بلدۂ طیبہ جو میرا دل
رہتا ہے شوق دو قدم آگے بڑہا ہوا

اسی جبر ہے مجھکو نہ غیرونکا ہے خیال
بیگانہ سب سے ہے جو ترا آشنا ہوا

بخش خدا مین جاونگا محشر مین **بادشاہ**
نعتِ نبی کا ہاتھ مین دفتر لیا ہوا

مندرجہ ذیل غزلین گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلئے لکھی گئین

مصرع طرح "ایک دل ہمدم مرے پہلو سے کیا جاتا رہا"

ہجر احمد مین نہ پوچھو مجھ سے کیا جاتا رہا
صبر و استقلال کا ہی حوصلہ جاتا رہا

وائے ناکامی پڑے ہین ہند مین مایوس ہم
سوئے طیبہ قافلہ پر قافلہ جاتا رہا

عشق احمد نے مٹا یا دل سے میرے عشق غیر
لیگیا وہ ساتھ اپنے راحت و صبر و قرار
نکہت مشک و گلاب اس راہ سے آتی رہی
ہم مدینہ تر گئے لیکن نہ اس جا مر مٹے
لطف شوق و مدین ہے آنکھہ میری مبتلا
شرق سے تا غرب جب ڈنکا بجا توحید کا
کہتے تھے روح الامین وقت وفات مصطفے
جب سے آنکھوں مین سمائی ہے مدینہ کی بہار

آشنا قایم رہا نا آشنا جاتا رہا
ایک دل ہمدم میرے پہلو سے کیا جاتا رہا
جس گلی جس رہ سے شاہ انبیا جاتا رہا
ہاے کیا پایا تہا ہم نے ہم سے کیا جاتا رہا
دیکھنا روضہ کا وہ صبح و مسا جاتا رہا
زور کفر و شرک کا جاتا رہا جاتا رہا
لطف اس دنیا مین آنے کا جو تھا جاتا رہا
شوق اے رضوان مجھے فردوس کا جاتا رہا

ہیچی سبھی مدح گوئی کا ہے چرچا بادشاہ
اب تو فرضی عشق بازی کا مزا جاتا رہا

مصرع طرح "معمور ہو رہا ہے عالم مین نور تیرا"

دین متین ہے پہیلا نزدیک و دور تیرا
تیری ہدایتوں سے ہے مستفیض ہر یک
کفار و مشرکین سب بچتا ئینگے سراسر
قدرت ہے وہ خدا کی یہ فضل ہے خدا کا
فعلی رضائی قولی سنت کے ہین جو پیرو
ہین صاف تر مبشر توریت اور انجیل
تو خاتم الرسل ہے سردار دو جہان تھے
شیدا نہ ہو جو تیرا مومن وہ کسطرح ہو
تہا عرش رب ای موسیٰ معراج گاہ احمد
دوزخ سے تو چھڑا کر جنت ہمین دکھائے

گویا ہے اے پیمبر ہر جا ظہور تیرا
معمور ہو رہا ہے عالم مین نور تیرا
جاہ و حشم جو دیکھین روز نشور تیرا
پا ئینگے حسن کیونکر غلمان و حور تیرا
لطف و کرم نہین بر ہوگا وفور تیرا
اور دے گیا ہے بیشک مژدہ زبور تیرا
رتبہ رقم کرون کیا مین ای حضور تیرا
رکھتا ہے عشق دل مین ہر یک ضرور تیرا
معراج گہ زمین پر تھا کوہ طور تیرا
ہوگا زہے بہشت دل نا صبور تیرا

ای بادشہ شفیع محشر نبی ہے اپنا
کیا غم ہے گر ہے بیحد جرم و قصور تیرا

مصرع طرح "کسکی گردن کو جھکاتا نہین احسان تیرا"

یا نبی کسکے نہین دل مین ہے ارمان تیرا
کون مداح نہین صاحب ایمان تیرا

سرفرازی ہے ہدایت سے ترے عالم کو
کسکی گردن کو جھکاتا نہین احسان تیرا

کون ہون کیا ہون کرون عشق کا دعوی کیونکر
عشق خود رکھتا ہے جب حضرت رحمان تیرا

حمد سے نعت یہی کہتی رہی صبح و مسا
حد نہین میری کوئی اور نہ پایان تیرا

عاصیان حشر مین یون تجھکو پکارا ٹھینگے
ہاے وسیلہ ہمین بس دین کے سلطان تیرا

کسکی شان اسکی ہے کسریٰ سے اگر نسبت دون
فوقیت رکھتا ہے دارا یہ بھی دربان تیرا

وقف سب کچھ ہے یہ تیرے لئے ای عشق نبی
جسم تیرا ہے بجا نقد دل و جان تیرا

کیون سکندر بھی نہ ششدر ہو صفائے رخ سے
آئینہ رہتا ہے ہر آئینہ حیران تیرا

مصر مین اسلئے کھلایا عرب عالم
نور رکھتا تھا جبین پر مہ کنعان تیرا

نار گلزار بھلا کیون نہو ای ابراہیم
نور سے کسکے تھا عارض یہ درخشان تیرا

فخر کرتے ہین رسل ذات معلی پہ ترے
یا نبی تجھپہ یہ ہر ایک وصف ہے نازان تیرا

بلبل باغ مدینہ ہون مجھے کیا پروا
ہو مبارک تجھے رضوان یہ گلستان تیرا

بادشہ کو نہین کونین مین کچھ خوف و ہراس
حشر مین ہاتھ مرا اور ہے دامان تیرا

مصرع طرح "تڑپتا ہے دل ناشاد کیا کیا"

مدینے کی ہے مجھکو یاد کیا کیا
تڑپتا ہے دل ناشاد کیا کیا

ہے تیری حشر مین امداد کیا کیا
ہوے دوزخ سے ہم آزاد کیا کیا

منادی تو نے کی توحید کی جب
مٹایا کفر اور الحاد کیا کیا

ہدایت سے ہو معمور عالم
ضلالت ہوگئی برباد کیا کیا

بہار وحدت حق کا ہے جلوہ
ہے پھولا گلشن ایجاد کیا کیا

لکھا ہے مین نے وصف چشم سرور
ہے اسنا دونگا اس ہر صاد کیا کیا

ہزارون سیکڑون امت مین تیرے
ہوے اقطاب او اوتاد کیا کیا

نبوت کسکو ہے جن و ملک مین
معزز ہے یہ آدم زاد کیا کیا

طپان ہون غمزدہ ہون مضطرب ہون
تری فرقت کی ہے بیداد کیا کیا

دوبارہ جاکے جب پہنچون مدینہ
کرونگا نالہ و فریاد کیا کیا

مین مداح نبی ہون بادشہ آج
ملیگی شاعرون سے داد کیا کیا

مصرع طرح ”یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا“

ترے روضہ پر دوبارہ جو مرا قرار ہوتا
مری جان صدقے ہوتی مرا دل نثار ہوتا

مین مدینہ جاکے آیا مرا مدعا نہ پایا
نہ کھلے یہ بخت میرے کہ وہان مزار ہوتا

تری دید خواب مین بھی نہوی مجھے میسر
مرا بخت خفتہ شاید نہین ہوشیار ہوتا

کہا خاتم الرسالت تجھے خالق جہان نے
تو نبی جہان مین کیونکر کوئی زینہار ہوتا

کبھی آشکار ہوتی نہ خدا کی یہ خدائی
نہ ترا وجود اطہر اگر آشکار ہوتا

مری آنکھ کیون نہ سمجھے اسے سرمہ جواہر
ترے گور کا میسر جو مجھے غبار ہوتا

مین درود پڑھکے ہردم ترا نام لے رہا ہون
یہ لحاظ مین نہ کرتا تو قصوروار ہوتا

تری ہجر کی مصیبت نہ اگر مجھے ستاتی
کبھی غمزدہ نہ ہوتا نہ تو بیقرار ہوتا

مجھے ہو یقین اسدم ترے در پہ ہو رسائی
مری زیست کا اگر کچھ مجھے اعتبار ہوتا

دم گریہ وصف کرتا جو ترا اے بحر خوبی
مرا اشک قطرہ قطرہ در شاہوار ہوتا

تری یک نظر جو پڑتی اے سحاب لطف رحمت
مرا گلشن مقاصد ابھی پر بہار ہوتا

نہ رہے اگر وہاں تو مجھے خلد ہے بیابان | گل بر سر یک ۔ ہاں کا مرے حق میں خار ہوتا

یہی فخر بادشہ کو دم بازپرس لب تھا
ترے خادموں میں شاہا جو مرا شمار ہوتا

یہ غزل مجلس مشاعرہ مکہ معظمہ میں پڑھی گئی اور اخبار "مخبر دکن" مدراس میں شایع ہوی

مصرع طرح "لینا تھا دل یہ مجھ سے ہی خانہ خراب کا"

ہوں شیفتہ لقائے رسالت مآب کا | جلوہ ہے داغ دل میں مرے آفتاب کا
یاد آرہا ہے وہ گل عارض جناب کا | آنسو کو میرے آج ہے رتبہ گلاب کا
نشہ ہے مجھکو عشق نبی کے شراب کا | عالم ہے منکروں کے دل پر کباب کا
جرم و گناہ میرے بھلا کس حساب میں | میں ہوں غلام شافع یوم الحساب کا
نوبت زوال کفر کی پہنچی کہاں کہاں | ڈنکا بجا ہے دین کے جب رعب و داب کا
سیماب پارہ پارہ ہو غیرت سے کیا عجب | ہجر نبی میں ہے وہ سماں اضطراب کا
ہم کسکے امتی ہیں ہمیں دوزخ کا ڈر [illegible] | وہ اور ہونگے خوف ہو جنکو عذاب کا
شیرین ہوا ہے چاہ انس کا وہ آب شور | ادنیٰ سا یہ اثر تھا نبی کے لعاب کا
افسوس ہجر [illegible] | ہے زندگی ہماری نمونہ حباب کا
اے نفس بادشاہ نے سب میں دل لگی نہ کی | لینا تھا دل یہ مجھ سے ہی خانہ خراب کا

ملہ میں آئیں اور گئیں شوخیہ غزل
ای بادشاہ کلام نہیں یہ ثواب کا

مندرجہ ذیل غزلیں گلدستہ "عروج ہلال" مدراس کے لئے لکھی گئیں

مصرع طرح "حضرت دل ہجر میں کیا رنگ دکھلائینگے آپ"

اللہ اللہ حشر میں کس شان سے آئینگے آپ | رستگاری امت عاصی کو دلوائینگے آپ
کیسی ہمدردی نوازش شفقت ہے یہ سے | گر نہ ہوں ہمراہ یہ جنت میں کب جائینگے آپ

نور کے لیکا طبق وقت ولادت سب ملک
کہدے تھے اس دہر مین تشریف اب لائینگے آپ

خوش نصیبی پر مری کیا اس سے بڑھکر فخر ہو
گر دوبارہ پھر مجھے یثرب مین بلوائینگے آپ

جب مدینہ مین تھا بیحد جوش اظہار طرب
حضرت دل ہجر مین کیا رنگ دکھلائینگے آپ

بیگمان حق کی اطاعت ہے اطاعت آپ کی
گویا فرمان الٰہی ہے جو فرمائینگے آپ

کسکو تہا معلوم یون ہوگی ضلالت کالعدم
اور یون نور ہدایت اپنا چمکائینگے آپ

یا نبی ہے گلشن فردوس کو میرا سلام
خاک کو میرے مدینے مین جو پہنچائینگے آپ

رشک رخ سے آپ کے خورشید ہوگا زرد رو
پارہ پارہ ہو قمر انگلی جو بتلائینگے آپ

جو مصدق آپکے ہین خوش رہینگے حشر مین
جو مکذب ہین وہ دل ہی دل مین پچھتائینگے آپ

پاک فرضی عشق سے ہے **بادشہ** کی شاعری
مجھہ سے ای رنگین مزاجو لطف کیا پائینگے آپ

مصرع طرح "شب کے پہلو مین ہے وہ رشک قمر آجکی رات"

شب معراج ہے اے اہل نظر آجکی رات
کسقدر رحمت حق کا ہے اثر آجکی رات

پردۂ غیب سے ہر وقت صدا آتی ہے
ہو مبارک اے مسافر یہ سفر آجکی رات

کیا کرے سدرہ سے پرواز پر روحِ امین
ہے پرے عرش کے حضرت کا گزر آجکی رات

سرنگون کیون نہون انجم یہی کہتا ہے بُراق
پشت پر میرے ہے یک رشک قمر آجکی رات

یک تجلی سے اودہر طور پہ بیخود تھے کلیم
ہم کلامی ہوی خالق سے ادہر آجکی رات

خلق کین خالق عالم نے بہت سی راتین
رکھتی ہے زمین نگرستان دگر آجکی رات

حورین جنت مین فلک پر یہ ملک کہتے ہین
صدقے تم پر ہین دل وجان وجگر آجکی رات

قاب قوسین او ادنیٰ کا جو کچھ تہا مفہوم
ہے مکمل اے شہ جن وبشر آجکی رات

نہ ملا ہے کسی مرسل کسی پیغمبر کو
تم نے پایا ہے جو کچھ عز و وقر آجکی رات

نہ فقط گلشن جنت کا کیا نظارہ
اہلِ دوزخ کی بہی لی تم نے خبر آجکی رات

بست ہفتم ہے رجب کی یہ مبارک تاریخ
طاعت حق میں رہیں تا بہ سحر آچکی رات

قدر کیا ہوگی صدف کی نہ ہو جب اس میں گہر
صدف ماہ رجب میں ہے گہر آچکی رات

بادشہ پاؤ گے کس طرح یہ اکل کے دن
خواب غفلت میں اگر ہوگی بسر آچکی رات

مصرع طرح "اے دل یہی تو وقت ہے ہمت نہ ہار آج"

کس کا ہے نام ورد زبان بار بار آج
میرا دہن ہے میری زبان پر نثار آج

نعت نبی پہ ہے مرا دار و مدار آج
صلِ علیٰ کی کیوں نہ ہو ہر جا پکار آج

اے طبع دیکھ آج ترا امتحان ہے
اے دل یہی تو وقت ہے ہمت نہ ہار آج

سینہ ہے میرا بحر ہیرے سے داغ داغ
کیا خوشنما ہے میرے چمن کی بہار آج

جنت میں بھی کہونگا تری دید بس مجھے
حور و قصور کا میں نہیں خواستگار آج

با صدق دل غلام شہ انبیا ہوں میں
کیا یہ زمین فلک پہ ہے میرا وقار آج

لکھتا ہوں وصف نکہت گیسوئے مصطفےٰ
صدقے مرے سخن پہ ہے مشک تتار آج

امت یہی کہیگی قیامت میں یا نبیؐ
تیرے سوا ہے کون ہمیں غمگسار آج

کیا جانوں میں کہ کب ہے مدینہ کا عزم سفر
مدت سے گزر گیا ہے مرا انتظار آج

تعداد اہل فہم کی بیشک قلیل ہے
شاعر ہیں یوں جہان میں ہزاروں ہزار آج

مداح مصطفےٰ ہوں تخلص ہے **بادشاہ**
غیروں کی مدح سے ہے مجھے ننگ و عار آج

مصرع طرح "نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد"

شوق دیدار نبی ساتھ رہا میرے بعد
گل نرگس مری تربت پہ کھلا میرے بعد

لطف کچھ مدح نبی کا نہ ملا میرے بعد
نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد

یا نبی داغ محبت ترا لیجاتا ہوں
بس ہے اس شمع کی مرقد میں ضیا میرے بعد

دست و پا میرے گناہوں کی گواہی دینگے
یہی دشمن ہیں مرے روز جزا میرے بعد

کہا حضرت نے کہ دنیا میں ہوں چھوڑا دو چیز
ایک قرآن دگر آلِ عبا میرے بعد

یہی دو چیز تمہارے لیئے ہیں حبل متین
یہی دکھلائینگی تمہیں راہِ ہدا میرے بعد

نیک اعمال فقط حشر میں کام آئینگے
ہیں عبث قصر و مکان سیم و طلا میرے بعد

خاک کو میرے ذرا خاکِ مدینہ میں ملا
اتنا احسان کرا ے بادِ صبا میرے بعد

ہیں اٹھوں حشر میں عشاق نبی کے صف میں
یہی کافی ہے میرے حق میں دعا میرے بعد

آہ کس درد سے فرمائینگے ستر [illegible] نبیؐ
میری امت ترا کیا حال ہوا میرے بعد

بادشاہ فکر ہے کیا گر نہیں اب قادر سخن
خلق کو میرے سخن کا ہے مزا میرے بعد

یہ نظم جلسۂ جشن عید المیلاد ۱۳۳۱ھ کے لیئے لکھی گئی —

میلاد مصطفیٰ کی ہے کیا خوب بہار عید
یہ عید وہ ہے جسپہ فدا ہیں ہزار عید

یہ عید وہ ہے جس سے ہے اسلام کی بنا
یہ عید وہ ہے جس سے ہوئیں بیشمار عید

یہ عید وہ ہے جس سے طرب کو بھی ہے طرب
یہ عید وہ ہے فخر دہ روزگار عید

اس عید کے تھے مژدہ رسان اگلے انبیا
میلاد اس سے اور کوئی باوقار عید

اس عید کی نوید ہمیں [illegible] ہے [illegible]
ملک عرب میں ہے یہی باافتخار عید

قربان اسپہ کیوں نہ عید الاضحیٰ [illegible]
عید الفطر کو کرتی ہے یہ شرمسار عید

توحید پھیلی کفر ہوا پست پائمال
یہ عید ہے ہمارے لیئے استوار عید

جسدن رسول پاک کا دنیا میں ہو ظہور
اسدن کی کیوں منائیں نہ ہم شاندار عید

جنبش ہوئی عمارت کسریٰ کی یکبیک
کیا بہر کفر تھی یہ زلزل شعار عید

آتشکدہ مجوس کا فی الفور بجھ گیا
تھی گویا ابر رحمت پروردگار عید

سب مومنوں کی آنکھ ہے نرگس کی طرح وا
یوں تیرا سال بھر سے ہمیں انتظار عید

عینک لگا کے پیر فلک مہر و ماہ کی
نظارہ تیرا کرتا ہے لیل و نہار عید

بیشک دل اسکا حب نبی سے بعید ہے
اس عید کو نہ سمجھے اگر دیندار عید

جوش دلی سے آج مناتے ہیں ہم خوشی
کل حشر میں ہماری ہے یہ غمگسار عید

کہائیں کہلائیں دلویں دلائیں خوشی کریں
ہم سے بس ان امور کی ہے خواستگار عید

از روئے شرع کام کوئی ناجواز ہو
کرتی نہیں ہے اسکی طلب زینہار عید

حوریں جناں میں ارض پہ ہم چرخ پر ملک
کرتے ہیں آج تیری خوشی بار بار عید

دارہم مار طرز خیالات او چہ کار
اکنون ہر آنکہ گفت نیامد بکار عید

ہر وقت لفظ عید زبان پر ہے **بادشاہ**
میری زبان کو کیوں نکرے مشکبار عید

یہ نظم بہی اوسی جلسہ کیلئے لکھی گئی

مرحبا آئی ہے عیدالمیلاد
کیا خوشی لائی ہے عیدالمیلاد

سرور ہر دو جہان کی بجہہ میں
جلوہ افزائی ہے عیدالمیلاد

دل میں جسکے ہے نبی کی الفت
تیرا شیدائی ہے عیدالمیلاد

پائی کس عید نے عزت ایسی
تو نے جو پائی ہے عیدالمیلاد

جان معمور ہے الفت سے تری
دل تمنائی ہے عیدالمیلاد

دیکھکر اپنے طلبگاروں کو
آج اترائی ہے عیدالمیلاد

آج کس شان سے اس جا پہ تری
محفل آرائی ہے عیدالمیلاد

کہب گئی آج نظر میں سب کے
تیری زیبائی ہے عیدالمیلاد

خوب اے منتظمین مجلس
تم نے دکہلائی ہے عیدالمیلاد

نعت میں آج زبان ہر یک کی
وقف گویائی ہے عیدالمیلاد

بادشہ غل یہی ہر جا ہے بپا

آئی ہے آئی ہے عید المیلاد

یہ قطعہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۱ھ کیلئے لکھی گئی

مرحبا مرغوب ہے عید المیلاد — کیا خوش اسلوب ہے عید المیلاد
ہیں ہم آئیا حبیب حق کے — ہم کو منسوب ہے عید المیلاد
ہے ہر ایک عید کی ہر ایک کو طلب — ہم کو مطلوب ہے عید المیلاد
یا نبی جسکو ہے الفت میری — اسکو مرغوب ہے عید المیلاد
جسکو الفت نہیں ہاں اسکے لئے — سخت معیوب ہے عید المیلاد
ہم اسی کے ہیں غلاموں کے غلام — جس سے منسوب ہے عید المیلاد
سب پہ غالب ہے تو جب سے ہر عید — آج مغلوب ہے عید المیلاد
نزد حق جو ہیں معظم ایام — ان میں محبوب ہے عید المیلاد

بادشہ کے ہے یہی ورد زبان
خوب ہے خوب ہے عید المیلاد

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۲ھ کیلئے لکھی گئی جسکا تاریخی نام "مدحت رحمۃ العالمین" ہے ۱۳۳۲ھ

کیا مہ میلاد آیا صورت باد بہار — غنچہائے دل ہمارے ہیں شگفتہ بار بار
ہم سبھی ہیں ہر رنگ میں اپنے نبی کے مدح خوان — باغ میں ہیں بلبلوں کے جسطرح بیسے ہزار
مثل سنبل تھے پریشان ہم اسی مہ کیلئے — آمد آمد کا تھا اسکے مثل نرگس انتظار
اللہ اللہ آج وہ دن وہ مہینا آگیا — اللہ اللہ بخت خوابیدہ ہوا پھر ہوشیار
یہ خوشی وہ ہے مقابل اسکے کیا کوئی خوشی — یہ خوشی وہ ہے اثر اسکا ہے تا روز شمار
اس خوشی سے واقعی خالی نہ رہنا چاہیئے — کوئی گھر کوئی محلہ کوئی دہ کوئی دیار
مرحبا صد مرحبا کہتی ہیں حوریں خلد میں — چرخ پر صلّ علیٰ کی ہے ملایک میں پکار
وہ نبی پیدا کیا جسکے لئے خلاق نے — مہر و مہ ارض و سما جن و بشر لیل و نہار

وہ نبی ! جسپر نبوت اور رسالت ختم ہے — مثل اسکے کب ہوا کوئی نہ ہوگا زینہار
وہ نبی ! کفر و ضلالت کو کیا جس نے تباہ — کردیا برپا علم توحید حق کا استوار
وہ نبی ! درکا گدا جسکے ہے سلطان زمن — سب سلاطین کو گدائی ہے ہے جسکے افتخار
وہ نبی ! پل مین زمین سے لامکان تک ہوگیا — قاب قوسین کا ملا جسکو وہان عز و وقار
وہ نبی ! کفار بھی قائل تھے جسکے حلم کے — جسکے تھا خلق و تواضع کا ہمیشہ روزگار
وہ نبی ! جسکے فضایل کی نہین کچھ انتہا — وہ نبی ! جسکے خصایص کا نہین حد و شمار
وہ نبی ! انگلی سے جسکے ہوگیا شق القمر — عالم علوی پہ جو اپنا دکھاتا اختیار
وہ نبی ! بہر شفاعت جب زبان اسکی کھلے — کیون نہون لاکھون گنہگاران امت رستگار
وہ نبی ! جسکے تن اقدس کو سایہ ہی نتھا — تھا سر اطہر پہ جسکے ابر دایم سایہ دار
وہ نبی ! دنیا مین جس نے بہر سیرابی فوج — انگلیون سے اپنی جاری کر دیا ہے آبشار
وہ نبی ! مہر نبوت جسکے پشت پاک پر — صاف تر موجود تھی کالشمس فی النصف النہار
وہ نبی ! جس راہ جس کوچے سے کرتا تھا گزر — وہ گلی وہ راہ ہو جاتی تھی یکسر مشکبار
وہ نبی ! جسکی نظر تھی دور و نزدیک ایکسان — پیش و پس کا حال یکسان دیکھنے ہے آشکار
وہ نبی ! جسکا پسینہ تھا معطر سربسر — وہ نبی ! تن پر مگس بیٹھی نہ جسکے زینہار
دوستو مطلوب کل عالم کو ہے حق کی رضا — لیک طالب ہے رضا کا اسکے دایم کردگار
وہ نبی ! جسکا محمد مصطفے ہے پاک نام — رحمۃ للعالمین جسکا لقب ہے شاندار
یہ وہی دن ہین کہ وہ پیدا ہوا اس دہر مین — ان دنون ظاہر ہوا اسکا وجود باوقار
کسکو اس دن کے فضیلت کا نہین ہے اعتراف — اسکے عظمت کا ہو منکر کون ہے وہ دیندار
یا الٰہی تو طفیل اس دن کے ہم پر رحم کر — ہمکو ہر مقصد مین کیجے کامیاب و کامگار
صدق دے اخلاص دے ایمان سے ہو خاتمہ — شرع کے احکام پر ہون منحصر قومی شعار
یمن سے اس دن کے ہمسے دور کر بغض و نفاق — اتفاق و یکدلی دے ہم مین یارب پایدار

ہمن سے اس روز کے میری بصارت کا فتور — ہو اگر زائل عیب اسکا نہیں ہے رنہہ سا
خول فضل مصطفے کی کھینچ تین ہے بسر دی — اور کہاتے ہیں ہمیں ہیکے اسی ہم جاں نثار
کبھی یہ غفلت ہماری اور کبھی کا ہلی — ہیں غفلت پر ہمیں ہونے ہیں مخلوق سرسار
یا الٰہی اس دعا کو دیجئے شرف قبول — آمین آمین کہئے سارے سامعین نامدار
کوئی جدت ہے نہ رنگینی نہ اغراق و غلو — ہے ہمیشہ نظم کا میرے سلاست پر مدار

مدح خواں کس کا ہوں میں کیا غم ہے مجھکو بادشاہ
میری محنت کا صلہ دیگا مجھے پروردگار

مندرجہ ذیل غزلیں گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلئے لکھی گئیں

مصرعہ طرح "نہ پچھتائیگا اے سوفا ہمسے جدا ہوکر"

رہوں میں بحر نعت مصطفے سے آشنا ہوکر — مرا ہر ایک سخن چمکیگا در بے بہا ہوکر
پڑا ہوں ہند میں اب میں مدینہ سے جدا ہوکر — یقین ہے شوق پھر لیجائے مجھکو رہنما ہوکر
خیال گلشن یثرب رہیگا بعد مردن بھی — عجب کیا روح جا پہنچے وہاں باد صبا ہوکر
ترا عز و شرف کس سے بیاں ہو یا رسول اللہ — ہوا مقبول تجھہ سا کون ختم الانبیا ہوکر
شب معراج پایا تو نے رتبہ قاب قوسین کا — گیا اور آگیا اک پل میں تو عرش علا ہوکر
اسی کا دھیان ہو دل میں اسیکا ذکر ہو لب پر — رہوں تا مرگ یارب محو عشق مصطفے ہوکر
تصور میں گل رخسار حضرت کے جو روتا ہوں — ٹپک پڑتی ہیں میرے اشک عطر موتیا ہوکر
تن مردہ میں مشتاقان حج کے جان آئی ہے — ملا ہے آب زمزم کیا انہیں آب بقا ہوکر
سماں اسوقت محشر میں رہیگا دید کے قابل — کھڑیں سب سیکڑوں عاصی ترے زیر لوا ہوکر
شفاعت کیلئے اک جنبش لب ہی کافی ہے — ہزاروں جائینگے جنت کو دوزخ سے رہا ہوکر
جہاں میں ترے انوار ہدایت ہیں عجب پھیلے — ہر ایک ذرہ درخشاں ہے یہاں شمس الضحیٰ ہوکر
کرو سیحی محب شاعر و نا نعت ہو تم کو — بھلا کیا پاؤگے عشق بتاں میں مبتلا ہوکر

خطاب بادشہ مشہور ہے میرا جو عالم میں
شرف پایا یہ میں نے کوئے احمد کا گدا ہو کر

مصرع طرح "ہے چراغاں آج کعبے کے در و دیوار پر"

داغہائے عشق پیغمبر ہیں قلب زار پر
ہے چراغاں آج کعبے کے در و دیوار پر

شیفتہ ہوں دل سے حسن احمد مختار پر
کب نظر میری پڑیگی اب کسی دلدار پر

داغہائے دل ودھر آنکھیں ادھر ہیں اشکبار
سچ تو ہے بارش بھی ہونی چاہیے گلزار پر

جا پہنچتا اوڑ کے طیبہ میں پیمبر کے حضور
بازوؤں میں گر عطا کرتا خدا دو چار پر

شربت دیدار پلوا دو مسیحائی کرو
یا نبی کیجے کرم اس ہجر کے بیمار پر

شوق سے جب یا محمد کا کروں نعرہ بلند
زلزلہ ڈالوں زمیں پر دشت پر کہسار پر

ملک یثرب میں اگر آئے مجھے خواب اجل
میں کرونگا ناز اپنے طالع بیدار پر

دوست اور دشمن پہ تھی یکساں توجہ کی نظر
لطف تھا برابر یار پر اغیار پر

فر جمشیدی کو کیا سمجھیں غلامان نبی
شوکت دارا فدا ہے آپکے دربار پر

وصف ہے توحید کا شایان اگر حق کیجئے
ختم ہے شان رسالت سید ابرار پر

حسن اصلی کو ہے کیا زیور کی حاجت **بادشاہ**
سادگی کو فخر ہے بالکل مرے اشعار پر

مصرع طرح "یہ گلشن نہیں دل لگانے کے قابل"

زباں نعت کے ہے سنانے کے قابل
ہے دل اپنا قربان جانے کے قابل

بنانا تھا جیسا بنایا ہے حق نے
ہے پھر کون مجھ سا بنانے کے قابل

شفاعت کے محتاج عاصی ہیں ورنہ
خدا کو ہیں کیا منہ دکھانے کے قابل

نبوت ہوئی ختم اب مثل تیرے
نہیں کوئی دنیا میں آنے کے قابل

پس ذات خالق جو کچھ ہے بزرگی
فقط تو ہی تھا اسکے پانے کے قابل

نہوتا جو عجزون کو ممنوع سجدہ
مزار وسنہ تہا سر جھکانے کے قابل

عبث دینداری کا دعوی ہے سب کو
بہت کم ہین ایسے نبھانے کے قابل

خزان اسکو برباد کردیگی یکدن
یہ گلشن نہین دل لگانے کے قابل

جتا دو کوئی جاکے سب بلبلون کو
یہ گلشن نہین دل لگانے کے قابل

تم اے شاعرو عشق فرضی کو چھوڑو
یہ ہرگز نہین اس زمانے کے قابل

ضعیفی مین ای بادشہ غم یہی ہے
رہا مین نہ یثرب کو جانے کے قابل

مصرع طرح ”چھپا نہ دے زمانہ کو پروردگار دل“

عشق رسول پاک مین ہے بیقرار دل
ہے رشک لالہ زار مرا پر بہار دل

سردار مرسلین پہ ہے میرا نثار دل
کعبہ سے عرش سے ہے فزون باوقار دل

لگتا نہین ہے دل مرا جز نعت مصطفےٰ
صدقے ہون میرے دل پہ نکیون ہشیار دل

دنیا کی خواہشین نہ مسخر کرین اسے
پہلو مین دیکھ لیتا ہون مین بار بار دل

اعدا کو بہر دعا کے عوض تو نے دی دعا
اللہ رے ترا وہ عطوفت شعار دل

اس دل کو نذر کرنے کے قابل ہے چیز کیا
امت کا نزع تک جو رہا غمگسار دل

کیونکر ہون منکران نبی سے کر روبرو
میدان عشق مین ہے فرس شہسوار دل

معدوم نیکیان ہین ہجوم گناہ سے
کیا لیکے جاؤن پیش خدا شرمسار دل

محکم رہین جو عشق خدا و رسول مین
ڈھونڈین تو ایسے سو مین ملینگے دو چار دل

ہر آن تیرے شوق زیارت مین یا نبی
سیماب کی طرح ہے مرا بیقرار دل

یکسان فراق و وصل مین مضطر ہے بادشاہ
چھپا نہ دے زمانہ کو پروردگار دل

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد سنہ ۱۳۳۳ ہجری کیلئے لکھی گئی

ہیں کہ ہر آج محبّان ربیع الاوّل — دل و جان کیجیے قربان ربیع الاوّل
خیر و برکت ہے جلو میں تو سعادت ہمرہ — آیا کس شان سے مہمان ربیع الاوّل
پھر نئے سر سے لگی آنے بہار عشرت — پھر ہوا تازہ گلستان ربیع الاوّل
پھر لگے ہونے کو مولود کے جلسے ہر جا — پھر ہوئے جمع ثنا خوان ربیع الاوّل
ہے نظارہ ہے پھر دیدۂ انجم سے فلک — پھر منور ہیں چراغان ربیع الاوّل
رنگ و بو گل کو ہے بلبل کو میاں گانا ہے — ہم تو ہیں زمزمہ سنجان ربیع الاوّل
ہے زہے جلوۂ ایام ظہور احمد — اے خوشا دورۂ دوران ربیع الاوّل
کیسی یہ نعمت عمدہ ہوئی حاصل ہم کو — حشر تک ہم پہ ہے احسان ربیع الاوّل
ساری تاریخوں میں ہے بارہویں تاریخ ایسی — گویا سب جسم ہیں وہ جان ربیع الاوّل
یہ وہ تاریخ ہے پیدا ہوئے سرور جس میں — ہے یہی مرکز فیضان ربیع الاوّل
یہ وہ تاریخ ہے عزت ہے جہاں کو جس سے — پائی کس امر نے شان ربیع الاوّل
سال بھر میں فقط یکبار ہے جلوہ اس کا — پورے کیا نکلینگے ارمان ربیع الاوّل
ہمکو کیا کام ہے گلہائے جنان سے ہنوز — بس ہمیں تحفۂ دامان ربیع الاوّل
دل میں جنکے ہے پیمبر کی محبت محکم — ہیں وہی رتبہ شناسان ربیع الاوّل
خم کیا سر پئے تعظیم فلک نے اپنا — دیکھکر رفعت ایوان ربیع الاوّل
حوریں جنت میں ملک چرخ پہ یوں کہتی ہیں — ہم ہیں سب حلقہ بگوشان ربیع الاوّل

رہے طالع کہ ہوا بادشہ ہیچمدان
داخل مدح سرایان ربیع الاوّل

یہ غزل گلدستۂ "عروج خیال" مدراس کیلئے لکھی گئی

مصرع طرح "یک تماشا جانتے ہیں تیرے ترسانیکو ہم"

سوئے طیبہ ای فلک ہیں پھر سفر جانے کو ہم — یک تماشا جانتے ہیں تیرے ترسانے کو ہم

دہر مین آئے غم عشق نبی کہانے کو ہم — خلد مین جانے کو ہم ہین نعمتیں پانے کو ہم

رکھتے ہین سینے مین اپنے سکہ ہائے داغ عشق — نذر دربار نبی مین ساتھ لیجانے کو ہم

دل مین عشق مصطفی ہے کب ہے اچھا دل حجر — کسطرح کعبے مین رکھین آہ بتخانے کو ہم

تھی یہی حسرت ترے شمع مزار پاک پر — کاش کر دیتے تصدق دلکے پروانے کو ہم

خیر امت کا لقب ہمکو ہے اے خیر الورےٰ — خوش نصیبی پر ہین اپنے خوب اترانے کو ہم

تو شفیع المذنبین ہے ہم ہین عاصی پرخطا — حشر مین کسکو سنائین اپنے افسانے کو ہم

پیروی کرتے ہین کچھ سرے قول و فعل کی — کیا فقط ہین امتی دنیا مین کہلانے کو ہم

آفرین ہے جوش پر سنت پہ اسکے مرحبا — سب ہین دانا جانتے ہین تیرے دیوانے کو ہم

ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اسجا مر سکے — عمر بہر تقدیر پر ہین اپنے پچھتانے کو ہم

بادشہ عاجز نہ کرتا گر بصارت کا فتور
تھے بہت رنگ سخن عالم مین دکھلانے کو ہم

یہ غزل مشاعرۂ وانمباڑی کے لئے لکھی گئی
مصرع طرح "گشتۂ یاس ہون مقتول تمنا ہون مین"

موج ہون سیل ہون قلزم ہون نہ دریا ہون مین — ہان مگر طبع رواں نعت مین رکھتا ہون مین

طالب دید ہون مشتاق ہون شیدا ہون مین — ہون فقط اپنے نبی کا نہ کسی کا ہون مین

روضۂ سرور دین آنکھہ سے دیکھا ہون مین — چشم بد دور عجب مرتبہ رکھتا ہون مین

دوستو چلیئے ذرا دیکھیے یثرب کی بہار — تم نہ ہو جاؤ فدا اسپہ تو جھوٹا ہون مین

قاب قوسین کے اسرار کہون مین کیونکر — چھوٹا منھہ بات بڑی اسلئے ڈرتا ہون مین

کیا جلائیگی تو اے آتش دوزخ مجھکو — پہلے تو غور یہ کر امتی کس کا ہون مین

کہا خالق نے کہ سب چاہتے ہین میری رضا — یا نبی تیری رضا چاہنے والا ہون مین

نہین امید فقط حشر مین ہے مجھکو یقین — بات بنجائیگی گو لاکھہ بھی بگڑا ہون مین

نظر آیا جو مدینہ کا مجھے گورستان	دل لگا کہنے اسی موت پہ مرتا ہون مین
پھر دوبارہ نہ کیا حیف مدینہ کا سفر	کشتۂ یاس ہون مقتول تمنا ہون مین
نہ رہی حجبۂ کسی تیغ و سنان کی منت	کشتۂ یاس ہون مقتول تمنا ہون مین
لحد داغ سے ہر دم یہ نکلتی ہے صدا	کشتۂ یاس ہون مقتول تمنا ہون مین

بادشہ ہون مین فقط ملک سخن کا لیکن
نہ فریدون نہ سکندر ہون نہ دارا ہون مین

مندرجۂ ذیل غزلین گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلئے لکھی گئین

مصرع طرح "ہم اونکو سینہ سے لپٹا کے پیار کرتے ہین"

نبی کی مدح و ثنا بار بار کرتے ہین	چمن کو دین کے ہم پر بہار کرتے ہین
عطا کیا ہے خدا نے ہمین رسولؐ ایسا	کہ جس پہ سارے رسل افتخار کرتے ہین
جنون ہے عشق پیمبر کا مومنو ہم کو	ہم اپنا دین و دل نثار بار کرتے ہین
نہین فلک پہ یہ پھرتے ہین مہر و مہ دونون	طواف روضہ کا با انکسار کرتے ہین
ہمین یقین ہے کہ اعمال نیک عالم مین	پیادہ جو ہے اسے شہسوار کرتے ہین
فرشتو چھوڑ دو امت مین ہون محمدؐ کے	شمار کیون مجھے روز شمار کرتے ہین
سلام جلد حضور نبی مین پہنچا دے	ترا اے باد صبا انتظار کرتے ہین
نکالو فرضی محبت کو شاعرو دل سے	جو دیندار ہین وہ اس سے عار کرتے ہین
گیا وہ اگلا زمانہ وہ شاعری بھی گئی	قدیم طرز کو کیون اختیار کرتے ہین
سخن کا اور بہت ہی وسیع ہے میدان	امور فرضی پہ کیون انحصار کرتے ہین

اے بادشاہ نہین لطف طول گوئی مین
سخن کو اسلیئے ہم اختصار کرتے ہین

مصرع طرح "فلک دیتا ہے جنکو عیش اونکو غم بھی ہوتے ہین"

صف عشاق پیغمبر مین داخل ہم بھی ہوتے ہین
فقط مضطر ہین دل چشم بے نم ہی ہوتے ہین

مدینہ کو گئے پھر آ گئے ہم حیف سچ ہے
فلک دیتا ہے جنکو عیش اونکو غم ہی ہوتے ہین

نہ جائین خلد مین ہرگز نہو ہمراہ گر امت
بھلا روز جزا ایسے کوئی ہمدم بھی ہوتے ہین

ادہر ہے عالم دنیا ادہر ہے عالم عقبیٰ
یقین ہے بہرہ ور تم سے بہ دو عالم ہی ہوتے ہین

نہین ہے بک رسالت کا شرف ذات محمد مین
خدا کے خاص وہ اسرار کے محرم ہی ہوتے ہین

ہے یہ حکمت خدا کی پیروان ملت اسلام
کسی جا بر زیادہ ہین کسی جا کم ہی ہوتے ہین

احادیث نبی بہر ہدایت ہی نہین ہرگز
یہی زخم دل عشاق کے مرہم ہی ہوتے ہین

وہی مومن ہین جو دل سے فدا ہین نام حضرت پر
وہی احکام کے تعمیل مین محکم ہی ہوتے ہین

ترا رتبہ ہے اعلیٰ ای سر شک عشق مصطفوی
کہان تیرے مقابل کو ہر وزمزم ہی ہوتے ہین

یہ وہ دین نبی کی ہے صداقت رو برو جسکے
ہزارون سرکش و مغرور کے سر خم ہی ہوتے ہین

جو سنتے ہین کلام **بادشہ** وہ داد دیتے ہین
یہ حاسد دق کرتے ہین خوش وخرم ہی دیتے ہین

مصرع طرح جلوے مری نگاہ مین کون و مکان کے ہین

خواہان نہ فرضی حسن کے فرضی بتان کے ہین
ا وقت ہم ازل سے شہ دو جہان کے ہین

محشر مین وہ شفیع تمام عاصیان کے ہین
شوار حمد عاجز و بے چارگان کے ہین

ہر ذرہ مین ظہور ہے نور رسول کا
جلوے مری نگاہ مین کون و مکان کے ہین

سب کچھ طفیل رحمت عالم کا ہے یقین
دنیا مین جو مزے ہمین امن و امان کے ہین

ہمکو یہان کے ذلت و عزت سے کام کیا
عزت کے خواستگار فقط ہم وہان کے ہین

لعل و گہر جواہر و در سے ہین قیمتی
الفاظ نعتیہ جو ہمارے زبان کے ہین

دل کو خیال اپنے نبی کا ہے ہر زمان
اور مشغلے زبان کو آہ و فغان کے ہین

طیبہ کے مدح خوان سے نہو ہمسری کبھی
اے واعظو جو مدح کنان تم جنان کے ہین

دوزخ یہ گرمیان تو کسی اور کو بتا
ہم امتی پیمبر آخر زمان کے ہیں

کہنے لگے ملک شب معراج یا خدا
کیا کیا تواضع آج تری میہمان کے ہیں

بلوا لو پھر دوبارہ مدینہ مین یا نبی
ارمان بہت یہ **بادشہ** خستہ جان کے ہیں

مصرع طرح "وہ دیکھنے والون کی نظر دیکھ رہے ہین"

ہم عشق پیمبر کا اثر دیکھ رہے ہین
بیتاب دل و جان و جگر دیکھ رہے ہین

مرقد سے ہمین خیر البشر دیکھ رہے ہین
وہ دیکھنے والونکی نظر دیکھ رہے ہین

روضہ پہ تصدق ترے ہوتے ہین ہمیشہ
گردش مین جو ہم شمس و قمر دیکھ رہے ہین

پرتو ہے یہ شاید لب و دندان نبی کا
سنگریزون کو ہم لعل و گہر دیکھ رہے ہین

اے مصحف رخسار نبی تیری بدولت
عشاق کا دل زیر و زبر دیکھ رہے ہین

امت مین ہین ہم شافع محشر کے [illegible]
جو نار جہنم کا ضرر دیکھ رہے ہین

اللہ رے شادابی گلزار شریعت
ہر خار کو اب ہم گل تر دیکھ رہے ہین

آتا ہے نظر جلوۂ توحید الٰہی
ہم چشم بصیرت سے بدہر دیکھ رہے ہین

کب صاحب زر عازم حرمین ہوا ہے
بے زر کو کمربستہ کمر دیکھ رہے ہین

افسوس نہ کیون فہم خلائق پہ ہو ہمکو
عیب بے ہنری کو یہ ہنر دیکھ رہے ہین

صد شکر ہے ہم **بادشہ** ہیں جو ان کو
مداح نبی شام و سحر دیکھ رہے ہین

یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستہ خورشید مین طبع ہوئی

مصرع طرح "وہ دل نہین وہ جان نہین وہ جگر نہین"

اسلام کیا ہے دین ہے کیا کچھ خبر نہین
دل مین اگر محبت خیر البشر نہین

خالی کوئی زمین نہین بحر و بر نہین
امت نبی کی ہمکو بتاؤ کدھر نہین

یثرب کو جاؤ راہ مین کوئی خطر نہین
دنیا مین اس سفر سا مبارک سفر نہین

مین مالا مال دولت عشق نبی سے ہون
کیا غم ہے میرے پاس اگر سیم و زر نہین

دونون جہان مین تیسے طرح کوئی پانبی
ہادی نہین رسول نہین راہبر نہین

تیری ہی شان وہ تیرے آگے کسی کو بہی
عظمت نہین ہے جاہ نہین ہے وقر نہین

پہنچا ہے تو وہان شب معراج یا نبی
جس جا پہ جبرئیل امین کا گزر نہین

سن سن کے مژدہ تیرے شفاعت کا ہمکو آب
محشر کا خوف کچھہ نہین دوزخ کا ڈر نہین

شیطان کو کیون نہ حب دل سے نکالدون
بدلہ اگر پدر کا نہ لے وہ پسر نہین

دلچسپیان ہین ملک عدم کے عجیب تر
جاتے ہین سب اودہر کوئی آتا ادہر نہین

آزاد جو ہین دین سے کیا اونسے نفع قوم
سرو چمن کو دیکھیے اسمین ثمر نہین

کس منہہ سے دعوی کیجیے اصلاح قوم کا
دل مین بہت ہے جوش زبان مین اثر نہین

نیت اگر ہو خیر کی ہر طرح خیر ہے
عمدہ ترین بشر ہے وہی جسمین شر نہین

پائی ہے ہم نے نعمت اسلام عمدہ تر
گو تیرے نعمتو نکا الہی حصر نہین

اشعار کیا سناؤ گے پیری مین **بادشہ**
وہ دل نہین وہ جان نہین وہ جگر نہین

یہ غزل مشاعرۂ دامنباڑی کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح "نہین بنتی کوئی تدبیر دیکھو"

ریاض نعت کی تاثیر دیکھو
گل افشان ہے مری تقریر دیکھو

ہوے ہین کس کے ہم امت مین پیدا
ہماری خوبی تقدیر دیکھو

نہین لاتی ہے اب بوے مدینہ
صبا کرتی ہے کیا تاخیر دیکھو

بھرا ہے دل مرا عشق نبی سے
نہو باور تو اسکو چیر دیکھو

یہان کیا قدر عشاق نبی کی
تم انکی حشر مین توقیر دیکھو

قدم کیونکر اٹھے اب سوئے یثرب
بڑی ہے حرص کی زنجیر دیکھو

فقط یک جنبش مژگان حضرت
دل کفار کو بھی سیر دیکھو

شفاعت کی ادہر امید ہم کو
گناہوں کی ادہر توفیر دیکھو

کرو رحم ہم پہ اے عالم کے رحمت
یہ امت ہے بر از تقصیر دیکھو

مجھو چہوڑ دو جہوٹے فسانے
پڑھو قرآن اور تفسیر دیکھو

ای فرضی عاشقو تم کچھ کرو غور
عبث ہے آپ کی تحریر دیکھو

درختِ سرو سے زنہار زنہار
نہ کہاوگے کبھی انجیر دیکھو

کہالت طبع کی کہتی ہے ہم سے
نہین بنی کوئی تدبیر دیکھو

کرو کوشش مگر اب نہ کہئے
نہین بنی کوئی تدبیر دیکھو

مدینہ دیکھنے ای **بادشہ** پھر
نہین بنی کوئی تدبیر دیکھو

مندرجۂ ذیل غزلین گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلئے لکھی گئین۔

مصرع طرح "چلیگی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو"

سنھو رہ نہ کبھی یون مچل مچل کے چلو
یہ راہ نعت نبی ہے یہان سنبھل کے چلو

مدام شرع نبی پر قدم رہے ثابت
عتاب حق ہو نہین گر ذرا پہسل کے چلو

سفر ہے ملک بقا کا ہر ایک کو درپیش
چلو تو ساتھ مگر توشۂ عمل کے چلو

نہین ہے خوب گناہونکی یہ گرانباری
خدا کے پاس جو جانا ہے ہلکے پہلکے چلو

شفیع اپنا ہے محشر مین احمد مرسل
طرف بہشت کے دوزخ سے تم نکل کے چلو

نہین ہے کوئی بھی مشکل رہ اطاعت مین
یہ نفس بد ہے عدو اسکا سر کچل کے چلو

نبی کے امتی ہو یکا فخر بیجا ہے
ذرا بھی دین سے اسکے اگر بدل کے چلو

جہان مین نام اپنا اہو شمع سا روشن
ہو سوز عشق نبی مین پگہل پگہل کے چلو

اجل سے پہلے جو ممکن ہے نیکیاں کر لو
ملال و حزن سے فرداً نہ ہاتھ مل کے چلو

اجل یہ سر پہ کھڑی کہہ رہی ہے شام و سحر
چلیگی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو

اے بادشاہ کہو سادہ سادہ نعت نبی
کبھی نہ طرز پہ تشبیہ غزل کے چلو

مصرع طرح "مسیحا ہو جو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ"

نبی کا عشق محکم دل کے اندر دیکھتے جاؤ
خدا کے پاس درجے اپنے برتر دیکھتے جاؤ

لکھا نعت نبی کا میں نے دفتر دیکھتے جاؤ
قدم سے قدسیاں ہیں آج اسیر دیکھتے جاؤ

کرم سے امت اپنی روز محشر دیکھتے جاؤ
مسیحا ہو جو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ

بہار روضہ حضرت کے آگے خلد ہے کیا شئی
دل مضطر کہیں ہے ساری عمر یکسر دیکھتے جاؤ

شب معراج حضرت سے یہی جبریل کہتے تھے
تمہاری عظمت و شوکت کا منظر دیکھتے جاؤ

مدینہ کا جو گورستان دیکھا دل لگا کہنے
ہمارا بخت ان سب کا مقدر دیکھتے جاؤ

مبارک قبر سے اپنے نکلکر یا رسول اللہ
اس امت کا تمہارے حال ابتر دیکھتے جاؤ

ربیع الاول آیا غلغلہ صل علیٰ کا ہے
مبارک نعت کا چرچا ہے گھر گھر دیکھتے جاؤ

سمجھ لو لشکر خوف الٰہی کی ہے فیروزی
تم اپنے نفس بد کو گر مسخر دیکھتے جاؤ

ترقی کی خوشی کیسی تنزل کا الم کیا ہے
جو کچھ دے جو خدا تمکو برابر دیکھتے جاؤ

فلک پر بادشہ دیکھو گے کیا عقد ثریا کو
ہمارے شاہد معنی کا زیور دیکھتے جاؤ

مصرع طرح "تمہیں سے پوچھتے ہو جان نثار کیسے ہو"

خدا کی شان ہے تم باوقار کیسے ہو
حبیب حضرت پروردگار کیسے ہو

شفیع کون قیامت میں ہے تمہارے سوا
گنہگار رونگے تم غمگسار کیسے ہو

جو خاصگان خدا ان تم انکے ہو سرتاج
رسول کیسے ہو تم نامدار کیسے ہو

تمہارے گیسو و رخ پر فدا ہین ہم دل سے
نہ پوچھے کوئی کہ لیل و نہار کیسے ہو

خجل جو تمسے ہین حورین تو منفعل غلمان
ہر ایک طرح سے تم طرحدار کیسے ہو

خدا کے بعد تو ہو تم سب سے افضل و اعلیٰ
مین کیا بتاؤن کہ با افتخار کیسے ہو

تمہارا سرمہ ہین سرمۂ جواہر ہے
تم اے [illegible] کے گرد و غبار کیسے ہو

نہ محو ہوگے کبھی داغہائے عشق نبی
مٹاؤ دل سے ای نقش نگار کیسے ہو

ہے خستہ حال ہر امت کا اپنی دیکھو
[illegible] کیسے ہو

نبی کے قول کی یارو نہو اگر تقلید
بھلا نکے امتی جان نثار کیسے ہو

خدا جو چاہے عجب کیا مدینہ بھیجو گے
ای بادشاہ کہو بے قرار کیسے ہو

مصرع طرح ہوے اجان دل لیکر کہ ایسے دلربا تم ہو

شفیع المذنبین تم ہو محمد مصطفیٰ تم ہو
مریضان گنہ ہم ہین دوا تم ہو شفا تم ہو

خدا کے بعد افضل کوئی تب مین نہین تم سا
صفت ہر ایک ہے تم مین سزاوار ثنا تم ہو

خدا کی ہے قسم ہمکو نہین طوفان کا خدشہ
یقین ہے کشتی امت کے اپنے ناخدا تم ہو

خدا کے گو کہ ہو بندے خداوندا پہ ہین لیکن
خدا سب سے جدا لیکن خدا سے کب جدا تم ہو

نبی کا عشق ہے ہمکو نبی کے مدح خوان ہم ہین
عجب ہے شاعر و مرضی بتون کے مبتلا تم ہو

تمہین ہو باعث عالم ہو تم فخر نبی آدم
نبی اعظم و اکرم رسول رہنما تم ہو

اگر ہے دین مثل آسمان خورشید تم اسکے
کہین خورشید کو گردین ہم اسکے ضیا تم ہو

خدا نے کیسے پیغمبر کے امت مین کیا داخل
ای احسن تنگ نہین ہے حبیبنا محبت رسا تم ہو

مقرب بارگاہ ایزدی مین کون ہے ایسا
جہان مین جتنے مرسل آئے ان کے پیشوا تم ہو

فنا کے اور بقا کے بھید سے جو کوئی واقف ہے
وہ یہ کہتا ہے ہم عین فنا عین بقا تم ہو

اگر ائی [illegible] احمد کے لطف بادشاہی ہے

ہزاران شکر ہے ای بادشہ اسکے گدا ، تم ہو

یہ قصیدہ ایک دوست متوطن بنگلور کے فرمایش سے لکھا گیا

فدا ہو کیون نہ دل تجھہ پر ہمارا یا رسول اللہ
نہین تجھہ سا کوئی خالق کا پیارا یا رسول اللہ

تمنا ہے نہ جنت کی نہ شوق حور و غلمان ہے
ہمین بس ہے ترے رخ کا نظارا یا رسول اللہ

رہیگا سرخرو بیشک وہی مومن قیامت مین
ہے تیرے عشق کا جسکو سہارا یا رسول اللہ

جو کچھہ ہے آرزو دل مین مدینے کے سفر کی ہے
نہین ہے خواہش بلخ و بخارا یا رسول اللہ

بہ وجہ عظمت توحید تہی منظور سر تا سر
جو تجھہ پر حق نے قرآن کو اوتارا یا رسول اللہ

ترے رحم و شفاعت کا جو دریا موجزن ہوگا
کرے کیا ہمکو دوزخ کا شرارا یا رسول اللہ

پسندیدہ تہی یکتائی تری کسقدر یہ خالق کو
نہ تہا سایہ کا ہونا بہی گوارا یا رسول اللہ

عبث ہین یہ مری آنکھین عبث میری بصارت ہے
نہ دیکھا آج تک روضہ تمہارا یا رسول اللہ

ادب سے سرنگون رہنا ہے کلک بادشہ ہر دم
ہے تیری نعت کب لکھنے کا یارا یا رسول اللہ

یہ غزل حضرت رسول مقبول ؐ کے روضۂ مطہرہ کے روبرو مصنف مرحوم نے پڑہا تہا

بر آئی ہے تمنا بعد مدت یا رسول اللہ
میسر آج ہے تیری زیارت یا رسول اللہ

کہان ہون کون ہون کیا دیکھتا ہون آج آنکہون سے
مجہے اس خوش نصیبی پر ہے حیرت یا رسول اللہ

بہار گنبد خضرا کا نظارہ جو پایا ہون
نہ کیون ہو سبز میری کشت قسمت یا رسول اللہ

نہ تہا مین بندۂ ناچیز قابل ایسی نعمت کا
فقط اللہ کی ہے یہ عنایت یا رسول اللہ

نہین پہولا سماتا ہون خوشی سے اپنے جامہ مین
ملی ہے جیتے جی اب سیر جنت یا رسول اللہ

ملائک کر رہے ہین در پہ تیرے جبہہ فرسائی
بشر کیا ہے بشر کی کیا حقیقت یا رسول اللہ

ہے واقف جسطرح سے تو خدا کی شان و عظمت کا
خدا ہی جانتا ہے تری عظمت یا رسول اللہ

کمالات و فضائل جسقدر سب انبیا مین تھے
ملی ان سبکی تجھکو جامعیت یا رسول اللہ

میان عالم وحق برزخ کبریٰ ہے تو بیشک
تری کچھ اور ہے شان رسالت یا رسول اللہ

کہوں کیا مین ہے تجہپر منکشف حالت مری یکسر
نہین کچھ عرض حاجت کی ہے حاجت یارسول اللہ

ہوی افسوس کچھ مجسے نہ پابندی شریعت کی
نہ مین نے کی ادا خالق کی طاعت یارسول اللہ

نہ رغبت نیک کامون سے نہ نفرت ہی گناہون سے
رہا کسد رجہ مجہکو خواب غفلت یارسول اللہ

سراپا مجرم و عاصی ہون نادم ہون پشیمان ہون
مگر ہون داخل افراد امت یارسول اللہ

تری امت مین ہونیکا نہ کیونکر فخر ہو مجہکو
ہی سارے انبیا کو جسکی رغبت یارسول اللہ

شفیع المذنبین ہے رحمۃ للعالمین ہے تو
نگاہ لطف سے ہے تیری کفایت یارسول اللہ

ترے اصحاب کے تیرے مکرم آل کے صدقے
قیامت مین مری کیجے شفاعت یارسول اللہ

زبان کو کس لبشر کے ہے تری توصیف کا یارا
قلم کو کس کے ہے لکہنے کی طاقت یارسول اللہ

گدا ہون تیرے در کا بادشہ کہتے ہین سب مجہکو
یہ کافی ہے مجہے دنیا مین عزت یارسول اللہ

مصرع طرح "بندہ پرور کبھی مجہہ پر بھی عنایت ہوجائے"

پہر دوبارہ مجہے یثرب کی زیارت ہوجائے
اوج پر پہر جو مرا نیر قسمت ہوجائے

کسلئے دیر ہے اب جلد قیامت ہوجائے
یا نبی امت عاصی کی شفاعت ہوجائے

جائین ہم خلد مین کفار جلین دوزخ مین
غم ادہر انکو ادہر ہمکو مسرت ہوجائے

حمد کا لیکے لوا حشر مین جب تو نکلے
انس و جن کیا ہین فرشتونکو بہی حیرت ہوجائے

اشک عشق نبوی کو ہے وہ رتبہ حاصل
کیا عجب کوثر و تسنیم پہ سبقت ہوجائے

تیری شیرین سخنی کی جو لکہون مین توصیف
میرے ہر لفظ مین مصری کی حلاوت ہوجائے

گنج قارون کی مرے پاس حقیقت کیا ہے
گر میسر تری دیدار کی دولت ہوجائے

گر ہو ثابت قدمی میری رضائے حق مین
جو مصیبت ہو مرے واسطے رحمت ہوجائے

ایسی توصیف کے ہم ہونگے نہ ہرگز قائل
یک سر مو جو جدا ہم سے شریعت ہوجائے

چھوڑیں یک لخت وہ بوسیدہ خیالات اپنے
فرصیِ عشاق کو یارب یہ ہدایت ہو جائے

شاعری سے یہی مقصود ہے اے شاہ رسل
بادشہ کی ترے مداحوں میں شہرت ہو جائے

مصرع طرح "بس ہو چکی نماز مصلّٰی اوٹھائیے"

عشق رسول پاک کا بیڑا اوٹھائیے
قرب خدا کا اس سے نتیجا اوٹھائیے

نام اپنا دینداری میں اچھا اوٹھائیے
خلد بریں کا لطف دوبالا اوٹھائیے

مقدم کی جو رحمت خالق منائیگی
ایسا قدم جو سوئے مدینہ اوٹھائیے

رغبت نہیں ہے دین سے جنکو کہینگے وہ
بس ہو چکی نماز مصلّٰی اوٹھائیے

محشر میں کیا جواب وہ دینگے جو کہتے ہیں
بس ہو چکی نماز مصلّٰی اوٹھائیے

دل میں ہمارے گویا ہے یہ نقش کالحجر
کیونکر خیال یثرب و بطحا اوٹھائیے

ہم ہیں مدار سد نبی ہمکو کیا ضرور
فرضی نبیوں کے ناز جو بیجا اوٹھائیے

آیا ہے جو کہ عہد میں دیکھیگا وہ لحد
اس زندگی کا دل سے بہروسا اوٹھائیے

دیدار دوست کی ہے تمنا اگر تمہیں
غفلت کا اپنی آنکھ سے پردا اوٹھائیے

نجدیوں کا عشق اور ہے عشق نبی ہے اور
کھو سنگ در یہ اور دُر یکتا اوٹھائیے

مسطور گر مسرت عقبیٰ ہے بادشاہ
بار غم رسول ہمیشہ اوٹھائیے

مصرع طرح "ستم سے باز آ ظالم قیامت ہونے والی ہے"

ترے عشاق کی محشر میں عزت ہونے والی ہے
انہیں حاصل ہر یک جنت کی نعمت ہونیوالی ہے

نہ گھبراؤ گنہگارو تمہیں اپنے پیمبر سے
عنایت ہونے والی ہے شفاعت ہونیوالی ہے

مقرر وہی ہیں سبکے دل میں نور ایمان ہے
یقیں کفار کو خواری و ذلت ہونیوالی ہے

مبارک ہے وہ دل جس میں تری معمور الفت ہے
مبارک وہ زبان ہے جس سے مدحت ہونیوالی ہے

ڈرو اللہ سے اے منکرین دین پیغمبر
نہین یکدن قیامت مین قیامت ہونیوالی ہے

کہا حق نے تو ختم المرسلین بیشک ہے تیرے بعد
نہ دنیا مین نبوت اور رسالت ہونیوالی ہے

گھمنڈ عظمت کا تھا گردون کو لیکن یہ نہ تھا معلوم
زمین پر پایئی تیری ولادت ہونیوالی ہے

مزاحم ہو نہین سکتے کبھی اسباب دنیاوی
دوبارہ گر مدینہ کی زیارت ہونیوالی ہے

ہمین اے نفس بد تو نے ہی ڈالا قعر ذلت مین
ستم سے باز آ ظالم قیامت ہونیوالی ہے

بتون کے عشق کے اشعار کا خواہان نہین کوئی
مہذب سلسلے مین اس سے نفرت ہونیوالی ہے

نہ چھوڑو مشغلہ نعت نبی کا بادشہ ہرگز
طفیل اس کے رسا اپنی طبیعت ہونیوالی ہے

مصرع طرح "نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خنجر سے"

مرے دل کو ہے نسبت اسطرح عشق پیمبر سے
جدائی غیر ممکن ہے عرض کو جیسے جوہر سے

نہین مقصود جنت سے نہ جنت کے کسی گھر سے
مری آنکھونکو دلچسپی مدینہ کے ہے منظر سے

مجھے کیا کام فرضی حسن سے اور فرضی دلبر سے
مین سچا ہون مجھے سچی محبت ہے پیمبر سے

ترے مست مئے الفت کو کچھ پروا نہین ہرگز
نہ جنت سے نہ دوزخ سے نہ دنیا سے نہ محشر سے

بجز قلب سخنور کب کوئی قدر سخن جانے
صفت زر کی اگر کچھ پوچھنا ہو پوچھو زرگر سے

ہے اپنے نفس کا کشتہ عدو جو ہے شریعت کا
نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خنجر سے

لکھون کیونکر قلم سے وصف پیغمبر کے گیسو کا
بنالون روشنائی مین نہ جبتک مشک و عنبر سے

نہ روکو خلد سے مجھکو نبی کا امتی ہون مین
جو پرسش ہو عزیزو پوچھ لو تم اپنے داور سے

غم ہجر نبی مین اشک جو بہتے ہین آنکھون سے
فزون رتبہ ہے انکا آب زمزم آب کوثر سے

مری امید کی کھیتی ابھی سرسبز ہو جائے
ذرا سا پانی تیرا اگر ابر کرم برسے

نبی کے آستان کی ہے گدائی بادشہ حاصل
مجھے ہے برتری جمشید و دارا اور سکندر سے

مصرع طرح فنا کے بعد بھی دل میں خیال یار باقی ہے

نہ کوئی شوق و ارمان دل میں اب زنہار باقی ہے
فقط عشق جناب احمد مختار باقی ہے

عجب کیا گر صدا مثل علیؑ کی قبر سے نکلے
فنا کے بعد بھی دل میں خیال یار باقی ہے

بہار خلد پر رضوان سمجھے یہ تحیر بیجا ہے
زمیں پر کوچۂ احمد کا جب گلزار باقی ہے

دماغ اپنا نہیں محتاج ہرگز مشک و عنبر کا
خیالِ زلف حضرت اس میں جب ہر بار باقی ہے

فنا ہونیکو آئے ہم ہر یک لائق فنا کے ہیں
اگر باقی ہے ذات حضرت دادار باقی ہے

میں کہدونگا فرشتوں سے نہ لیجاؤ جہنم کو
ابھی دل میں امید رحمت غفار باقی ہے

تصدق گر نہیں ہے تو نبی کی پاک تربت پر
تری گردش یہ کیوں ای مہر پر انوار باقی ہے

نبی کی وصف کا حق کب ہوا پورا ادا مجھسے
مرے پہلو میں دل منھ میں زبان بیکار باقی ہے

خدا کے واسطے اب ای اجل اتنی نہ کر جلدی
مدینہ کی دوبارہ حسرت دیدار باقی ہے

گناہ پر گنہ کرتے رہے شام و سحر افسوس
نہ توبہ کوئی باقی ہے نہ استغفار باقی ہے

رہوگے گر نہ تم باقی تو غم کیا **بادشہ** اسکا
جہاں میں جب تمہاری شہرت اشعار باقی ہے

مصرع طرح اٹھے ایک جان پر مری لاکھوں ستم ہوئے

اوصاف مصطفےٰ نہ کسی سے رقم ہوئے
عاجز تمام اہل قلم یک قلم ہوئے

الفت میں مصطفےٰ کے جو ثابت قدم ہوئے
دنیا میں آخرت میں وہی محترم ہوئے

پرسش کا خوف کیا ہمیں دوزخ کا کیا خطر
محشر میں جب شفیع وہ شاہ امم ہوئے

برپا جو تو نے دین متین کا علم کیا
کفار سرنگوں ہوئے بت منہدم ہوئے

خلق عظیم حق نے کہا شان میں تری
اعدائے دین مسخر خلق و کرم ہوئے

کہدیہ انسے جو رہ حق میں ہوئے نثار
تم کامیاب ہوگئے محروم ہم رہے

توحید حق سے ہوگیا پرنور یک جہان
روشن فقط نہ کشور عرب و عجم ہوئے

فکر معاش حرص و ہوا و خواہشات بد
اس ایک جا پہ مری لاکھوں ستم ہوئے

ہم کیا سنائیں قومی تنزل کی داستان
مبتلا ہیں ہوئے تھے ہم تباہی کے اٹھے

سچا ہو عشق جا سے سچا کلام اب
فرض جو عاشقان تھے وہ سب کا عدم ہوئے

جبر لغو باک تجھے نہیں لکھنے ہو **بادشاہ**
تم شاعران دہر میں کیا معتصم ہوئے

مصرع طرح "وہ کہتے ہیں کہ لو پیر آ گیا کیسا جدا دل ہے"

جہان کے عشق بازوں میں ہمارا کچھ جدا دل ہے
ہر یک شام و سحر پابند عشق مصطفےٰ دل ہے

طفیل عشق احمد کیا صفائی پائی ہے دل نے
سکندر طبع ہوں میں اور میرا آئینہ دل ہے

ہر یک دم تا دم آخر جو دم امت کا بھرتا تھا
اسی کا مبتلا دل ہے اسی کا آشنا دل ہے

رسول اللہ کا رتبہ ہے یوں سارے رسولوں میں
تمام اعضائے انسانی میں جیسا مقتدا دل ہے

یقین ہے مجھکو بچائیگا پھر یکدن مدینہ کو
ن اپنا مثل کشتی ہے تو اسکا ناخدا دل ہے

وسیلہ نصرت کا اس سے بڑھکر اور کیا ہو گا
نبی کا نام ہے ورد زبان محو ثنا دل ہے

نہ متحمل ہوئے ارض و سما بار امانت کے
جو متحمل ہوا اسکا تو وہ انسان کا دل ہے

جہاں میں جسکو غفلت رہتی ہے احکام شرعی سے
سزا پائیگا وہ محشر میں اسکا ناسزا دل ہے

کسی دن نرم ہوتا ہی نہیں خوف الہی سے
یہ کیا پہلو میں میرے سخت پتھر سے سوا دل ہے

نہ زخمی عشق ہے مجھکو نہ جھوٹا ہے سخن میرا
میں سچ کہتا ہوں ان باتوں سے میرا بد مزا دل ہے

نہ کیوں تفویض کردوں **بادشہ** ہر کام خالق پر
وہی خود جانتا ہے میرا اچھا یا برا دل ہے

مصرع طرح "ہوئے بدنام الفت میں وصال یار سے پہلے"

ہے دل وابستہ کوئے سید ابرار سے پہلے
ہوں شیدا اوسکا ای رضوان تیرے گلزار سے پہلے

نہ ہو عشق نبی گر کیا صداقت اپنے ایمان کی
میں پوچھونگا یہی ہر مومن و دیندار سے پہلے

محب میں نبی کے پائی ہے انصار نے سبقت
مجھے جنت میں بجانیکی کوشش بعد اسکے ہو
مبارک نام حضرت کا جو آتا ہے مرے لب پر
بشارت آپکی سب دیتے آتے ہر زمانہ میں
حفظ تائید حق کی تھی غلط ہے قول غیروں کا
ادہر ظلم و ستم تہا اور ادہر لطف و عنایت تھی
مسیحا آپ ہو میرے میں بیمار محبت ہوں

مہاجر گرچہ ایمان لائے تھے انصار سے پہلے
بچالو یا نبی مجھکو عذاب نار سے پہلے
لبوں کو چوم لیتی ہے زبان کس پیار سے پہلے
پیمبر جتنے آتے احمد مختار سے پہلے
یہیں اسلام پھیلایا گیا تلوار سے پہلے
بڑا تہا آپ کو کیا سابقہ کفار سے پہلے
مجھے سیراب کردو شربت دیدار سے پہلے

خدا نے دی ہے کیا توفیق اچھی **بادشہ** تجھکو
کہاں رجحان تہا یوں نعتیہ اشعار سے پہلے

مصرع طرح "فنا کیسی بقا کیسی جب اسکے آشنا ٹھہرے"

شفیع المذنبین جب سے محمد مصطفیٰ ٹھہرے
تفاوت ہے یہی اپنے نبی میں اور عیسیٰ میں
نہ نکلے منہ سے کچھ ہاں نعت حضرت دمبدم نکلے
جو منکر دین کا ہے نزد حق نزد رسول حق
جگر میں دل میں جان میں تیرا جب عشق و ولا ٹھہرے
نہ کیونکر وصف گیسو سورۃ واللیل کو کہئے
غبار روضۂ اطہر جو یثرب سے صبا لائے
کرم سے یا نبی ہمکو مدینہ جلد بلوا لو
طریقت اور حقیقت کا ملے کیا راستہ ہم کو
خیالی شاعروں سے دور مداحان حضرت ہیں
مدینہ کی سفر کی کسطرح رغبت مکمل ہو

دل امت میں خوف حشر گر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے
پرے وہ عرش کے پہنچے بہ بالائے سما ٹھہرے
نہ ٹھہرے دل میں کچھ ہاں عشق شاہ انبیا ٹھہرے
بُرا ٹھہرے بُرا ٹھہرے بُرا ٹھہرے بُرا ٹھہرے
نہ کیوں ہر دم زبان پر یا محمد کی صدا ٹھہرے
ترے رخسار کی توصیف میں جب والضحیٰ ٹھہرے
ضیائے چشم کے خاطر وہ عمدہ توتیا ٹھہرے
دل عشاق میں صبر و تحمل تا کجا ٹھہرے
شریعت میں نہ مستحکم قدم جب دایما ٹھہرے
وہ مشتاق نبی اور یہ بتوں کے مبتلا ٹھہرے
نہ جبتک شوق خود مانند خضر رہنما ٹھہرے

غریق بحر الفت نبرے یہ ہر وقت کہتے ہین | فنا کیسی بقا کیسی حبب اسکے آشنا ٹھہرے

قلم ہنرا جلے کیا **بادشہ** نعت پیمبر مین
یہان ہر صاحب طبع رسا جب نارسا ٹھہرے

مندرجہ ذیل غزلین مشاعرۂ مدراس کیلئے لکھی گئین اور گلدستۂ خورشید مین طبع ہوین

مصرع طرح "بے اختیار آنکھہ سے آنسو نکل گئے"

منھہ سے سخن جو نعت نبی کے نکل گئے
الفاظ سارے نور کے سانچے مین ڈہل گئے

ہجر نبی مین آہ کے شعلے نکل گئے
خرمن قرار و صبر کے یک لخت جل گئے

عشاق مصطفےٰ مین ہو روشن نہین کا نام
جو سوز دل سے شمع کی صورت پگھل گئے

چھٹتا نہین ہے موت کے پنجے سے کوئی بھی
گر آج بچ گئے تو سمجھہ لو کہ کل گئے

صحبت بدون کی کرنی ہے نیکو نکو بھی خراب
کیچڑ ہوا زیادہ تو پاؤن پھسل گئے

حق ادب ادا نہوا ہم سے دوستو
روضہ پہ مصطفےٰ کے جو ہم سر کے بل گئے

رکھا جو تیغ ستمر نے حلق حسین پر
لرزہ ہوا زمین کو فلک سارے ہل گئے

دائم رہے سعید ازل دین پہ استوار
جو تھے شقی وہ دین متین سے بدل گئے

ای **بادشاہ** اپنے گناہون کو کرکے یاد
بے اختیار آنکھہ سے آنسو نکل گئے

مصرع طرح "آسمان پر اپنے نالے جائینگے"

پوچھو مت دنیا سے کیا لے جائینگے
نام اچھا یا برا لے جائینگے

گور مین ہم کیا ضیا لے جائینگے
شمع عشق مصطفےٰ لے جائینگے

تم جو چاہو لے چلو اے شاعرو
ہم پیمبر کی ثنا لے جائینگے

غور کیجے امتی کس کے ہین ہم
کیسے ہم دوزخ مین ڈالے جائینگے

قرب حق پائینگے عشاق رسول
ہین جو منکر وہ نکالے جائینگے

جاہ بلوا لو مدینہ میں یا نبی
دل کو ہم بھینٹ مزار لے جائینگے

سالوں سے ہم در حضور پہ ہوں نبی
حور ہیں آنکھوں میں اٹھا لائینگے

سوئے یثرب میرے دل کے ساتھ ساتھ
سوق و ارمان کے سارے جائینگے

ہر سار[illegible] خدا کی عاجزی
ہم بھی پیش خدا لے جائینگے

گھر میں ہر تار ہیں لیکن ایک دن
آسمان پر اپنے نالے جائینگے

ہو اس نظم کا ذرا رکھے عروج
آسمان پر اپنے نالے جائینگے

ا[illegible] کشہ لے فرشتے تو ہمیں
آسمان پر اپنے نالے جائینگے

خالی جاوینگے نہ ہم ای **بادشاہ**
اہل محفل کی دعا لے جائینگے

مصرع طرح "ہم ذرا اور روش ناز سے چلنے والے"

ہم کبھی عشق نبی سے نہیں ٹلنے والے
مثل پروانہ ہیں اس شمع پہ جلنے والے

دین احمد سے بدلنے دو بدلنے والے
کف افسوس ہیں وہ حشر میں ملنے والے

یاد آئیگی وہاں بھی ہمیں یثرب کی فضا
گلشن خلد سے کب ہم ہیں بہلنے والے

حب دنیا نہیں بعضونکو نکلنے دیتی
یوں تو یثرب کو نکلتے ہیں نکلنے والے

راستہ قرب الٰہی کا وہی پائینگے
دل سے جو شرع پیمبر پہ ہیں چلنے والے

بادہ خوار دن کا سنبھلنا تو ہے بالکل آسان
ہیں کہاں نشہ دولت میں سنبھلنے والے

قلزم دہر میں مداح پیمبر گویا
صدف قلب سے موتی ہیں اگلنے والے

نفع کیا ان کے جو ہیں دین نبی سے آزاد
سرو گلشن نہیں ہوتے کبھی پھلنے والے

بادشہ میں نہ لکھونگا کبھی جز نعت نبی
سارے اشعار ہیں اس سانچے میں ڈھلتے والے

یہ غزل مشاعرہ اردو سوسائٹی مدراس کیلئے لکھی گئی اور رسالہ ترقی تجارت میں طبع ہوئی

مصرع طرح "میرے حضور مجھکو تونگر بنا ئینگے"

دل کو نبی کے عشق کا مظہر بنا ئینگے
ہم بھی خدا کے گھر کو منور بنا ئینگے

ذکر نبی کا آئینہ دکھلا کے خلق کو
طبع رسا کو آج سکندر بنا ئینگے

اوراق دل پہ نعت کا دفتر لکھینگے ہم
رگہاے جاں کے تار کا مسطر بنا ئینگے

آنکھیں بچھاتے جائینگے یثرب کی راہ میں
ہم سر کو اپنے پاؤں کا ہمسر بنا ئینگے

دیکھینگے پھر دوبارہ مبارک وہ آستان
گر ہے جنت اسکو مکرر بنا ئینگے

رگڑیں وہاں جبیں کو پئے سجدۂ خدا
داغ جبیں کو غیرت اختر بنا ئینگے

کرتے ہیں وصف نکہت گیسو کا ہم ترے
مجلس کو سارے آج معنبر بنا ئینگے

اعدائے دین کے دل میں خلش کیوں نہ ہو فزوں
اے نوک خامہ ہم تجھے نشتر بنا ئینگے

ہے تیرے آفتاب ہدایت کا یہ بیان
ہم ذرہ ذرہ کو مہ انور بنا ئینگے

ہر نہار میں عیاں گل رعنا کا ڈھنگ ہو
ہر ایک خذف کو رشک گوہر بنا ئینگے

روئینگے گر نہ پائینگے جنت میں تیری دید
آنکھوں کو اپنے چشمہ کوثر بنا ئینگے

جب ہم سنائینگے تری رحلت کا واقعہ
ہر صف کو خلق کے صف محشر بنا ئینگے

حق نے کہا کہ تجھسا کوئی ذی شرف نبی
ہم نے نہیں بنایا نہ اب پھر بنا ئینگے

خوباں ہیں بھی وصف احمد مرسل کے واسطے
صل علی کے لفظ کا زیور بنا ئینگے

میلاد کی خوشی میں چراغاں کرینگے ہم
ہر ایک مکان کو خلد کا منظر بنا ئینگے

چرچے رہینگے وعظ و قصائد کے جابجا
عقبیٰ کے زاد راہ کو بہتر بنا ئینگے

بیناے طفیل ہم دنیا در غ شوق
میرے حضور مجھکو تونگر بنا ئینگے

ہمکو ذریعہ نعت نبی کا ہے کسقدر
ہر ایک بین قبر اپنی معطر بنا ئینگے

مختار بادشاہ یہ کہتے ہیں بار بار
ہم شعر سے دل کو مسخر بنا ئینگے

مائل نعت ہے ہر وقت طبیعت میری — اندنون رشک ملائک ہے سعادت میری
یک نظر اسکے کرم کی ہو تو پھر محشر مین — حور و غلمان مرے کوثر مرا جنت میری
آگیا جاکے مدینہ نہ کیا اپنا مقام — ہائے غفلت یہ مری حیف یہ قسمت میری
چشم باطن سے جو حاصل ہے حضوری میری — کیون نہ قربان ہو بصیرت پہ بصارت میری
اس لب پاک کے صدقے کہ کہا تہا جس نے — زائر روضہ پہ واجب ہے شفاعت میری
صورت بلدۂ طیبہ کا ہون شائق یارب — آرزو جلد بر لا کسی صورت میری
مانع راہ ہین ہرچند کہ اسباب جہان — شوق کو اور بڑہا دیتی ہے ہمت میری
تیرے رخسار سے تشبیہ نہ دونگا ہرگز — ماہ و خورشید کرین لاکھ لجاجت میری

بادشہ مجھکو ہے شاہان جہان سے کیا کام
در احمد کی گدائی مین ہے عزت میری

جہان مین تم سا کوئی صاحب جمال بہی ہے — کہ جسکا عاشق شیدا وہ ذوالجلال بہی ہے
ہے راضی ان سے خدا جو تمہارے ہین عشاق — رضائے حق سے کوئی عمدہ تر مآل بہی ہے
ہمیشہ مست ہین ہم عشق سرور دین مین — یہ وہ شراب ہے جو پاک ہے حلال بہی ہے
تصدق اس شہ والا کے ذات مین جسکے — کرم ہے قہر ہے لینت ہے اعتدال بہی ہے
صحابی دونون ہین دونون ہین جان نثار نبی — اگر صہیب اودہر ہے ادہر بلال بہی ہے
ہلال و بدر سے عالم پہ کہل گیا یہ راز — کمال جسکو ہے آخر اوسے زوال بہی ہے
نبی کے خال سے حیرت ہے نجم تابان کو — خجل اس ابروئے خمدار سے ہلال بہی ہے
فقط تمہاری محبت نہین ہے سینہ مین — متاع شوق سے دل میرا مالامال بہی ہے
شفیع تم ہو ہمارے تو امتی ہم سب — نجات پانے مین کیا ہم کو احتمال بہی ہے
دوبارہ مجھکو مدینہ مین جلد بلوا لو — یہ آرزو ہے یہی تم سے اب سوال بہی ہے
دماغ مین ہین خیالات سارے دنیا کے — بہلا کسیکو کبہی موت کا خیال بہی ہے

ہمارے واسطے تا حشر بس ہیں یہ دو چیز ۔۔۔ کلام پاک سے یک ایک تیری آل بھی ہے

نظر کرم کی ہو اس **بادشاہ** عاصی پر
حقیر و عاجز و بیکس ہے خستہ حال بھی ہے

یہ نظم جلسۂ میلاد شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سنہ ۱۳۲۹ ہجری کے لیے لکھی گئی

رسول اللہ کی مدح و ثنا ہر آن بہتر ہے ۔۔۔ دل و جان نام پر اونکے جو ہو قربان بہتر ہے
انہی سے ہمکو عزت ہے انہی کی ہمکو الفت ہے ۔۔۔ انہیں کا ذکر ہے پیارا انہی کا دھیان بہتر ہے
وہی سرتاج ہیں سب کے وہی محبوب ہیں رب کے ۔۔۔ انہی کی شرع اچھی انکا ہر فرمان بہتر ہے
خدا کے بعد افضل جز محمد کے نہیں کوئی ۔۔۔ اگر ایمان کی پوچھو تو یہ ایمان بہتر ہے
کہینگے اہل محشر دیکھکر اعزاز پیغمبر ۔۔۔ خدا کی سلطنت میں واہ کیا دیوان بہتر ہے
سلاطین زمانہ کے تمامی جاہ و حشمت سے ۔۔۔ گدایان در احمد کی عز و شان بہتر ہے
مدینہ اپنا مسکن ہو مدینہ اپنا مدفن ہو ۔۔۔ یہی ہے آرزو عمدہ یہی ارمان بہتر ہے
مبارک ذات حضرت اسطرح ہے جملہ مرسل میں ۔۔۔ خدا کے سب کتب میں جسطرح قرآن بہتر ہے
کیا ہے تو نے پیدا ہمکو امت میں محمد کی ۔۔۔ الٰہی تیرے احسانوں میں یہ احسان بہتر ہے
منائیں کیوں نہ شادی آج ہم اسکے ولادت کی ۔۔۔ نہ ہرگز ایسی نعمت کا ہمیں کفران بہتر ہے
یہاں خوشتر ہے ہمکو سیر گلزار مدینہ کی ۔۔۔ وہاں شاید تجھے فردوس ای رضوان بہتر ہے
یہی جنت میں عشاق نبی حوروں سے کہدینگے ۔۔۔ جو کچھ بہتر ہے حسن سید اکوان بہتر ہے
پلادو شربت دیدار اب اے ساقی کوثر ۔۔۔ مریضان محبت کو یہی درمان بہتر ہے
جنوں ہے عشق احمد کا ہوں پرزے دامن دل کے ۔۔۔ ہمارے واسطے صحرائے عربستان بہتر ہے
شریعت کا ہے جو پابند دل سے اسکا اعلیٰ ر ۔۔۔ ہے جسکو خوف عقبیٰ کا وہی انسان بہتر ہے
خلاف شرع داخل گر کوئی بھی بات ہو اسمیں ۔۔۔ نہ وہ توحید بہتر ہے نہ وہ عرفان بہتر ہے
ہے ساری محفلوں میں محفل میلاد یوں افضل ۔۔۔ ہمارے جسم میں جیسے ہماری جان بہتر ہے

پہ یارن موجود اب علما ہیں شاعر ہیں [illegible]
عندلیب دل [illegible] اور [illegible] چمنستان بہر ہے

[illegible] محفل ہے جس [illegible] وہ بہشت ہے [illegible]
[illegible] کہ جب تک [illegible] مسلمان [illegible]

مبارک ہو یہ جلسہ آج [illegible]
نجات آخرت [illegible] نکلا انکے [illegible] ان ہستہ ہے

[illegible] ہے آرزو ہر دل [illegible] جلسہ [illegible] قائم
ہمارے دین کا ہر طرح اعلان بہتر ہے

ہے جبکے پاس اس دنیا کی وسعت دین اور دنیا
ہمیں کیا کام [illegible] امتحان بہتر ہے

الٰہی بادشہ کر [illegible] محمد [illegible] احمد [illegible]
ہمیشہ خانۂ دل میں ابھی مہمان جب [illegible] ہے

یہ نظم جلسہ عید المیلاد سنہ ۱۳۳۲ ہجری کے لیے لکھی گئی

آج میلاد پیمبر کا مبارک دن ہے
آج کیا [illegible] داور کا مبارک دن ہے

آج دنیا مین ہوے باعث دنیا پیدا
آج ہم سب کے مقدر کا مبارک دن ہے

آج کی عید ہے سرتاج تمام عیدون کی
آج سب نبیون کے افسر کا مبارک دن ہے

دن یہ مسعود نہین ہے فقط انسان کیلیے
ملک و جن کے بھی لشکر کا مبارک دن ہے

حور ہین جنت مین فلک پر ہین ملایک کہتے
آج پیدائش سرور کا مبارک دن ہے

کسقدر جوش پہ ہے فرحت عید المیلاد
آج مومن کے ہر اک گھر کا مبارک دن ہے

کون ہے وہ جو نہین نعت ہی مین مصروف
آج ہر ایک سخنور کا مبارک دن ہے

ایضاً

زبان جبتک دہن مین اور تن مین جان باقی ہے
رسول اللہ کی مدح و ثنا ہر آن باقی ہے

قسم حق کی ہے بیشک ہم چلے جاینگے جنت مین
ہمین کیا خوف محشر ہے اگر ایمان باقی ہے

نبی باقی نہین دنیا مین لیکن اسنے چھوڑے ہے
ادہر آل اسکی باقی ہے ادہر قرآن باقی ہے

نہ ہو تعظیم گر انکی نہ ہون گر انکے ہم پیرو
تو پھر کیا دین کی عظمت ہے پھر کیا شان باقی ہے

دوبارہ دیکھلون آنکھوں سے مین روضہ پیمبر کا
کوئی ارمان نہین دلمین یہی ارمان باقی ہے

خوشی مین اس مہ میلاد کے ہین سب کے داخل
ملک باقی نہ جن باقی نہ یہ انسان باقی ہے

طفیل احمد مرسل الٰہی بخشدے اسکو
جہان مین بادشہ یک عبد نافرمان باقی ہے

غزلیات حسن و عشق

یہ غزل جناب محمد عبدالرزاق صاحب راسخ صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ گلبرگہ کے مصرع طرح لکھی گئی

تیرا سودا نہو جس سر مین وہ سر کچھ بھی نہین
درد تیرا نہو جس مین وہ جگر کچھ بھی نہین

جسطرح غیر پہ ہے مجھپہ نظر کچھ بھی نہین
جو عنایت ہے ادہر ہی ہے ادہر کچھ بھی نہین

ظلم جو کرتے ہین کر لیجئے حیرت یہ ہے
اے بتو کیا نہین اللہ کا ڈر کچھ بھی نہین

باعث شہرت زہاد ہے رندون کا وجود
گر نہو عیب تو پھر قدر ہنر کچھ بھی نہین

دست قاتل کی خطا ہے نہ قصور خنجر
سخت جانی کا برا ہو کہ اثر کچھ بھی نہین

خط نمایان ہین رخ پر ابھی اس کمسن کے
یہ وہ مصحف ہے جسے زیر و زبر کچھ بھی نہین

صدمہ ہجر ہے کیا وصل کی جب ہو امید
سچ ہے اس نفع کی نسبت یہ ضرر کچھ بھی نہین

چھوڑتا کیون در لیلی کو جو عاشق ہوتا
عشق کیا چیز ہے مجنون کو خبر کچھ بھی نہین

بادشہ خوف نہین ہے سفر عقبیٰ کا
مگر افسوس یہ ہے زاد سفر کچھ بھی نہین

یہ غزل اخبار "تحفۂ قیصری" مدراس مطبوعہ ۱۶ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء مین شائع ہوئی تھی

ہے یہ کس رشک مسیحا سے محبت میری
صدقے ہوتی ہے مرض پر مرے صحت میری

نہ وہ آیا پس مردن مجھے مٹی دینے
خاک نکلیگی مرے دل سے کدورت میری

غم ہے کیا پاس مرے کوئی رہے یا نہ رہے
پاس و حرمان مرے کرتے ہین رفاقت میری

کسکو کیا حق ہے کہ تو صف سے اب منع کرے
میرا کاغذ ہے قلم میرا طبیعت میری

کف پا سے بھی ترے انکو نہ دونگا تشبیہ	ماہ و خورشید کرین لاکھہ لجاجت میری
اپنے کوچے سے جو باہر وہ گیا مین نے کہا	آج خالی ہے مرے حور سے جنت میری
علم آہ کے ہمراہ ہے فوج طفلان	دیکھیئے عالم وحشت مین بھی شوکت میری
ناوک غم سے جگر چھد گیا پر خوف ہے یہ	اس دریچے سے نہ نکلے کہین حسرت میری

بادشہ کیون نہ رہون دل سے مین ممنون اسکا
مجھکو بیکار نہ رکھی کبھی فرصت مری

مستزاد نعتیہ

(جو ایک قصیدہ خوان کے فرمائش سے لکھا گیا)

مجھکو بلوا دیا محمد	یا الہی	یا الہی	جلد دکھلا مزار محمد	یا الہی	یا الہی
رتبہ نزدیک تیرے جو کچھ تھا	سب مین اعلے	اوسنے پایا	کیا لکھون افتخار محمد	یا الہی	یا الہی
سب ہین طالب ترے وہ ہے مطلوب	تیرا محبوب	تیرا مرغوب	جان و دل ہین نثار محمد	یا الہی	یا الہی
خوش نہ آئے مجھے باغ رضوان	حور و غلمان	قصر و ایوان	گر نہ دیکھون بہار محمد	یا الہی	یا الہی
تازہ جبتک جہان کا چمن ہے	دل کو میرے	کیجے کیجیے	بلبل گلعذار محمد	یا الہی	یا الہی
شق کیا چاند کو جب فلک پر	وہ پیمبر	غل تھا کسر	ہے عجب اختیار محمد	یا الہی	یا الہی
بادشہ شرع احمدیہ قائم	رہیے دائم	کہتے ہر دم	گر نہ تو سر نثار محمد	یا الہی	یا الہی

ایضاً

کس سے ہو ادا احمد تری سب سے ہے بالا	اے باری تعالے
تو پاک و منزہ ہے تو ہے سب سے نرالا	اے باری تعالے
یہ عقل یہ جان اور یہ تن تو نے دیا ہے	سب تیری عطا ہے

مادر کے شکم میں ہمیں نو ماہ ہے پالا
اے بارتعالے

مجبور ہیں محتاج ہیں ہم عاجز و ناچار
تو مالک و مختار

جو چاہے کرے کون تجھے روکنے والا
اے بارتعالے

ہر شئی سے تری صنعت و حکمت ہے ہویدا
عالم ترا شیدا

ہر ذرہ میں ہے تیرے ہی قدرت کا اجالا
اے بارتعالے

ہر پھول کو پوشاک جدا تو نے عطا کی
کیا شان ہے تیری

تو نے ہی درختوں کو دیا سبز دوشالا
اے بارتعالے

مقبول جہان ختم رسل شافع محشر
ہے اپنا پیمبرؐ

جس نے دل کفار میں تک زلزلہ ڈالا
اے بارتعالے

بندہ ہے ترا بادشہ خستہ دل افگار
شرمندہ گنہگار

جز تیرے ہے کون اسکی خطا بخشنے والا
اے بارتعالے

مدح خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

یہ نظم جلسہ فضائل خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منعقدہ ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۲ھ میں پڑھی گئی

رسول اللہ کے پہلے خلیفے حضرت صدیقؓ
تمام امت کے سچے رہنما تھے حضرت صدیقؓ

اشارہ حق کا ہے جب ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَار
نہ پوچھو شان و عظمت میں تھے کیسے حضرت صدیقؓ

وفات سرور عالم ہوئی ہے جس مہینے میں
اسی مہ میں خلافت کو سجائے حضرت صدیقؓ

وجاہت میں ریاضت میں صداقت میں شرافت میں
عدیم المثل کیا عمدہ بشر تھے حضرت صدیقؓ

شرف کا لفظ خود ہر دم کمربستہ تھا خدمت میں
فضیلت نام والا پر تھی صدقے حضرت صدیقؓ

صحابہ تھے نبی کے ایک سے ایک افضل و اکمل
مگر اوصاف دیگر تھے تمہارے حضرت صدیقؓ

وفاداری تھی غمخواری تھی سچی جانثاری تھی
پیمبر کے تھے کیسے دوست سچے حضرت صدیقؓ

بنی نے جب سنایا واقعہ معراج کا اُسنے ۔ کہا صدق تھا تم نے سب سے آگے حضرت صدیقؓ
نہ کیون مغضوب اللہ وہی ہو جائے وہ انسان ۔ رکہا ہے دل مین جس نے بغض تم سے حضرت صدیقؓ
گروہ انبیا کے بعد صدیقون کا رتبہ ہے ۔ ملے صدیقیت کے تمکو رتبے حضرت صدیقؓ
ہوی ہے اور افزون روشنی دین پیمبر کی ۔ خلافت سے جو مثل مہر چمکے حضرت صدیقؓ
ہمیشہ حکم حق حکم نبی پر تہا عمل اُن کا ۔ محب اللہ کے اللہ والے حضرت صدیقؓ
تہا ڈہائی سال کا عہد خلافت جسکو طے کر کے ۔ ہزاران حیف اس دنیا سے گذرے حضرت صدیقؓ
جوانون مین توحید پر پہلے ایمان لائے حضرت پر ۔ مگر سن یافتہ لوگون مین پہلے حضرت صدیقؓ

نہین علم و کمال اس **بادشاہ** خستہ حالت کو
تمہاری مدح وہ کسطرح لکھے حضرت صدیقؓ

یہ نظم منقبت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ مین لکھی گئی۔

خلیفہ شہ جن و بشر جناب عمرؓ ۔ عجیب نامور و مقتدر جناب عمرؓ
دوم خلیفہ وہ خلفا راشدین مین تھے ۔ مگر وہ رکھتے تھے شان دگر جناب عمرؓ
خلافت اور نیابت کے اوج پر بیشک ۔ مثال مہر تھے رخشندہ تر جناب عمرؓ
عمر کے نام سے کفار کانپ جاتے تھے ۔ تھے رزمگاہ مین یک شیر نر جناب عمرؓ
جہان مین کفر و ضلالت کو بت پرستی کو ۔ کیا ہے خوب ہی زیر و زبر جناب عمرؓ
ہزارون سیکڑون مفتوح ہوگئے ہین دیار ۔ تھے خادم آپکے فتح و ظفر جناب عمرؓ
جو البیت مقدس کیا نصاری نے ۔ پڑی جو آپکے رخ پر نظر جناب عمرؓ
فقط یہ رعب تہا دین نبی بر حق کا ۔ نہ اور رکھتے تھے کچھ کر و فر جناب عمرؓ
خلافت آپنے دس سال چھ مہینے کی ۔ کیا جہان سے پھر اپنا سفر جناب عمرؓ
پتنگ جیسا ہے ہر وقت شمع پر قربان ۔ فدا نبی پہ تھے یون عمر بھر جناب عمرؓ
کہا نبی نے نہین میرے بعد کوئی نبی ۔ نبی جو ہوتا تو ہوتا مگر جناب عمرؓ

یگانہ تھے وہ ریاضت میں اور عبادت میں
خدا کے رہ میں تھے بستہ کمر جناب عمرؓ

کیا جدا حق و باطل لقب ملا فاروق
لقب یہ کیسا تھا زیبندہ تر جناب عمرؓ

موازنہ ہو عدالت سے آپ کے کیونکر
کہاں وہ رتبہ کسریٰ کدھر جناب عمرؓ

وہ عدل دین مجوسی یہ عدل دین نبی
خزف کے طرح ہے وہ اور گہر جناب عمرؓ

نبی یہ وحی جو اتری تو اونکے حسب الرائے
تھے کیسے صاحب عزو وقر جناب عمرؓ

ہے کس کے عہد میں یوں دین کو فروغ ہوا
دکھایا آپ نے سچا اثر جناب عمرؓ

ہمیشہ ہم رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں
تھے آپ حامی دین کس قدر جناب عمرؓ

حقیر تھی پر پشہ سے بھی انہیں دنیا
وفور رکھتے تھے گو مال و زر جناب عمرؓ

طفیل آپ کے ہو بادشہ کے عفو گناہ
دعا خدا سے ہے شام و سحر جناب عمرؓ

یہ نظم جلسہ خلافت چہار خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لیے لکھی گئی۔

معظم کون ہیں بعد نبی چاروں خلیفے ہیں
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ چاروں خلیفے ہیں

خلافت میں سیاست میں شجاعت میں ریاضت میں
کہ ہر یک وصف میں برتر ہی چاروں خلیفے ہیں

خدا راضی ہمیں خوش خلائق میں ہیں یہ مقبول
ہمارے مقتدا سر وجلی چاروں خلیفے ہیں

فروغ دین ہے انسے ہوے یہ دین کے والی
ہوا دین متین جن سے قوی چاروں خلیفے ہیں

مناقب انکے بیحد ہیں مناصب انکے جید ہیں
جوان ہمت جوانمرد و جری چاروں خلیفے ہیں

بڑھاؤں کسکی میں عزت گھٹاؤں کسکی میں شوکت
عجب اعزاز کے فی الواقعی چاروں خلیفے ہیں

جو امت میں ہمیں سب کے ہیں ان سے بادشہ کہدو
کہ بیشک لائق حب ولی چاروں خلیفے ہیں

مدح اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

یہ غزل گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلئے لکھی گئی، مصرع طرح " ہر جا نظر نہ سازہ ظہور امام ہے "

اے سبط مصطفے ترا عالی مقام ہے — عز و شرف میں تیرے بھلا کیا کلام ہے
تو راحت علیؑ ہے جگر گوشۂ بتول — تو ہی فروغ دیدہ خیر الانام ہے
ہم کیا ہیں بلکہ سارے جوانان خلد کا — سید ہے پیشوا ہے تو بیشک امام ہے
ہرگز نہیں ہے ماہ محرم پہ منحصر — غم تیرا تا قیام قیامت مدام ہے
تھی انتہا جو ظلم کی اعدا سے ہو گئی — صبر و رضا کی حد جو ہے تجھپر تمام ہے
تجھ سا امام دیں کو جنھوں نے کیا شہید — حیرت ہے اہل دیں میں پھر انکا نام ہے
دنیا میں جو سزا تھی وہ اعدا کو ملگئی — محشر میں اور پیش خدا انتقام ہے
تشنہ رکھا ستم کیا خنجر چلا دیا — آل رسول کا یہ عجب احترام ہے
گل کر رہے ہو دین نبی کے چراغ کو — اندھیر تم میں کیسا یہ ای فوج شام ہے
رن میں ترے رفیقوں نے کی اپنی جان فدا — لاریب انکے واسطے دار السلام ہے

کافی ہے **بادشاہ** پہ یک لطف کی نظر
یہ بھی ترے غلاموں میں ادنی غلام ہے

سلام در غم امام ہمام ؑ حسب فرمائش احباب کرٹ بہ

آج میں لکھوں غم شبیر اپنے ہاتھ سے — کربلا کی کھینچدوں تصویر اپنے ہاتھ سے
شاہ کو بلوا کے آخر کوفیوں نے کی دغا — سیکڑوں نامے کیئے تحریر اپنے ہاتھ سے
وہ صداقت وہ عقیدت ہے کہاں اکوفیو — کھوئی تم نے عزت و توقیر اپنے ہاتھ سے
ہل گئے ارض و سما افسوس جس دم شمر نے — حلق پر شہ کے رکھی شمشیر اپنے ہاتھ سے
بیعت فاسق سے شہ کو اسلئے نفرت رہی — تا نہ ہو کچھ دین کی تحقیر اپنے ہاتھ سے
جان اپنی جسنے کی شہ کی رفاقت میں نثار — خلد میں گھر کر لیا تعمیر اپنے ہاتھ سے
بولا عابد نے میں غمگیں ہوں مجھے ایذا نہ دو — ڈال لیتا ہوں میں خود زنجیر اپنے ہاتھ سے
کیا خطا تھی اصغر معصوم کی اے حرملہ — تو نے اسپر بھی چلایا تیر اپنے ہاتھ سے

بادشہ سچ بات ہے یہ روبروتقدیر کے
چل نہین سکتی کوئی تدبیر نہی ہاتھ سے

سلام دیگر - احباب کثیرہ کی فرمائش سے انکے مجوزہ مصرع طرح پر لکھا گیا -

شہ نے کہا کیا چیز ہین اعدا مرے آگے
ایک وار مین کٹ جائینگے صدہا مرے آگے

دکہلاؤن مین کیا اپنا یہان زور شجاعت
تسلیم و رضا کا ہے تقاضا مرے آگے

لخت دل زہرا ہون نبی کا ہون نواسا
بتلاؤ بھلا کس کا ہے رتبہ مرے آگے

ہر وقت اطاعت مین ہو مرضی حق کے
اعدائے کیا ظلم ہے کیا کیا مرے آگے

دی جان رہ خلاق مین ستر بہتر دو تن نے
تک ایک سے جنت کو سدہارا مرے آگے

عباس برادر نے ہی پائی ہے شہادت
اکبر سا جوان مرگیا بیٹا مرے آگے

شش ماہ کا یک طفل تہا میرا علی اصغر
تیر اسپہ بہی اعدا نے چلایا مرے آگے

مجہکو نہ گلہ ہے نہ شکایت ہے کسی سے
خوشنودی خالق کا ہے جلوہ مرے آگے

اے **بادشہ** خستہ غم آل نبی مین
عالم کا ہے کچھ اور ہی نقشہ مرے آگے

یہ سلام اخبار جریدۂ روزگار مدراس مطبوعہ ۷ محرم الحرام ۱۳۲۴ ہجری مین شائع ہوا تہا -

نہ ہوا سبط پیمبر کو میسر پانی
آہ اے تیغ ترے منہ پہ ہے کیونکر پانی

دیتے کسطرح شہ دین کو ستمگر پانی
انکو تکلیف تہی دوزخ مین مقرر پانی

لعل زہرا کا رہا پیاس سے رن مین بیتاب
کیون نہ سینے مین صدف کے ہوا گوہر پانی

اس سے کیا بڑہکے ستم تشنہ رہین آل نبی
اور پیتے رہین اسپ و خر و اشتر پانی

بددعا دیتے اگر شہ تو عجب کیا اسکا
حشر تک ملتا کسی کو نہ زمین پر پانی

امتحان تہا یہ فقط صبر و رضا کا ورنہ
کیا نہ دے سکتا او نہین خالق اکبر پانی

پیاس کا شکوہ وہ لاتے نہ زبان پر کیونکر
آب خنجر کو سمجھتے ہین جو کوثر پانی

حالت تشنگی شاہ بیان ہم جو کریں — پانی کیا چیز ہے بانی کا ہو جوہر پانی

خشک لب تونے کہا آہ بنی زادون کو — آبرو تیری رہی دہر مین کیون کر پانی

غم شبیر کا شاید یہ اثر ہے جو مدام — مثل سیماب سمندر کا ہے مضطر پانی

روح شہ نکلی دہر اور وہ خلد مین تہین — حورین ہاتھون مین لیے سیکڑون ساغر پانی

دل اعدا نہوا [illegible] اگر اسکے عوض — سنگ بھی ہوتا تو ہو جاتا پگھل کر پانی

بادشہ نخل غم شاہ نہ کیون ہو شاداب
آج آنکھون سے رواں ہے مرے یکسر پانی

یہ سلام اخبار جریدہ روزگار مدراس مطبوعہ ۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۶ھ مین شایع ہوا تھا۔

آہ اے مجرئی پھر ماہ محرم آیا — پھر غم و رنج کا اس دہر مین موسم آیا

چاک سینہ ہے سیہ پوش ہے خامہ میرا — آیا کاغذ یہ تو با دیدۂ پر نم آیا

کربلا کے وہ مصائب مجھے یاد آنے لگے — ذکر شبیر زبان پر میرے پیہم آیا

کس کے ماتم سے گران بار ہے پیر گردون — بے سبب پشت مین اسکے یہ نہین خم آیا

اشک ریز اب غم شہ مین ہے جو لے دیدہ — تیرا ہم مرتبہ کوثر نہ تو زمزم آیا

بوسہ گاہ نبی حلق مطہر جسکا — آہ وہ حلق تہ خنجر دو دم آیا

کوئی مظلوم نہین سبط نبی کے مانند — کوئی دنیا مین نہین شمر سا ظالم آیا

تین دن کا تو وہ پیاسا تھا مگر اف نہ کیا — آیا جب رن مین تو بیحد خوش و خرم آیا

کیا شکیبائی تھی کیا صبر تھا اللہ اللہ — جس سے حیرت زدہ ہر قالب آدم آیا

بادشہ جنکو ہے انکار شہادت ان پر
کیا عجب گر غضب خالق عالم آیا

یہ سلام اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۱۱ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین شایع ہوا تھا

اے مجرئی جب ماہ محرم نظر آیا — عالم مین عجب رنج کا عالم نظر آیا

ہر دل ہے طپان اور ہر یک جان ہے تپتا
ہر دیدہ مجھے دیدۂ پرنم نظر آیا

مثل کف افسوس ہر یک برگ چمن ہے
ہر نخل ہی نخل غم و ماتم نظر آیا

خارون مین ہو جسطرح نمایان گل رعنا
اعدا مین وہ یون شاہ مکرم نظر آیا

شبیر سا مظلوم بلا دیکھا ہے کس نے
ابتک نہ کوئی شمر سا ظالم نظر آیا

جس حلق مبارک پہ نبی دیتے تھے بوسہ
ہے وہ تہ خنجر دو دم نظر آیا

فرزند و اقارب سے جان شاہ کے آگے
ہر یک رہ خالق مین مقدم نظر آیا

آگاہ نہ تھے اہل ستم رتبۂ شہ سے
خفاش کو کب مہر [illegible] عالم نظر آیا

اللہ رے ثابت قدمی سبط نبی کی
دیکھا جسے مقتل مین وہ [illegible] نظر آیا

دنیا مین غم آل پیمبر کے مقابل
غم جو نظر آیا وہ بہت کم نظر آیا

اے بادشہ خستہ جگر روز جزا تک
ہر دل مین یہ غم قایم و پیہم نظر آیا

مدح غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ نظم جلسۂ یازدہم ربیع الآخر کے لیے لکھی گئی

رئیس الاولیا ہے غوث اعظم
امام الاتقیا ہے غوث اعظم

شبستان جہان ہو کیون نہ روشن
مہ چرخ ہدا ہے غوث اعظم

ہے اعظم تیرا منصب تیرا رتبہ
لقب تیرا بجا ہے غوث اعظم

تری توصیف توصیف نبی ہے
تو جزو مصطفے ہے غوث اعظم

تو ہے لخت دل زہرا و حیدر
تو محبوب خدا ہے غوث اعظم

ہین تیرے خوشہ چین سب اہل عرفان
تو سب کا مقتدا ہے غوث اعظم

وہی سچا محب مصطفے ہے
جسے تیری ولا ہے غوث اعظم

شرف وہ ہے کہ جو اعلیٰ سے برتر ہو | شرف تجھ سے ملا ہے غوث اعظم
چمن تیرے ہے فیوض اولیٰ کا | عجب گلبن کھلا ہے غوث اعظم
شہود [illegible] ذوق و وجدان | یہ سب تیری عطا ہے غوث اعظم
مجھے معلوم ہے اب راہ شریعت | کہوں کس طرح کیا ہے غوث اعظم
خدا کی معرفت ہے مثل دریا | تو [illegible] بے بہا ہے غوث اعظم
جمال پاک سے تیرے سراسر | عیاں نور خدا ہے غوث اعظم
ہیں گویا سورۃ واللیل گیسو | ترا رخ والضحیٰ ہے غوث اعظم
کہا مشک ختن زلفوں کو تیرے | یہ کیا میری خطا ہے غوث اعظم
ولایت ذات پر ہے تیری نازاں | تیری ہر [illegible] ہے غوث اعظم
ادب سے سر تمامی اولیا کا | ترے آگے جھکا ہے غوث اعظم
ادا ہو مجھ سے کیونکر وصف تیرا | مجھے کیا حوصلہ ہے غوث اعظم

نہیں کچھ اور ارمان بادشہ کو
ترا شوق لقا ہے غوث اعظم

ایضاً

ہم کیا ہیں ہم سے کیا ہو بیان عز و شان غوث | جن و ملک ہیں صبح و مسا مدح خوان غوث
ہر وقت کہہ رہے ہیں یہی خادمان غوث | کوئی بجز خدا کے نہیں رتبہ دان غوث
جنات بھی شریک تھے محفل میں وعظ کے | کس درجہ تھا موثر و دلکش بیان غوث
غنچہ کے رنگ و بو سے ہے محظوظ یک جہاں | تا حشر بے خزاں ہے یہی بوستان غوث
منفک ہو کل سے جزو یہ ممکن نہیں کبھی | گویا ہے خاندان نبی خاندان غوث
لاریب سینہ غوث کا تھا گنج معرفت | تھی کیا کلید ستر الٰہی زبان غوث

اے پیر چرخ تو ہے کہن سال سچ بتا — دیکھا کسی ولی کو جہاں مین بشان غوث

خوش قسمتی پہ ناز کرے کیون نہ دل م ا — آنکھون سے دیکھہ اونکا اگر آستان غوث

اللہ سے دعا ہے یہی **بادشاہ** کی
خالی نہ کیجے مجھہ سے صف عاشقان غوث

یہ غزل مشاعرۂ ادبی سوسائٹی مدراس کے لئے لکھی گئی اور رسالہ "ترقی تجارت" مین طبع ہوئی

مصرع طرح "آگئی جب کوئی مشکل تو پکارا یا غوث"

تو جو اللہ کے پیارے کا ہے پیارا یا غوث — تیری الفت نہین کس دل کو گوارا یا غوث

بحر توحید الہی کا شناور تو ہے — شرک سے تجھکو ہے یک لخت کنارا یا غوث

اولیا صورت انجم ہین تو ہے مہر منیر — کیا ہے رخشان تری عظمت کا ستارہ یا غوث

معجزات نبوی سے ہین کرامات ترے — منکرون کو نہین جز عجز ہے چارہ یا غوث

صورت باد بہاری ہین ترے ملفوظات — چمن دین کو کیا تو نے سنوارا یا غوث

گر بیان شوق زیارت کی کرون بیتابی — رشک سے ہو دل سیماب بھی پارہ یا غوث

سیر بغداد کی ہے صرف تمنا دل کو — نہین ہمکو ہوس بلخ و بخارا یا غوث

خوش نصیبی پہ نہ کیون فخر ہو ہمکو ہر دم — گر ہو حاصل تری تربت کا نظارہ یا غوث

کیا عجب شوق سے ہو جاتے ترے حلقہ بگوش — دیکھتے تجھکو جو اسکندر و دارا یا غوث

بوئے گیسو سے خجل ہے نہ فقط مشک ختن — منفعل عنبر سارا بھی ہے سارا یا غوث

نفع گو لاکھہ بھی دنیا کا ہو حاصل کیا ہے — تیرے اعدا کو ہے عقبیٰ کا خسارہ یا غوث

میرا سینہ ہو نہ کیون گنج شہود و عرفان — نظر لطف ہو گر تیری خدارا یا غوث

لا نہین سکتے ہین پیرایۂ الفاظ مین ہم — ہے فزون جوش عقیدت جو ہمارا یا غوث

وصف حد سے متجاوز ہو قلم سے کیونکر — شرع مین حد سے نہین بڑھنے کا یارا یا غوث

اولیا کی بھی قیامت مین شفاعت حق ہے

بادشہ کو ہو نہ کیون تیرا سہارا یا غوث

مخمسات

مخمسہ تضمین قصیدہ نظام

اس قصیدہ کو مشائخین حیدرآباد دکن کے ایک بزرگوار نے ۲۳ دسمبر ۱۸۹۹ء مین بغرض تضمین مصنف کے پاس بہیجا تھا جسوقت تضمین کرکے روانہ کیا گیا انھون نے نہایت درجہ پسند کرکے خط شکریہ لکھا

نہ کسکے الفت سے ہین طپان ہون نہ کسکے دیدار کا ہون خواہان
بہری ہین میری دل اور جان مین ہزارون حسرت ہزارون ارمان
خبر رسان ہے نہ کوئی میرا ہے تسلی کا ہے یہ سامان
صبا بسوئے مدینہ رو کن ازین ثنا گو سلام بر خوان
بگرد شاہ رسل بگرد و بصد تضرع پیام بر خوان

ہے میرا ممدوح موہ و دہ ہے جسکا مداح رب یزدان
محب اسکی ہے اصل ایمان اسی کا ہے ذکر جان عرفان
چمن ہین عالم کے مثل بلبل ہون یون ہی مین نغمہ سنج ہر آن
صبا بسوئے مدینہ رو کن ازین ثنا گو سلام بر خوان
بگرد شاہ رسل بگرد و بصد تضرع پیام بر خوان

وہ ہین مبارک کہ جن کے دل ہین نبی کے عشق و ولا سے مملو
خوشا نصیب انکے جنکو ہردم ملا زیارت کا عمدہ قابو
فلاح عقبیٰ جو چاہتا ہے دلا یہ غفلت کو چہوڑ کر تو
بنہ بچندین ادب طرازی سر ارادت بخاک آن کو
صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام بر خوان

مین وصف روئے مصطفےٰ ہون نہین ہے گلشن سے کام مجہکو
ہون شیفتہ انکے گیسوؤنکا غرض نہ سنبل سے ہے سر مو
کدہر ہے بو انسے ہم سحر ہی پہرتی ہے کیون ہر یک سو
بنہ بچندین ادب طرازی سر ارادت بخاک آن کو
صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام بر خوان

مرا اس سد البشر کا خدا ان آنکھونکو میرے دکہلائے
کرون تمنا نہ اور کوئی جو مدعا میرا مجہکو ملجائے
وہان جو پہنچون تو روح سے میرے دمبدم مجہکو یہ صدا آئے
بہ باب رحمت گہے گزر کن بہ باب جبرئیل گہہ جبین سائے
سلام ربی علی نبی گہے بہ باب السلام بر خوان

دلا مزار رسول حق پر ترا مقدر جو تجھکو پہنچائے
قسم خدا کی خوشی کے مارے ترا کچھ عالم ہی اور ہو جائے
نو کرے ہر در سے فیض حاصل پھر ایسی دولت کہاں سے تو پائے
بہ باب رحمت گہے گذر کن بہ باب جبریل گہہ جبیں سائے
سلام ربی علی نبی گہے بہ باب السلام برخوان

اے ختم مرسل شفیع محشر شہ دو عالم حبیب والا
یہ تیرا رتبہ ہے کس نے پایا تجھے جو پایا خدا کو پایا
تری زیارت کا یہ طریقہ بیان کرے ہیں بعض عرفا
ببستو زخود صورت مثالی بساز بگزار اندر آن جا
بصوت خوش سورۂ محمد تمام اندر قیام برخوان

لکھی ہے غزل نظام کی میں نے آج تضمین بطرز نیکو
زہے سعادت زہے مقدر جو اسکو شرف قبولیت ہو
حضور نبوی میں جا یہ والوں سے تم ہی ای باد صبا کہدو
نغمہ درد آشنا ستو بطن داؤد ہم نوا شو
بہ بزم ہمنبر این غزل راز عبد عاصی نظام برخوان

خمسہ تہنیت

جو حضور پر نور میر عثمان علی خان بہادر فرمانروائے دکن خلد اللہ ملکہ کے عطائے خطاب جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ پر لکھا گیا اور جناب محمد منور صاحب گوہر کے جلسہ ٹی پارٹی میں پڑھا گیا

اے نظام ملک و دولت آصف عالیجناب
اللہ اللہ آپ کس اعزاز سے ہو کامیاب
جابجا بیحد ہے فرحت اور بہجت بیحساب
دمبدم کہتے ہیں سارے انڈیا کے شیخ و شاب
ہو مبارک آپکو یہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب

اعلیحضرت جارج پنجم سے ملا ہے یہ وقار
کون کہتا ہے نہیں سرمایۂ صد افتخار
جوش دل اب ضبط کر سکتے نہیں ہم زینہار
لب پہ یہ مصرع ہمارے آرہا ہے بار بار
ہو مبارک آپکو یہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب

چندہی دن کا ہے وقفہ صبر گر فرمائینگے
شک نہیں ہمیں خطاب ہز مجسٹی پائینگے
یعنی وہ دن آئیگا شاہ دکن کہلائینگے
ہم بھی سب ملکر خوشی کے پھر ترانے گائینگے

ہو مبارک آپکو یہ جی۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب

کس رئیس ملک کو اب آپ پر ہے برتری
دولت ترکش کو بجید ہے محبت آپ کی
کسکو یہ عزت یہ شوکت خالق عالم نے دی
آنے والی اس خوشی کا پیش خیمہ ہے یہی

ہو مبارک آپکو یہ جی۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب

باپ کے اوصاف سارے آپ مین ہین جلوہ گر
بادشاہی ۔ یہ دعا افزون ہو ہر شام و سحر
یہ مثل سچ ہے پدر کا ہی نمونہ ہے پسر
عمر و دولت قدر و عزت جاہ و حشمت کر و فر

ہو مبارک آپکو یہ جی۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب

تضمین بر مصرع آتش

یہ تضمین ترکون کے شکست ’’ایڈریانوپل‘‘ کے وقت حضرت آتش کے مصرع پر لکھی گئی

خدایا جب سے اس ہستی کے ہم بازار مین آئے
خوشی مین آئے رنج و غم کے بھی بازار مین آئے
ہزارون انقلاب چرخ بدکردار مین آئے
تمنا ہے یہی ہر دم لب اظہار مین آئے

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

چراغ اسلام کا روشن رہیگا حشر تک ہر جا
رضائے حق پہ جو راضی ہے مومن ہے وہی پکا
بجھانیسے کسی کے وہ نہین زنہار بجھ سکتا
جو کہنا ہے کہو تم سب عقیدہ ہے یہی میرا

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

سنائی کس نے یہ خبر شکست اڈریانوپل
قدم راہ شریعت مین کہین ہووے نہ متزلزل
ہمارے دل کو صدمہ ہماری روح ہے بیکل
یہ مصرع کسقدر اچھا ہے تم پڑھ لیجئے اول

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

خدایا ہم ترے بندے ہمارا تو ہی والی ہے
مگر جو کام ہے تیرا نہین حکمت سے خالی ہے
جو تو چاہے کرے درگاہ تیری لاابالی ہے
تری توفیق نے یہ بات اپنے دل مین ڈالی ہے

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

زوال ترک کا الزام یارب تجھپہ بیجا ہے
جو کچھ ہے بھید بنراوہ تجھی پر آشکارا ہے
یہ گستاخی یہ بے ادبی نہین تو اور پھر کیا ہے
رضینا بالقضا کا واہ کیا مفہوم اچھا ہے

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

کرومت بکرہ ترکون کی اگر فوت ہوی زایل
نتیجہ شامت اعمال کا ہمکو ہوا حاصل
بنا ہے جو مہ نو پھر وہی ہوگا مہ کامل
نہ کیونکر اس سخن کو ہم بنائین اپنا نقش دل

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

اگر دینی اخوت کا تمہارے دل مین ہے محکم
شکست وفتح کا مالک وہی ہے خالق عالم
کرو مائید اب مال سے ترکون کی سب باہم
مرا وردِ زبان ہے اسلئے ای **بادشہ** ہم

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

مسدس وترجیع بند

یہ مسدس بتاریخ ۹ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء شہر کوچین کے جلسہ افتتاح انجمن اسلامیہ مین پڑھا گیا

ہے حمد خدا جسطرح بے نہایت
فرشتون کی جس جا پہ قاصر ہے ہمت
اسی طرح بے حد نبی کی ہے مدحت
بنی نوع انسان کی ہے کیا حقیقت
ہے بہتر زبان وقلم روک لین ہم
جو مقصود ہے اسکو پورا کرین ہم

تم اے شہر کوچین کے رہنے والو
ارادہ کو تم اپنے محکم بنا لو
رہو مستعد فکر دل سے نکالو
بنا جلد علمی اشاعت کی ڈالو
کرو کام کرنا ہے جو کچھ شتابی

خدا سے عطا تم کو ہو کامیابی

ضرورت بہت مدرسہ کی یہان ہے — طلبگار ہر ایک طفل و جوان ہے
کرو سعی تم جب تلک تن مین جان ہے — معین و مددگار رب جہان ہے

جہالت کے پنجے سے سب کو نکالو
یہ صحرا ہے تم اسکو گلشن بنا لو

کوئی چیز علمی اشاعت سے بہتر — نہین ہے نہین ہے اس عالم کے اندر
یہی کام سب نیکیون کا ہے جوہر — یہی کام خوشنودی حق کا مظہر

اسی علم سے ہی فلاح جہان ہے
اسی علم سے آخرت مین امان ہے

یہان علم سے علم دین ہے عبارت — اسی کی ہے حاجت اسی کی ہے عظمت
نہین ہم کو انگلش سے زنہار نفرت — پڑہاؤ تم اسکو بقدر ضرورت

ضرورت سے زاید ہے انگلش پڑہانا
ہے دین اپنے ہاتھون سے گویا گنوانا

جہان مین جو طلبائے انگلش ہین ہرسو — بھلا انہین بتلاؤ کچھہ مذہبی بو
کسی مین ہے گر دینداری کا پہلو — وجود اسکا تم شاذونادر ہے سمجھو

سخن گر ہمارا نہ ہو تم کو باور
ہے آسان ذرا دیکھہ لو آزما کر

شریعت کی پابندیان ان مین ہین کم — نماز اور روزہ کا کچھہ بہی نہین غم
ہے تذلیل و تحقیر علما کی ہردم — نرالا ہے انکے عقاید کا عالم

نہ جنت پہ مائل نہ دوزخ کے قائل
عبث انکے ہین پاس دینی مشاغل

ترقی ہو ہر طرح انگلش زبان کی
اسیکو وہ کہتے ہین ہو می ترقی
پسندیدہ یہ بات اسوقت ہوگی
رہے قوم کے ساتھ جب قومیت بہی

نہین قومیت کا کچھ ان مین پتا ہے
عجب قومی اصلاح کا ادعا ہے

تعلق ہے دنیا و دین مین جو خوشتر
غلط اسکا مفہوم سمجھے ہین اکثر
سمجھہ لو نہین دین دنیا سے باہر
نہین دین ہرگز کوئی چیز دیگر

درستی دنیا کا ہی نام دین ہے
جدا دین دنیا سے ہرگز نہین ہے

کیا اسلیئے حق نے دنیا کو پیدا
کہ تا دین کا کام ہو اس سے زیبا
ہے یہ دین دنیا کا ماوا و ملجا
ہے آغاز و انجام اسپر ہمارا

نہ ہوتا اگر دین دنیا نہ ہوتی
تمدن کی تصویر زیبا نہ ہوتی

جو ارباب کوچین نے ہم کو بلایا
تواضع مدارا سے ممنون بنایا
محبت کا سکہ دلون مین بٹھایا
یہ بے ساختہ **بادشہ** نے سنایا

بصد جان و دل آج مسرور ہین ہم
تمہاری عنایت کے مشکور ہین ہم

یہ ترجیع بند جلسۂ ندوۃ العلما منعقدہ ۱۷ ماہ شوال ۱۳۲۱ ہجری بمقام مدراس کے اخیر اجلاس کے روز پڑہا گیا تہا اور بذات ندوۃ العلما مین اسکو داخل کیا گیا اور زیور طبع سے مزین بہی ہو چکا

شکر حق ہمکو ادا کرنے کا یارا کیا ہے
حوصلہ کیا ہے زبان کیا ہے سلیقہ کیا ہے
جلسۂ ندوۂ علما جو دکہایا اسنے
عمدہ تر اس سے کوئی نعمت عظمیٰ کیا ہے
عالم خواب مین ہون یا ہو نہین بیداری مین
جلوۂ شان الہی ہے یہ جلسہ کیا ہے

دل یہ کہتا ہے مسرت سے میں معمور ہوں آج
شوق کہتا ہے کہ اب میرا ٹھکانا کیا ہے

آنکھ کہتی ہے مجھے خوب ملی دولت دید
میں یہ کہتا ہوں کہ تو نے ابھی دیکھا کیا ہے

واہ کیا تیرا نصیبا ہے لیے شہر مدراس
جتنا تو فخر کرے آج یہ بیجا کیا ہے

کیسے کیسے علما تجھ میں ہیں رونق افزا
انکے پھر فضل و کمالات کا کہنا کیا ہے

دین انسے ہے یہی دین کے ہیں رہنما
نہ سنیں انکی تو پھر دین کا دعوی کیا ہے

قدر انکی نہ کریں، قدر کریں ہم کسکی
گر نہ ہو انکی تمنا تو تمنا کیا ہے

یکدلی یکجہتی قوم میں پیدا ہو جائے
کہئیے پھر اسلئے سوا ندوہ کا منشا کیا ہے

یکدلی جب نہ ہو ممکن نہیں قومی اصلاح
ہم اگر لاکھ ہی سر پٹکیں تو ہوتا کیا ہے

خانہ جنگی کا برا ہو کہ کیا اسنے تباہ
ویسے جب دور تعصب ہو تو جھگڑا کیا ہے

کھینچ لائی ہے فقط اخوت اسلام اسکو
ورنہ ندوہ سے تعلق ہی ہمارا کیا ہے

ہم نہ ندوہ سے جدا ہیں نہ وہ ہے جدا
ہم نے گر اسکو جدا سمجھا تو سمجھا کیا ہے

قطرہ بگریست کہ از بحر جدائیم ہمہ
بحر بر قطرہ بخندید کہ مائیم ہمہ

جلوہ افروز دل جو لے ندوہ دکھایا تو نے
قوم کو خواب تغافل سے جگایا تو نے

بھول بیٹھے تھے جو ہم قوم کی الفت کا سبق
اندنوں خوب ہمیں یاد دلایا تو نے

تیرے پرجوش مواعظ کا اثر کیا کہئے
قوم کے دل کو ہر ایک وقت ہلایا تو نے

کوئی حیران کوئی ششدر رہے کوئی ہے محو
کیا یہ اعجاز سخن اپنا دکھایا تو نے

لعل و گوہر سے نہیں کم یہ تیرے معلومات
واسطے قوم کے خوب اسکو لٹایا تو نے

پیش آتے تھے درشتی سے مخالف ہر چند
انکو کس نرمی سے سمجھا یا منایا تو نے

شان میں جسکے خدا نے ہے کہا خلق عظیم
خلق کا اسکے نمونہ یہ دکھایا تو نے

ایسی مجلس نہ عرب میں نہ عجم میں ہے کہیں
کسنے یہ پایا ہے اعزاز جو پایا تو نے

نزد حق اسکا صلہ تجھکو ملیگا کیا کیا — قومی اصلاح کا بیڑا جو اٹھایا تو نے
بد نصیبی ہے اگر نفع نہ لین ہم تجھ سے — جسقدر حق تہا جتانے کا جتایا تو نے
لمعۂ رحمت حق گویا مجسم آیا — چشم عالم کو چکا چوند بنایا تو نے
گل یہ بلبل ہے فدا شمع یہ پروانہ نثار — ہمکو مفتون ہمہ اپنا بنایا تو نے
سوء ظن رکھتے ہین جو اہل تعصب تجھ سے — نفع کیا انکو اگر کہہ سنایا تو نے
آہ کس ذلت و ادبار مین ہے قوم اپنی — اور کیا چاہیے گر اسکو بچایا تو نے

سرکنم شکوہ اگر تاب شنیدن داری
سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری

مرحبا مرحبا اے ندوۃ علمائے زمان — کسقدر قوم کے گردن پہ ہے تیرا احسان
تیرے آنے سے ہوی ہمکو مسرت ایسی — گویا پیاسون کے لئے ملگیا آب حیوان
ترو تازہ ہین ترے فیض سے دل اور دماغ — تو ہے گر باد سحر ہم ہین مثال بستان
مرض جہل و تعصب کا مسیحا تو ہے — تو اگر روح ہے ہم صورت جسم بیجان
ہم اگر زخم ہین تو اسکے لئے ہے مرہم — ہم اگر درد ہین تو اسکا ہے بیشک درمان
تو اگر صورت خورشید ہے ہم ہین ذرات — کام خورشید کا ہے ذرہ نوازی ہر آن
غیر قومون کو ترقی پہ ترقی ہے نصیب — ہے تنزل پہ تنزل ہمین ہر آن و زمان
علم مین مال مین اور دین کے اشاعت مین ام — دبدبہ انکا ہے رعب انکا زمانہ مین عیان
اب بھی غفلت جو کرین ہم تو خدا ہی جانے — کسطرح دین متین کا رہے دنیا مین نشان
کون کہتا ہے ضرورت نہین اسوقت تری — کس مسلمان کو پیارا نہین دین و ایمان
وائے قسمت کہ ترا چار ہی دن کا ہے قیام — وقت تو کم ہے مگر دل مین ہین صدہا ارمان
آہ کب دیکھینگے ہم ایسا مبارک جلسہ — صورتین ایسی نظر آئینگی پھر ہمکو کہان
پھر کہان آہ یہ پرجوش موثر وعظین — پھر کہان ایسے بزرگون کی زیارت کا سمان

کہاں یہ شوق کہاں پھر یہ مذاق دینی
ہم کہاں پھر یہ کہاں خوف خدا کا سامان

بادشہ دل سے یہ حسرت نہ مٹیگی ہرگز
کیوں نہ یہ شعر رہے صبح و مسا وردِ زبان

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

نصائح

یہ غزل مشاعرۂ حیدر آباد دکن کے طرحی مصرع پر لکھی گئی اور اخبار "مخبر دکن" مدراس میں شائع ہوئی

مصرع طرح "مزار فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے"

عجب غفلت شعاری ہے عجب دنیا پرستی ہے
ہماری زندگی وہ ہے کہ جس پر موت ہنسی ہے

جو جاتا ہے یہاں سے بس وہ ناکام ہی جاتا ہے
عدم آباد ہی اے ہمدمو کیا خوب بستی ہے

گراں ہے اتفاق و یکدلی کا نقد ان و زوال
مگر بغض و حسد کی جنس ہر یک جا پہ سستی ہے

ترقی غیر ہو مونکی ہو کیونکر قوم کو اپنی
ادھر ہر کام میں چستی ادھر ہمت میں پستی ہے

نصیحت ناصحونکی سنگدل پر کارگر کب ہو
یہ سچ ہے میخ آہن کی نہیں پتھر میں دھستی ہے

ہزاروں ہوشیار و نکو کریں قربان ہم اس پر
مئی عشق پیمبر کی جہا نیں جسکو مستی ہے

رسول اللہ کے روضہ کا جہت سے وصف ہو کیونکر
ملائک کی بھی عظمت جو دیں جس جا پہ گھستی ہے

ہیں مقبول خدا سب اولیاء اللہ عجب کیا ہے
مزار فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے

مدینہ دیکھکر آیا ہے گرچہ بادشہ لیکن
دوبارہ دیکھنے کو آنکھ اب کیا ترستی ہے

مندرجہ ذیل غزلیں مشاعرۂ وانمباڑی کیلئے لکھی گئیں

مصرع طرح "رنج دوری مرہم زخم تمنا ہو گیا"

دین کی الفت گھٹی دنیا کا غلبہ ہو گیا
آہ حال قوم کیا آگے تھا اب کیا ہو گیا

تھی فقط نا اتفاقی مدتوں سے قوم مین
جب تعصب آیا سونے پر سہاگا ہو گیا

خوبتر دنیا وہی ہے دین جسکے ساتھ ہو
دین بے دنیا کے سمجھو بے نتیجہ ہو گیا

جامعیت دین اور دنیا کی ہمکو چاہیے
جب ہوں یکطرفہ تو پھر نقصان پیدا ہو گیا

دین و دنیا کا تعلق جب نہ آیا ذہن مین
ہر طرف فتنے اوٹھے ہر جا پہ جھگڑا ہو گیا

آدم و شیطان دونوں بھی تھے مخلوق خدا
کار آمدہ ہوے اور یہ نکما ہو گیا

تیرا اے قومی تنزل کون جانے انتقام
ہان کہینگے ہم کہا ہو رہا یا ہو گیا

واہ کہنے کی نہین حاجت مرے اشعار پر
آہ گر کھینچے تو مقصد میرا پورا ہو گیا

دل وہی عمدہ کہ ہر یک کام مین ہو مستقل
کام وہ اچھا ادھر بس منھ سے نکلا ہو گیا

جاننے والے تو تجھکو جانتے ہین بادشاہ
غم ہے کیا گر اس غزل کا رنگ پھیکا ہو گیا

مصرع طرح "حسرتین دل کی رہ گئین دل مین"

جلوۂ ذکر حق رہے دل مین
یہی لیلیٰ ہو ایسے محمل مین

نہین دنیا کو دین پر ہے فروغ
ذرہ کیا مہر کے مقابل مین

ساکنان عدم کہین ہم کیا
ہم ہین دریا مین تم ہین ساحل مین

قبر مین ایک دن تو جانا ہے
آہ ہم تم ہین کن مشاغل مین

کجروی چھوڑ کر چلین سیدھا
سانپ جاتا ہے جسطرح بل مین

جاؤن پھر سوئے یثرب و بطحا
حسرتین دلکی رہ گئین دل مین

اے نکیرین تم نہ کچھ پوچھو
حسرتین دلکی رہ گئین دل مین

عشق کس گل کا ہے نہین معلوم
درد ہے نالۂ عنادل مین

خار کو گل سے کچھ بھی نسبت ہے
فرق یون ہی ہے حق و باطل مین

سہل ہے دین سمجھے ہو مشکل
غافلو! تم ہو کیسے مشکل مین

لوگ کہتے ہین سرو کو آزاد
ہے غلط پا بگل ہے وہ گل مین

رو کہا بہکا ہے بادشہ کا سخن
کیا جمے رنگ اسکا محفل مین

یہ غزل حسب فرمائش حکیم سید عبدالنعیم صاحب ساکن وانمباری لکھی گئی

مصرع طرح "یہ ہستی رنگ جہان کچھ نہین ہے"

عیان سب پہ ہے یہ یہان کچھ نہین ہے
ثبات و بقائے زمان کچھ نہین ہے

فنا ہونگے یکروز سب حکم حق سے
زمین کچھ نہین آسمان کچھ نہین ہے

نہ رنگ اسکا قائم نہ بو اسکی دایم
حقیقت مین باغ جہان کچھ نہین ہے

بلندی پہ ہین دہر مین نام جن کے
لحد کا بھی انکے نشان کچھ نہین ہے

ادہر فکر دنیا ادہر خوف عقبیٰ
فراغت کا سامان یہان کچھ نہین ہے

سزا و جزا حق سے ہم بندگون کی
جو کچھ ہے وہان ہے یہان کچھ نہین ہے

فقط کام آئینگے اعمال اپنے
بجز اسکے اے مہربان کچھ نہین ہے

اگر سر جہکا دین اطاعت مین حق کی
ہمارے لئے یہ گران کچھ نہین ہے

خدا اور بندے مین عبر از خودی کے
حجاب دوئی درمیان کچھ نہین ہے

سخن بادشہ کا ہے بس سیدہا سادہ
یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہین ہے

یہ غزل قومی مشاعرہ اردو سوسیٹی مدراس کیلئے لکھی گئی اور رسالہ "ترقی تجارت" مین شائع ہوی

مصرع طرح "کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ بھی نہین"

ہوتی ہے قومی نصیحت رائگان کچھ بھی نہین
ہے جزا اسکی وہان لیکن یہان کچھ بھی نہین

چند روزہ ہے یہ دنیا جاودان کچھ بھی نہین
زیب و زینت مال و زر قصر و مکان کچھ بھی نہین

روح جب نکلے بدن سے ہے بشر کا کیا وجود
کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ بھی نہین

کون جانے کس کے دل مین قوم کا ہے سوز و درد
بہ وہ آتش دل لگی ہے جسمین دہوان کچھ بہی نہین

ہے ہمارا جوش قومی سوڈا واٹر کے طرح
یک منٹ مین بیٹھلو نام و نشان کچھ بہی نہین

قومی تجویزین بہت ہین مجلسین بھی ہین بہت
پوچھئے کیا ہے عمل کہدینگے ہان کچھ بہی نہین

جب سے ہے پیش نظر دنیا کا ادبار و عروج
میسر آگے . زمین یہ آسمان کچھ بہی نہین

ہمسری ہو غیر قومون سے جہان مین کسطرح
ہمکو جب اندیشۂ سود و زیان کچھ بہی نہین

پوچھے گر ہم سے خدا محشر مین کیا دینگے جواب
کون مین لائے ہین کیا آئے کہان کچھ بہی نہین

ہین ادہر دنیا کے جہگڑے اور ادہر عقبیٰ کا خوف
ہمکو فکر زندگی سا و و ان کچھ بہی نہین

طعن اور تشنیع سے زخمی کسیکا دل نہو
روبرو اس زخم کے زخم سنان کچھ بہی نہین

سادگی پر منحصر تیرا سخن ہے **بادشاہ**
واقعی ہے بات یہ لطف بیان کچھ بہی نہین

یہ نظم نماز کی فضیلت مین لکھی گئی

بے حد و انتہا ہے فضیلت نماز کی
مومن وہی ہے جسکو ہے عظمت نماز کی

معراج مومنین ہے عادت نماز کی
قربت خدا کی گویا ہے قربت نماز کی

سجدہ مین سر حسین کا تہا تیغ چل گئی
خاصان حق کو کیسی تھی رغبت نماز کی

بعد اسکے ہونگین بندون سے خالق کی پرسشین
پرسش ہو پہلے روز قیامت نماز کی

اسلام اور کفر مین ہے اور فرق کیا
افسوس مومنون کو ہے غفلت نماز کی

جائز نہین نماز کبھی بے حضور قلب
حیلہ سکہاتی ہے یہ کہالت نماز کی

کہتے ہین شافعیؒ کہ تم اسکو قرض دو
دنیا مین جس سے ترک ہو خصلت نماز کی

حق خدا، انہو بندون کا حق ادا
کب اس سے ہو جسے نہین وقعت نماز کی

ایمان دار کیلئے آسان ہے نماز
اہل نفاق کو ہے مشقت نماز کی

کامل یقین ہے جسکو خدا و رسول پر
دل اسکا جانتا ہے ضرورت نماز کی

خالق کی اپنی حمد ہے اور اسکا شکر یہ ۔۔۔ کیا اور پوچھتے ہو حقیقت نماز کی
جنت کے ہے طلب مین نمازی ہے یہ غلط ۔۔۔ گردیدہ بلکہ رہتی ہے جنت نماز کی
دوزخ یہ گرمیان تو کسی اور کو بتا ۔۔۔ قسمت مین ہے ہمارے سعادت نماز کی
محو شہود حق جو بزرگان دین ہین ۔۔۔ حاصل کچھ اور انکو ہے لذت نماز کی
ہر وقت اسکا حافظ و ناصر ہے کردگار ۔۔۔ مد نظر ہے جسکو حفاظت نماز کی
بیکار جیسا آئینہ ہے پیش بے بصر ۔۔۔ بے نفع بے نمازی سے مدحت نماز کی

تائید حق ہے ساتھ ہمارے ای **بادشاہ**
کیونکر نہ ہم سنائین نصیحت نماز کی

دین اور دنیا کا مفہوم

یہ نظم اخبار "تحریر دکن" مدراس مطبوعہ ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء مین شائع ہوی تھی

شوق سے رغبت سے سنئے ہم یہ کرتے ہین بیاں ۔۔۔ دین اور دنیا کے معنے مین ہین جو نا فہمیاں
ہائے ان نا فہمیوں نے ہی بگاڑا قوم کو ۔۔۔ ہائے ان نا فہمیوں سے ہو گئے جھگڑے عیان
پڑ گیا اسکے سبب سے جابجا بغض و عناد ۔۔۔ پڑ گئے رخنے اسی سے یکدلی کے درمیان
پائے ہین ہم نے اسی سے آہ کیا کیا ذلتین ۔۔۔ کھو دئے اس کے سبب سے قوم کی ہم عز و شان
دین کو دنیا سے جیسا ربط ہے شام و سحر ۔۔۔ یون ہی دنیا کو تعلق دین سے ہے بیگمان
گر نہو دنیا تو کیونکر دین کا ہو گا نمود ۔۔۔ مثل قالب ہے یہ دنیا دین ہے مانند جان
دین و دنیا مین جدائی ہو نہین سکتی کبھی ۔۔۔ جو جدا سمجھین یہ نا فہمی ہے انکی بیکران
دین کا معنی ہے یہ ہر کام دنیا کا کرین ۔۔۔ حسب فرمان خدا و مصطفے سر و عیان
کام جو حکم خدا حکم نبی کے ہو خلاف ۔۔۔ کہتے ہین دنیا اسی کو عالمان نکتہ دان
اہل ظاہر عالمان دین کی یہ تحقیق ہے ۔۔۔ لیک ہے مفہوم دیگر اسکا پیش عارفان
چیست دنیا از خدا غافل شدن کہتے ہین وہ ۔۔۔ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن ای مومنان

دونون معنون مین اگرچہ فرق آتا ہے نظر / غور سے دیکھین تو ہے دونون کا مطلب یکسان
جامع و مانع یہی دنیا و دین کا وصف ہے / تا کہ ان باتون سے ناواقف ہین اکثر مردمان
بنگئے ناواقفی سے قوم مین اب دو فریق / کہوتے ہین اوقات بحث و گفتگو مین رایگان
فرقہ یک کرتا ہے دنیا کی مذمت بے شمار / بے ثباتی اسکی بتلاتا ہے سب کو جاودان
دیتا ہے ترغیب ترک مالداری قوم کو / مفلسی ہے پاس اسکے دینداری کا نشان
سخت نافہمی ہے اس سے خوش نہین خالق کبھی / اور کب راضی ہین اس سے خاتم پیغمبران
مال و زر فرزند و زن کے باوجود اے دوستو / دین پہ ثابت قدم ہو ہے یہی مومن کی شان
مالداری منع گر ہوتی تو پھر حکم زکوٰۃ / ہم یہ کیون کرتا جہان مین خالق ہر دو جہان
جابجا قرآن مین کیون ہمکو فرماتا خدا / نعمتین دین ہم نے کیسی کیسی زیر آسمان
دوسرا فرقہ جو ہے اسکی حالت کچھ عجب / منہمک ہے حب مال و جاہ مین وہ ہر زمان
گرچہ کرتا ہے وہ خود کو دیندارون مین شمار / پر نہین ہے دین کے احکام کا اس مین نشان
خاصکر اسمین نہین پابندئی صوم و صلوٰۃ / طبع کو اسکے ہین ایسے کام سب بار گران
پاس اس فرقہ کے بس نیکی ہے دنیا مین یہی / بہرہ ور تعلیم انگریزی سے ہون خرد و کلان
اس سے عمدہ تر نہین سرمایہ انکے زیست کا / یہ وہ نیکی جسکے ہین ماتحت سارے نیکیان
سربسر ہر کام مین تقلید انگریزون کی ہو / ہے یہی تہذیب اور شایستگی انکے یہان
بعض ان مین نعوذ اللہ تمسخر دین کا / کر رہے ہین کچھ نہین خوف خدائے انس و جان
حشر مین کس منہ سے جائینگے خدا کے روبرو / انکو کیا معلوم کیا اس کا نتیجہ ہے وہان
ہم نہین کہتے کہ انگریزی نہین ہمکو مفید / ہم نہین کہتے کہ ہے ممنوع شرعی یہ زبان
سیکھنا لیکن فقط حسب ضرورت چاہیے / گر ضرورت سے زیادہ ہو تو بنتی ہے زیان
خیال جو حد سے بڑہا وہ ہوگیا آخر ملا / لائق اس ضرب المثل کے ہے یہ فرقہ بیگمان
دین و دنیا کا عطا کر ہمکو مفہوم صحیح / بد عقاید سے الٰہی دے ہمین امن و امان

خاتمہ ایمان پر ہم سب مسلمانون کا ہو | از طفیل سرور عالم شفیع عاصیان

غمگساری دین کی ہے جنکے دل مین **بادشاہ**
کیون نہو مرغوب تر انکو یہ تیری داستان

یہ نظم تنزل اہل اسلام پر اظہار افسوس کرتے ہوے ان دہریونکے جواب مین لکھی گئی جو معراج آسمانی اور حشر مین دست وپا کی گواہی پر اپنی جہالت سے اعتراض کیا کرتے ہین اور اخبار جریدۂ روزگار مدراس مطبوعہ یکم جولائی سنہ ۱۹۱۱ء مین شائع ہوئی

کہان وہ حمد یزدانی کہان یہ طبع انسانی | یہان دعویٰ ہے دانائی کا بیشک عین نادانی
مقدس ذات ہے اسکی منزہ ہین صفات اسکے | وہ مستغنی ہے ہم محتاج وہ باقی ہے ہم فانی
دیا ہمکو دہن ایسا ہوا جس سے سخن پیدا | اسی کے فضل کے پرتو سے ہے اپنی سخندانی
عجب عالم مین ہے نیرنگیٔ عالم کا نظارہ | مثال آئینہ ہر اہل دانش کو ہے حیرانی
شکست روس دیکھو اور دیکھو فتح جاپان کو | ملی ہے مورچہ کو اندنون شان سلیمانی
چڑھا ہے روم کی دولت پہ گرچہ رنگ جمہوری | نہ ہے اگلی وہ دینداری نہ اگلا رعب سلطانی
کسی جا روس غالب ہے کہین انگلنڈ قابض ہے | سراسر کشمکش مین اب پہنسا ہے ملک ایرانی
تمنا ہے ترقی کی نہ خواہش ملک گیری کی | جو کچھ ہے اس پہ قانع ہے امیر کابلستانی
بغاوت کا علم برپا کیا اہل مراقو نے | ہے سلطان مراقو اب فرنچ کے زیر نگرانی
نہین معلوم کیا حالت مراقو کی ہو آئندہ | جو کچھ ہے خط پیشانی وہی لازم ہے پیش آنی
غرض دنیائے اسلامی ہر ایک جا ہے تنزل پر | ترقی پر مگر ہین ہر طرف اغراض نفسانی
تخیل مذہبی مٹنے لگا ہے اب دماغون سے | دلون سے دور ہوتا جارہا ہے جوش ایمانی
براق مصطفےٰ سے اب بھلا انکار ہو کیونکر | ہوائی جب جہازونکی ہے عالم مین فراوانی
ہوا پر گر کرے پرواز انسان پہر تو خالق کو | نہو مرکب کو کیون طاقت عطا کرنے مین آسانی
گواہی حشر مین گر دست وپا دینگے عجب کیا ہے | بھلا جب قوت فونوگرافی تم نے ہے مانی
صدا انسان کی سنتے ہین جب یک پارۂ مس سے | خدا سے کیون نہ طاقت پائے دست وپائے انسانی

جدہر دیکھو ادہر آزادیٔ مذہب کا ہے غوغا
یہی ہے خوف اے ہندوستان اطوار سے تیرے
نہین معلوم ہے کیا قوم کیا اصلاح کی معنی
صلوٰۃ وصوم سے نفرت زکوٰۃ وحج سے کیا مطلب
ڈرو اللہ سے پابند شرع مصطفےٰ رہیئے
لکھو ای شاعرو اسلام کا اب مرثیہ کوئی

حدیثون کی نہ وقعت ہے نہ خوف حکم قرآنی
کہین تجھکو نہ ملجائے خطاب نیچرستانی
بنا ہے قوم کا مصلح ہر یک طفل دبستانی
مسلمان کیلیئے بس ہے فقط نام مسلمانی
چرا عاقل کند کاریکہ باز آید پشیمانی
بزرگانِ سلف کی چھوڑدو تم مرثیہ خوانی

نہ ہو مایوس تو اے بادشہ خالق کی رحمت سے
کریگا دین کی اپنے وہ خود حفظ و نگہبانی

یہ تضمین شعر سعدی شیرازیؒ پر لکھی گئی

سعدی سے مین نے پوچھا کہ کیا اسکا ہے سبب
نخوت مین خودپسندی مین اکثر ہین مبتلا
قابو مین دل کسی کا کسی سے نہ رہ سکا
سعدی نے یون جواب دیا غور کر ذرا
ہرگز پدر کی صلب کی کوئی نہین خطا

ہین اب جہان مین لوگ بہت کم نکونفس
نفرت ہے نیکیون سے گناہونکی ہے ہوس
یہ ملک وہ ہے جس مین نہین حاکم وعسس
نادِ اتفقی ہے تیرے لئے صورت قفس
مادر کے ہے شکم کا اثر جانیئے یہ بس

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

یہ نظم انجمن طلبارئے مدرسۂ اسلامیہ وانمباڑی کیلیئے لکھی گئی

سنو تم اے طلبائے فرخندہ طینت
فقط جوشش ہے طبع کا میرے ورنہ
نہین ہے جہان مین کوئی چیز ایسی
کہین نفع پر ہے مضرت کا غلبہ

سفر اور حضر کی سناتا ہون حالت
نہ مجھہ مین سلیقہ نہ مجھہ مین لیاقت
نہ ہو نفع کے ساتھ جس مین مضرت
ضرر کو کہین نفع نے دی ہزیمت

جو کچھہ سبب نفع و ضرر کا ہے پنہان
خدا ہی کو معلوم اسکی حقیقت

کرشمے ہین خالق کے قدرت کے سارے
سزاوار اسکو ہے یہ اسکی حکمت

مرے ذہن مین جو گزرتے ہین باتین
دلاتے ہین اظہار کی مجھکو جرأت

عیان سب پہ ہے روز روشن کے مانند
سفر کے فوائد ہین جو بے نہایت

سفر ہے معیشت کا عمدہ ذریعہ
سفر فی الحقیقت ہے جان تجارت

سفر ہی بناتا ہے انسان کو انسان
سفر ہی بڑھاتا ہے فہم و فراست

سفر سے برآتے ہین سب آرزوئین
سفر سے ہے دشواریون مین سہولت

سفر سے ہی ہے تجربہ کو ترقی
سفر مین ہی خالق نے دی خیر و برکت

سفر گر نہ کرتے وہ اگلے بزرگان
نہ وہ کھینچتے گر سفر کی مشقت

نہ کرتے کبھی قدر و وقعت ہم انکی
نہ ہوتی کمالات کی انکی شہرت

انہین کے تصدق سے پائین ہین ہم سب
یہ عزت یہ رفعت یہ شوکت یہ حشمت

وطن مین کسیکو نہ ابتک ملا کچھہ
سفر کے بدولت ملی علم و دولت

سفر کے فوائد سے واقف نہین ہم
سفر کی عموماً نہین ہمکو رغبت

کہا خوب حالی شیرین سخن نے
یہ اشعار مملو ہے جسمین نصیحت

"سیاحت کے گون ہین نہ مرد سفر ہین
خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہین"

"یہ دیوارین گھر کی جو پیش نظر ہین
یہی اپنے نزدیک حد بصر ہین"

"یہین تالاب مین مچھلیان کچھہ فراہم
وہی انکی دنیا وہی انکا عالم"

خدا گر نہ دیتا سفر کو بزرگی
نہ ہوتی سفر مین اگر کچھہ فضیلت

نہوتا تہا ہم پر کبھی حکم حج کا
نہ مسنون ہوتی نبی کی زیارت

مقابل سفر کے جو لفظ حضر ہے
ہے مقصود اس سے وطن کی سکونت

وطن کی سکونت بظاہر ہے اچھی
ہے باطن مین پوشیدہ لیکن قباحت

وطن کی سکونت کہالت کی معدن — وطن کی سکونت ہے معیار غفلت
وطن کی سکونت ترقی کی ہارج — وطن کی سکونت مین ہے نقص ہمت
وطن کی سکونت کا مداح ہے وہ — تن آسودگی کی جو رکھتا ہے خصلت
ہے صد شکر اہل وطن کو ہمارے — ہے اس درجہ سیر و سیاحت کی عادت
اگر ڈھونڈین ہم سارے ہندوستان مین — نظیر اس وطن کی ملیگی بدقت
غرض ما حصل نظم کا ہے یہ میرے — سفر کو حضر پہ ہے ہر طرح سبقت
سفر ہم کرین مثل خورشید یا رب — نہ دے چند سا تو ہمین کنج عزلت
سخن کو نہ دو طول اے بادشہ تم — کہین اہل جلسہ نہ پائین ملالت ۔

اشعار دعائیہ

یہ اشعار مسجد محلہ گوینڈ پورہ واقع وانمباڑی مین ہنگام جنگ روم و یونان بعد ادائے نماز شکریہ محمدی سلطان روم خلد اللہ ملکہ روبروئے حاضرین جماعت بتاریخ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۱۵ ہجری بروز جمعہ پڑھے گئے تھے

ہم پہ کیا کیا ہین ترے فضل و عنایت اے خدا — شکر کرنے کی کہان ہمکو ہے طاقت اے خدا
نعمتین بیحد ہین تیری ان مین سب افضل ترین — تو نے دی اسلام کی ہمکو یہ نعمت اے خدا
ہم اسی اسلام سے پائینگے دوزخ سے نجات — ہم اسی اسلام سے پائینگے جنت اے خدا
ان دنون فتح و ظفر تو نے جو دی سلطان کو — آج ہم اسکی مناتے ہین مسرت اے خدا
ہم تو کیا روئے زمین پر ہین جہانتک دیندار — واسطے انکے ہین یہ ایام فرحت اے خدا
کون وہ سلطان یعنے حضرت عبد الحمید — ایک عالم جسکے ہے زیر حکومت اے خدا
ہے ہمارے دین کی شوکت اسی سلطان سے — ہے اسی سلطان سے ہم سبکی عزت اے خدا
جبکہ حرمین معظم کا محافظ ہے وہی — اس سے کیا بڑھکر ہے کوئی اور عظمت اے خدا
ہے شکست اسکی حقیقت مین شکست اسلام کی — نصرت اسلام گویا اسکی نصرت اے خدا
شکر گر تیرا نہ اس موقع پہ ہم لائین بجا — کیا دکھائین منہہ تجھے روز قیامت اے خدا

اگر نہ حاصل ہو خوشی مسلم کو اس فتح پر | کیا ہمارا دین کیا دینی حمیت اے خدا
نصرت اسلام کا ہے بج رہا ڈنکا ادہر | ہے ادہر یونان کے ذلت کی نوبت اے خدا
اندنون اس جنگ نے کیا کچھ دکہایا ہے اثر | سارے یورپ پر ہے طاری جسکی دہشت اے خدا
دوست کیا دشمن بھی اسکی مدح مین ہین تر زبان | کیا یہ تیری شان کیا تیری ہے قدرت اے خدا
فی الحقیقت یہ کرشمے سب ہین تیرے فضل کے | کیون نہ ہم مانگین دعا یہ باصداقت اے خدا
اس امیر المومنین کو تخت شاہی پر مدام | رکھہ سلامت رکھہ سلامت اے خدا
تا ابد محکم رہے قایم رہے دایم رہے | اُسکی عظمت اُسکی ثروت اُسکی حشمت اے خدا
ہم مسلمانون کے دلین دیجیے صبح و مسا | اُسکی نسبت اُسکی الفت اُسکی چاہت اے خدا
ہردم و ہر آن رہے محفوظ سب آفات سے | تاج و تخت و چتر و رایت ملک و دولت اے خدا
خیر خواہونکو تو اسکے شاد رکھہ آباد رکھہ | اسکے بدخواہون کو کر پامال و غارت اے خدا
فاتح و منصور جیسا اندنون اسکو کیا | یون ہی رکھہ غالب اُسے ہر ایک ساعت اے خدا

بندۂ ناچیز ہے یہ **بادشہ** عاصی ترا
بخشدے اسکو ز راہِ لطف و رحمت اے خدا

یہ اشعار جلسہ سالانہ مدرسۂ اسلامیہ وانمباڑی مین اراکین محمڈن ایجوکیشنل سوسیٹی وانمباڑی کے روبرو پڑھے گئے

یارب تری قدرت کا ہمین جلوہ دکہادے | اس مدرسۂ قوم کی قسمت کو جگا دے
محتاج یہ گلشن ہے ترے ابر کرم کا | سرسبز بنا دے اسے شاداب بنا دے
محظوظ تو کر دل کو دماغون کو معطر | اس باغ کے پھل پھول کا نظارہ دکہادے
حامی ہین مربی ہین معاون ہین جو اسکے | کر انکے مقاصد کو عطا یاس مٹا دے
بہبودئ دارین سے کر انکو سرافراز | آفات و حوادث سے زمانہ کے بچا دے
یارب ہے وجاہت و جرأت کو انہونکے | تو اور بڑہا اور بڑہا اور بڑہا دے
دنیا کی طلب دے تو ہمین دین کے خاطر | بے بہرہ نہ تو دین سے دنیا مین بنا دے

ثابت قدمی تیرے اوامر مین عطا کر
اور تیرے نواہی سے ہمین دور ہٹا دے

دنیا کو رکھین دین کے ہم ساتھ ہمیشہ
ہر شام و سحر بس یہ سبق ہمکو سکھا دے

سرکش نہ بنا تیری شریعت سے کسی دن
سر تیری اطاعت مین ہر یکوقت جھکا دے

عاجز ہین گنہگار ہین ہم خستہ جگر ہین
جوش اپنے تو افضال کا اب ہمکو دکھا دے

تو قاضی حاجات ہے ہم جز ترے در کے
کس در پہ بھلا جائین ذرا تو ہی جتا دے

اس مدرسہ کا جلسۂ سالانہ جو ہے اب
صد ہا ہمین اسطرح کے جلسون کو بتا دے

ہر دم ہو عطا اسکو ترقی پہ ترقی
کل ہند مین دہوم اسکی الٰہی تو مچا دے

ایوان دل قوم رہے اس سے منور
لو اسکے محبت کی ہر یک دل مین لگا دے

اے **بادشہ** ہیچمدان اس کا عجب کیا
تاثیر اگر تیرے سخن مین بھی خدا دے

یہ مناجات منظوم طلبائے مدرسۂ اسلامیہ انباڑی کیلئے حسب فرمایش جناب محمد ابراہیم صاحب قریشی بی۔اے۔یل۔ٹی۔پرنسپل مدرسۂ اسلامیہ وانباڑی لکھی گئی

ہم مدرسہ کے طلبا باعجز و انکساری
کرتے ہین عرض تجھ سے اب اے جناب باری

مالک ہے تو ہمارا مملوک ہم ہین تیرے
تیری ثنا کے قابل کب ہے زبان ہماری

تو بے نیاز سب سے محتاج تیرے سب ہین
فضل و کرم کی تیرے سب کو امیدواری

اس مدرسہ کے جتنے بانی و منتظم ہین
مد نظر ہمارا ہے جن کو غمگساری

ممنون ہم ہین انکے مرہون ہم ہین انکے
ہر دم ہے شکر انکا لب پر ہمارے جاری

سرسبز یون نہ رہتا اس مدرسہ کا گلشن
ہوتی اگر نہ انکے احسان کی آبیاری

یارب جہان مین دائم رکھ انکو شاد و خرم
ہر آفت و بلا سے دے انکو رستگاری

یارب ہمارے دل کے غنچون کو کر شگفتہ
تعلیم کو بنا دے تو موسم بہاری

سلطان روم اپنے ہین مذہبی خلیفے
یارب عطا ہو انکی دولت کو استواری

قایم رہے الٰہی دائم رہے الٰہی — انکی یہ جاہ و حشمت انکی یہ شہریاری
ہے بادشاہ ہفتم ایڈورڈ جو ہمارا — ہے جسکے زیر فرمان اقلیم ہند ساری
ہیں جسکے سلطنت میں سب کے حقوق یکسان — ہر قوم کی برابر ہوتی ہے پاسداری
یارب فزون ہو اسکے دل میں ہماری الفت — محکم رہے ہماری اس سے وفاشعاری

ہیں **بادشاہ** نامی شاعر جو اس وطن کے
یارب یہ نظم انکی ہو ہر زبان پہ جاری

یہ نظم دعائیہ انجمن خیر خواہ عام گونڈپور واقع وانمباڑی کے لئے لکھی گئی

تو ہے خدا ہمارا تو ذو المنن ہمارا — تیرا دیا ہوا ہے یہ جان و تن ہمارا
تو رزق دینے والا تو رحم کرنیوالا — تو ہے مٹانے والا رنج و محن ہمارا
احسان سبکے دل میں لاکھوں عنایتیں ہیں — کس کس کے شکر میں اب گویا ہو دہن ہمارا
جو چاہے وہ کرے ہم طالب تری رضا کے — وہ تیری بے نیازی یہ ہے چلن ہمارا
توحید کے نشہ میں مخمور ہیں تو ہم ہیں — کیا کر سکیگا کوئی نشہ ہرن ہمارا
کیونکر نہ دل ہمارا سورج کیطرح چمکے — ہے اسپہ نور ایمان جلوہ فگن ہمارا
خوف عذاب محشر ہم عاصیونکو کیا ہے — حامی ہو جب رسول آخر زمن ہمارا
قائم رہے الٰہی دائم رہے الٰہی — یہ انجمن ہماری اور یہ وطن ہمارا

قدر سخن نہیں اب ای **بادشاہ** کیا غم
یک روز قیمتی ہو ہر ہر سخن ہمارا

یہ نظم دعائیہ جلسہ عام انجمن خیر خواہ عام گونڈپور واقع وانمباڑی منعقدہ ۲۵ نومبر ۱۹۰۹ء میں پڑھی گئی

اے خداوند زمین و آسمان — اے خدائے مالک کون و مکان
اے ہمارے خالق عالم نواز — اے کریم کارساز و بے نیاز
ذات تیری قاضی الحاجات ہے — مقصدیں برلانا اپنی بات ہے

خلق کو اس انجمن سے صبح و شام
فائدہ پہنچا تو اے رب انام

ممبرون کے دلمین دے ہمت فزون
انجمن کو تا رہے قوت فزون

خیر خواہ عام ہے جو اسکا نام
ہو مطابق نام کے ہر ایک کام

انجمن محکم ہو ہر یک کام مین
دے اثر یارب تو اسکے نام مین

خلق مین ہے جسطرح یہ شاندار
یون ہی ہو سرکار مین اسکا وقار

یا خدا اعضاء مجلس کو تمام
رکھ ہمیشہ شادمان و شادکام

دین اور دنیا کی بہبودی عطا
کیجئے انکو طفیل مصطفیٰؐ

سب مقاصد مین رہین وہ کامیاب
بادشہ کی یہ دعا ہو مستجاب

یہ نظم دعائیہ سپاس نامہ جناب آنریبل مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر ممبر لیجسلیٹو کونسل مدراس کیلیئے لکھی گئی اور انجمن خیر خواہ عام گوتدپور وانمباڑی کی طرف سے ۲۶ فروری سنہ ۱۹۱۰ء کو پڑھی گئی۔

مقصود یہ اے خالق کون و مکان دے
ممدوح کو ہمارے فزون عز و شان دے

مضبوط اسکا دہر مین رکھ رشتۂ حیات
صحت مین عافیت مین نہ اسکے زیان دے

مبذول اسپہ تیری عنایت رہے مدام
ہر آفت و بلا سے الٰہی امان دے

بالکل ہو وقف نفع رسانئ قوم مین
دل ایسا اور ایسی الٰہی زبان دے

سرکار مین وقار بڑہے قوم مین ہو نام
یارب تو اسکی طبع مین وہ آن بان دے

ایسے ہی میہمان کا شرف میزبان کو ہو
یارب ہمیشہ ایسا ہمین میہمان دے

صد حیف قوم مین حس و حرکت نہین ذرا
یارب تو اسکے قالب بے جان مین جان دے

یہ مناجات منظوم مدرسۂ نسوان انجمن خیر خواہ عام گوتدپور وانمباڑی کیلیئے لکھی گئی اور جلسۂ تقسیم انعامات منعقدہ ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء مین ایک لڑکی نے پڑہی

کیونکر ہو شکر ہم سے ادا خدایا
معبود تو ہمارا مقصود تو ہمارا
ہم باندیاں ہیں تیرے محتاج اور عاجز
مانگیں اگر نہ تجھ سے پھر کس سے جاکے مانگیں
سب سے بڑا ہی ہے احسان ہمکو تو نے
سالار انبیا ہیں عالم کے مقتدا ہیں
اس مدرسہ کے بانی جو اہل انجمن ہیں
انکے طفیل سے یہ تعلیم ہم نے پائی
اچھا ہو دین انکا دنیا ہو انکی اچھی
ماں باپ سے ہیں بڑھکر استانیاں ہمارے
انکے لئے ہمیشہ کرتے ہیں التجا ہم
ہیں جتنی بیبیاں اس مجلس میں آج حاضر
وہ جو بزرگ بی بی ہیں آج میر مجلس
دنیا میں آخرت میں رکھہ سب کو شاد و خرم

فضل و کرم ہے تیرا بے انتہا خدایا
مالک ہے کون اپنا تیرے سوا خدایا
حرص و ہوا میں ہم سب ہیں مبتلا خدایا
جز تیرے کون ہے اب حاجت روا خدایا
امت میں مصطفےٰ کے پیدا کیا خدایا
ہے جان و دل ہمارا ان پر فدا خدایا
رکھہ انکو تو سلامت صبح و مسا خدایا
اجر عظیم انکو کیجیے عطا خدایا
بر لا دلوں کا انکے ہر مدعا خدایا
بھولینگے کسطرح ہم انکو بھلا خدایا
تو نیک تر جزا دے روز جزا خدایا
جلسے کو انسے رونق ہے بر ملا خدایا
اعزاز انکو تو نے کیا کیا دیا خدایا
کر دور حاضرین کے رنج و بلا خدایا

اشعار بادشہ کے دلچسپ خوب تر ہیں
کرتے ہیں اسکے حق میں ہم سب دعا خدایا

یہ مناجات منظوم طلبائے مدرسۂ عزیزیہ ترملکھیری مدراس کے لئے لکھی گئی

طلبائے مدرسہ کی ہے التجا خدایا
مالک ہے تو ہمارا خالق ہے تو ہمارا
یہ جسم و جان ہے تیرا کون و مکان ہے تیرا
بندے ہیں تیرے ہم سب کم فہم اور کمسن

کر ہم پہ تو نگاہ لطف و عطا خدایا
یاور ہے کون اپنا تیرے سوا خدایا
ہیں تیرے زیر فرمان ارض و سما خدایا
کیونکر ادا ہو ہم سے تیری ثنا خدایا

انوار علم سے کر روشن ہمارے دل کو | ظلمت کو جہل کے تو یکدم مٹا خدایا
ہمراہ علم کے دے توفیق بھی عمل کی | کیجیے ہمین عنایت ذہن رسا خدایا
دے ہمکو استقامت شرع محمدی پر | بد مذہبی سے ہر دم ہمکو بچا خدایا
تہذیب دے ادب دے اخلاق نیک بھی دے | بھردے ہمارے دل مین صدق وصفا خدایا
امت ہین مصطفےٰ کے پیدا کیا ہے ہمکو | احسان تو نے کیسا ہمپر کیا خدایا
جو صاحب کرم ہین اس مدرسہ کے بانی | رکھہ انکو شاد وخرم صبح ومسا خدایا
دنیا کی خوبیون سے عقبیٰ کی نعمتون سے | کر سرفراز انکو بے انتہا خدایا
استاد و منتظم ہین اس مدرسہ کے جتنے | فضل وکرم کا سب کو جلوہ دکھا خدایا
دنیا ہو اچھی انکی اور دین بھی ہو اچھا | کر دور ان سے ہریک رنج و بلا خدایا
سیراب اپنے ابر رحمت سے رکھہ ہمیشہ | گلشن ہو مدرسہ کا پھولا پھلا خدایا

بندہ ہے ہیز اکمز بہ **بادشاہ** عاصی
تو بخش اسکے سارے جرم وخطا خدایا

نظمہائے متفرق مفید قوم

یہ نظم اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء مین شائع ہوئی تھی جسکے اثر سے اہل اسلام مدراس مین جوش پیدا ہوا چندہ حجاز ریلوے فراہم کرکے قسطنطنیہ بھیجا گیا

کیون نہ ہو ہمکو مسرت اے حجازی ریلوے | سنتے ہین تیری بشارت اے حجازی ریلوے
حاجیان تیرے بدولت اے حجازی ریلوے | پائینگے ہر طرح راحت اے حجازی ریلوے
اب شتر کی ہے سواری اور نہ قزاقون کا خوف | دور ہین سب رنج وزحمت اے حجازی ریلوے
شہر مکہ سے مدینہ تک ہے بارہ دن کی راہ | اب ہے یکدن کی مسافت اے حجازی ریلوے
تجھہ سے بیشک ہے زراعت کو تجارت کو فروغ | ڈاک بھی پہنچے بسرعت اے حجازی ریلوے

ان فوائد سے ترے انکار کیونکر کرسکے
جسکو کچھ بھی ہے فراست اے حجازی ریلوے

ہان ترا بانی وہی سلطان ہے عبد الحمید
منتخر ہے جسکی عظمت اے حجازی ریلوے

آجتک گزرے ہین جتنے بادشاہان روم کے
کسنے یہ پائی سعادت اے حجازی ریلوے

یہ شرف تیری بنا کا حاصل اسکے واسطے
حق نے رکھا تھا امانت اے حجازی ریلوے

واسطے تیرے جو اس نے دین ہزارون اشرفی
ہے یہ کیا اسکی اعانت اے حجازی ریلوے

با زبان حال تو اسکی رہیگی مدح خوان
حشر تک ہر ایک ساعت اے حجازی ریلوے

سارے دنیا کے مسلمانون کو اسنے شوق سے
دی ہے چندہ کی اجازت اے حجازی ریلوے

دیر پھر کیا تھی عرب مین اور مصر و شام مین
ہوگئی چندہ دن کی کثرت اے حجازی ریلوے

محفلین چندہ کی ہر جا ہو گئے ہین منعقد
جا بجا ہے تیری شہرت اے حجازی ریلوے

حیف اتنک بیخبر ہین ہم مسلمانان ہند
ہے یہ کیسا خواب غفلت اے حجازی ریلوے

ہے نہ دینی جوش ہمکو اور نہ فکر آخرت
اور نہ کچھ قومی محبت اے حجازی ریلوے

ہین کدہر علما ہمارے اپنی پیاری قوم کو
کیون نہین کرتے نصیحت اے حجازی ریلوے

نیک ہین ان کے ارادے ہین مبارک انکے دل
جو کرین تیری اعانت اے حجازی ریلوے

نفع اپنی قوم کو ہو خوش ہوا اپنا کردگار
اس سے بڑہکر کیا ہے دولت اے حجازی ریلوے

وہ بہی دن آئے کہ دیکھے **بادشہ** جلوہ ترا
اور کیجے حج و زیارت اے حجازی ریلوے

یہ نظم اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء مین شائع ہوی تھی

مفید قوم ہے یکسر حجازی ریل کا چندہ
رضائے حق کا ہے رہبر حجازی ریل کا چندہ

نہ کیونکر خلق مین اشہر حجازی ریل کا چندہ
ہر یک چندہ سے ہے خوشتر حجازی ریل کا چندہ

امیر المومنین کا حکم ہے پر تو فگن اسپر
مثال مہر ہے انور حجازی ریل کا چندہ

رفاہ قوم دنیا مین جزائے نیک عقبیٰ مین
یہ ہر دو نفع کا مظہر حجازی ریل کا چندہ

نہ کیون اے حاجیو ہر طرح کی ہو تمکو آسائش
تمہارا بن گیا یاور حجازی ریل کا چندہ

منور قوم کی الفت سے جب آئینۂ دل ہے
سے ہے اس آئینہ کا جوہر حجازی ریل کا چندہ

شریک اس مین ہر یک ادنی و اعلی حسب طاقت ہو
حصر کب ہے یہ اہل زر حجازی ریل کا چندہ

اگر کچھ جوش دینی ہے اگر کچھ حب قومی ہے
فراہم سب کرین ملکر حجازی ریل کا چندہ

ہے اس چندہ کا چرچا سارے اسلامی ممالک مین
خوشی سے دیتے ہین گھر گھر حجازی ریل کا چندہ

خبر کچھ ہے تمہین ہندوستان کے ای مسلمانو
ہوا کن کن مقامون پر حجازی ریل کا چندہ

ہزار افسوس تم مین کچھ حمیت ہے نہ غیرت ہے
خوش آئیگا تمہین کیونکر حجازی ریل کا چندہ

ذرا دیکھو تو اخبارون مین قومی جوش کا کیسا
دکھاتا ہے تمہین منظر حجازی ریل کا چندہ

جو ہین اہل کرم البتہ وہ مسرور ہین اس سے
دل ممسک پہ ہے نشتر حجازی ریل کا چندہ

فضول اسراف کامون مین جو بیجا صرف ہوتا ہے
نہین کیا اس سے ہے بہتر حجازی ریل کا چندہ

یہی مقصود ہے اس نظم سے اے **بادشہ** مجھکو
مؤثر ہو ہر یک دل پر حجازی ریل کا چندہ

یہ نظم وصف اخبارات مین رسالہ "اخبار بینی" مصنفۂ جناب مولوی میر احمد حسین صاحب مرحوم سکرٹری محمڈن ریڈنگ روم وانمباڑی کیلیئے لکھی گئی۔ رسالہ مذکور مین طبع ہونیکے علاوہ اخبار مخبر دکن مدراس مین بھی شائع ہوئی

جہان مین کیون نہ فزون ہووے وقعت اخبار
جتا رہا ہے زمانہ ضرورت اخبار

نہین ہے ہند مین افسوس رغبت اخبار
اصول زیست ہے یورپ مین رویت اخبار

ہزارون جاری ہین لاکھون کی ہے وہان تقسیم
زہے اشاعت اخبار و شوکت اخبار

عیان نہوتے یہ حالات مشرق و مغرب
نہ ہوتی ہم پہ جو ہر دم عنایت اخبار

ترا یہ جام مبارک ہو تجھکو اے جمشید
یہان ہر ایک ہے مست محبت اخبار

نہ دیکھین اسکو تو ہر وقت دل رہے بے چین
مثال شاہد رعنا ہے صورت اخبار

جو علم دوست ہین رکھتے ہین دوست تر اسکو
ملیگی کب جہلا کو حلاوت اخبار

جہاں جہالت و ناواقفی کی کثرت ہے
ہیں واقعات میں پنہاں نصیحتیں صدہا
جو گرسنہ ہے ترقی فہم و جودت کا
نہ کر غرور تو اسے دوربیں کے موجد

سمجھ لو تم کہ وہاں ہوگی قلت اخبار
بغیر غور کھلے کب حقیقت اخبار
کریگی سیر اوسے جلد نعمت اخبار
کہ دوربیں پہ ہے ان روزوں سبقت اخبار

قلم کو روک لے اے بادشاہ ہیچمدان
کہاں ہو تجھہ سے ادا حق مدحت اخبار

یہ نظم وصف زراعت میں اخبار "زمیندار" کرم آباد ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب میں مطبوعہ یکم جون ۱۹۱۰ع کو طبع ہوئی تھی

دنیا میں عجب نعمت داور ہے زراعت
محروم نہ حیوان نہ انسان ہے اس سے
زرخیز اسی ملک اسی صوبہ کا ہے نام
حرمت تو کجا شبہ کا بھی اسمیں نہیں خوف
ہے قدر زراعت رو نہیں جو اہل خرد ہیں
اسباب معیشت ہیں تمام اسکے فروعات
یا کہیے عوارض ہیں وہ سب انکا یہ جوہر
یا مثل دوائر ہیں وہ یہ صورت مرکز
کیا چیز ہے وہ جسکو تعلق نہیں اس سے
بیوجہ نہیں اسکو ہے بارش کی ضرورت
آدم نے ہی کی پہلے زراعت جو جہان میں
جاپان کے وجوہات ترقی میں ملا تشک
اخبار زمیندار ہوا در پئے اصلاح
اے کاش جو قائم ہو زمیندار کمیٹی

ہر فن سے ہر یک پیشہ سے بہتر ہے زراعت
کیا فیض رسان خلق پہ یکسر ہے زراعت
جس ملک میں جس صوبہ میں اکثر ہے زراعت
کیا نیک معیشت کی یہ رہبر ہے زراعت
کم عقل کے نظروں میں تو کمتر ہے زراعت
ہر فرع کی یہ اصل مقرر ہے زراعت
یا کہیے وہ اولاد ہیں مادر ہے زراعت
یا کہیے وہ سب صیغے ہیں مصدر ہے زراعت
وہ کون ہے جسکی نہیں یاور ہے زراعت
اللہ کی رحمت سے مسخر ہے زراعت
اولاد ہم اسکے ہیں خوشتر ہے زراعت
سچ کہتا ہوں پہلا ترا نمبر ہے زراعت
کس اوج پہ اب تیرا مقدر ہے زراعت
پھر ہند میں رونق تری برتر ہے زراعت

کیا وصف ہو اس بادشہ ہیچمدان سے
خالق کے عنایات کی مظہر ہے زراعت

یہ مثنوی حسب ایمائے معتمد انجمن معونت المعدورین مدراس لکھی گئی اور اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۵ آگسٹ ۱۸۹۰ء مین طبع ہوئی

اے محبان قوم تم ہو کہان
خیر خواہان قوم تم ہو کہان

ہین کدہر تم اے قوم کے غمخوار
اے مئی عشق قوم کے سرشار

ہے اگر دل مین جوش ایمانی
گر ہے احساس رنج انسانی

کیجئے یک ذرا ادہر بھی نظر
لیجئے کچھ اس انجمن کی خبر

انجمن یک ہوی یہان قایم
جسکے اغراض ہین یہی دایم

قوم مین اپنے ہین جو معذورین
انکی تائید ہووے با آئین

یعنے محتاج لولے لنگڑون کو
گونگے بہرون کو اور اندہون کو

اور جن کے حواس مین ہے فتور
ہین جو کسب معاش سے مجبور

دیوین انکے لئے لباس وطعام
اجر پائین بہ نزد رب انام

سچ تو یہ ہے جہان مین سب سے مزید
ہین یہی لوگ قابل تائید

یہی حقدار صدقہ وخیرات
ہے سلوک ان سے افضل الحسنات

انکی تائید سے خدا خوش ہے
اور سردار انبیا خوش ہے

رنج وزحمت کا انکے آہ اثر
گر نہ کچھ بھی ہمارے ہو دل پر

دل ہمارا نہین وہ پتھر ہے
بلکہ پتھر بھی اس سے بہتر ہے

دیندار و تمہین ہے اب کیا دیر
کام ہے خیر کا کرو کچھ خیر

چندہ اس انجمن کو کیجیے عطا
لوٹ لیجیے ثواب عقبیٰ کا

جسقدر تمکو استطاعت ہے
دیجئے دیجئے عنایت ہے

کم وبیشی سے کچھ نہین مطلب — حب قومی فقط غرض ہے اب
چند روزہ یہ زندگانی ہے — سارا سامان جہان کا فانی ہے
فکر کچھ آخرت کی تم کر لو — آج کا کام کل پہ مت رکھو
ہردم از عمر می رود نفسے — چون نگہ می کنم نماند بسے
خجل آن کس کہ رفت و کار نہ ساخت — کوس رحلت زدند و بار نہ ساخت
ہان اگر دل مین کوئی کہٹکا ہے — ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے
شوق سے آئین انجمن مین شتاب — دیکھین اسکا سب حساب وکتاب
دیکھین جب آپ اسکا کاروبار — مطمئن دل ہو آپ کا بسیار
انتظام اسکا کیون نہ ہووے ٹہیک — کیسے کیسے عمائدین ہین شریک
خاصکر معتمد ہین جو ذی شان — قالب انجمن کے روح روان
ذی لیاقت ہین ذی فراست ہین — نیک نیت بلند ہمت ہین
حامی قوم ہین یہ شام وپگاہ — مرحبا مرحبا جزاہ اللہ
یا الہی طفیل شاہ امم — رکہیئے اس انجمن کو مستحکم
تیرا فضل وکرم ہو اسکا کفیل — اسکے اغراض کی تو کر تکمیل
ہردم اسکے معاونون کا عدد — یا الہی بڑہا دے تو بے حد
کیا عجب ہے بفضل رب قدیر — **بادشہ** کے سخن مین ہو تاثیر

شفقت خلق ہو یہی ہے ہوس
بررسولان بلاغ باشد وبس

یہ نظم بھی انجمن مذکور کیلیئے لکھی گئی اور اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۴ء مین طبع ہوئی

کیجئے اے منعمو امداد معذورین کی — سنئے اے اہل کرم فریاد معذورین کی
کوئی نابینا ہے کوئی لنگ کوئی بے زبان — آہ ہے یہ حالت ناشاد معذورین کی

خستہ ہین ناچار ہین مجبور ہین محتاج ہین
راحت دنیا سے کیا برباد معذورین کی

یک طرف شرع پیمبر یک طرف عقل رسا
دونون کہتے ہین کرو امداد معذورین کی

دل مین آتا ہے ہریک کے صفحہ دلپر ابھی
شکل کھینچون صورت بہر او معذورین کی

اے شکم سیرو ذرا ہو کون کی بہی لیجیے خبر
تندرستو تم کرو کچھ یاد معذورین کی

رحم تین کیا کیا نہ دیگا تمکو عقبی مین خدا
رنج سے گر طبع ہو آزاد معذورین کی

تم کرینگے انکی گر امداد ہر صبح و مسا
حشر تک دیگی دعا اولاد معذورین کی

گر نہ کیجیے رحم ان پر رحم کے قابل ہے کون
آہ بے رحمی سے ہے تو حبلاد معذورین کی

نیک ہے وہ ذہن بیشک ہے مبارک وہ دماغ
جس سے بہبودی ہو کچھ ایجاد معذورین کی

خانۂ دل مین ہریک انسان کے ای بادشاہ
روز و شب الفت رہے آباد معذورین کی

یہ نظم بہی جلسہ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء مین پڑہی گئی اور مقبول خاص و عام ہوی

ای قلم کیجیے رقم کچھ آج حالت قوم کی
ای طبیعت کر اعانت گر ہے الفت قوم کی

ای اثر میری زبان مین کچھ تو ہو تیرا ظہور
ای زبان لازم نہین کیا تجھ پہ خدمت قوم کی

ای تمنا ضبط یون دلمین رہیگی کب تلک
ای دل پر درد کبتک تجھ مین حسرت قوم کی

ای ترقی ہم ترستے ہین تری دیدار کو
ای تنزل تا بہ کے تجھ سے رفاقت قوم کی

دل وہ کس مصرف کا ہے کس کام کا ہے وہ دماغ
جس سے عالم مین نہین کچھ بہی اعانت قوم کی

زندگی اسکی ہے کیا اتنا بہی جو واقف نہو
قوم ہے کیا شی کسے کہتے ہین اخوت قوم کی

غرق ہے بحر تنزل مین یہ کیا سر تا بپا
کچھ نہین ابتک ابہرنے کی ہے صورت قوم کی

خود پسندی اور خود غرضی ہے ہر یک کا شعار
حیف عادت قوم کی افسوس قسمت قوم کی

جسطرح فصل خزان گلشن کو کرتی ہے تباہ
یون ہی خود غرضی مٹا دیتی ہے وقعت قوم کی

فرق ہمدردی کا ہے انسان اور حیوان مین
غور کچھ اس پر نہین ای ولے غفلت قوم کی

مال و دولت جاہ و ثروت لاکھ ہم پیدا کرین
کچھ نہین حاصل نہو گر عام عزت قوم کی

عام عزت کیلئے لازم ہے باہم اتفاق
اتفاق و یکدلی مین ہے سعادت قوم کی

اتفاقاً بھی نہین ہمکو خیال اتفاق
ہے یہ کیا نااتفاقی جزو فطرت قوم کی

آہ اے نااتفاقی ہو ترا خانہ خراب
گم ہوئی دولت فقط تیری بدولت قوم کی

غم نہین اسکا اگر دولت گئی حشمت گئی
حیف ساتھ اسکے ہوئی ہمت بھی رخصت قوم کی

قوت بازو سے اپنے ہم تو کچھ کرتے نہین
ذکر کیا کیجے وہ اگلی شان و شوکت قوم کی

دو ہی دو چیزین ہین جس سے ہے ہمین ذلت نصیب
ایک بے علمی ہے دیگر ہے فلاکت قوم کی

باوجود ایسے تنزل کے خدا کا شکر ہے
اب بھی باقی ہے بہت کچھ استطاعت قوم کی

قوم مین باقی ہین اب بھی ایسے ہمدردان قوم
ایک نہ یک دن جن سے ہم دیکھینگے رفعت قوم کی

لعل سنگریزون مین خاکستر مین ہون جیسے شرر
یون نہان دلمین ہے انکے درد و رقت قوم کی

درد ہے گر قوم کا کچھ کرکے اب دکھلایئے
خالی خولی کام کیا آئے نصیحت قوم کی

شاعرو شعر و سخن سے ہمت افزائی کرو
عالمو اب زور سے کیجے ہدایت قوم کی

چارہ سازو قوم کی کچھ چارہ سازی کیجئے
اے طبیبو دیکھئے کیا ہے علالت قوم کی

عاقلو کچھ عقل سے تائید دو تائید دو
مالدارو مال سے برلاؤ حاجت قوم کی

انجمن ہے یہ جو معذورین کے امداد کی
عمدہ تر کہیئے نہ کیون اسکو حمایت قوم کی

خوش نہ کیون اس سے خدا ہو خوش نہ کیون اس سے رسول
طاعت خالق ہے یہ لاریب خدمت قوم کی

لنگڑے لولے بے بصر پاتے ہین ملبوس و طعام
اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی ضرورت قوم کی

گر نہ ہو تائید انکی اور پھرین وہ در بدر
کیا نہوگی غیر قومون مین حقارت قوم کی

انجمن کا جلسہ سالانہ ہے اب منعقد
کون کہتا ہے نہین اس سے مسرت قوم کی

ایسے ہی جلسے موثر ہین ز بہر خاص و عام
ایسے ہی جلسون سے بڑھجاتی ہے ہمت قوم کی

ایسے ہی جلسون سے ہوتی ہے نمایان یکدلی
ایسے ہی جلسون سے ہے دنیا مین عظمت قوم کی

خواب غفلت سے جگادیتی ہین ایسی محفلین
صحبتین ایسی بدلدیتے ہین رنگت قوم کی

بانی جلسہ جو ہین اس انجمن کے معتمد
پوچھنا کیا انکے دل مین ہے جو الفت قوم کی

کہیے گر انکو غنا فی القوم کچھ بیجا نہین
ان مین ہمدردی ہے بے حد و نہایت قوم کی

انکی ہمدردی کی ہے یہ انجمن روشن دلیل
شکر ہوا انکا ادا کب ہے بطاقت قوم کی

صدر جلسہ مولوی حاجی ضیاء الدین ہین
مرحبا شایان ہے انکو یہ صدارت قوم کی

حصہ لیتے ہین ہمیشہ یون ہی قومی کام مین
ہر زمان منظور ہے انکو حمایت قوم کی

التجا ہے تجھ سے یا رب از طفیل مصطفےٰ
انجمن ہو یہ معاون تا قیامت قوم کی

دام سے دم سے قدم سے انجمن کے حال پر
یا الٰہی روز افزون ہوئے عبرت قوم کی

قوم کو جلسہ مبارک ہو بہ با عز و وقار
ہو مبارک آج اس جلسہ کو فرحت قوم کی

شمع کو پروانہ گلشن کو مبارک عندلیب
بس ہے ہم قومی محبون کو محبت قوم کی

ہے نہ جدت اور رنگینی نہ لطف شاعری
بے تکلف مین نے لکھی ہے حکایت قوم کی

کیون نہ دُر مقصد سے دامن انجمن کا پُر نہو
مثل دریا موج زن ہو گر سخاوت قوم کی

ہے یہی داد سخن تیرے لئے اے **بادشاہ**
ہوا گر اس نظم پر نظر عنایت قوم کی

یہ نظم جلسہ سالانہ انجمن خیر خواہ غربائے اہل اسلام مدراس منعقدہ ۱۰ ار فروری سنہ ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی

آج کیا جلسہ ہے یہ کیون جمع ہین سب خاص و عام
اپنے قومی بھائیون کا کس لئے ہے اژدحام

کسلئے ہر ایک کے چہرے سے مسرت ہے عیان
نکہت الفت سے کیون تازہ ہے ہر ایک کا مشام

کیا غرض ہے اور کیا مقصود اس جلسہ سے ہے
کون ہین بانی مبانی اور کیا ہے انکا نام

قومی ہمدردی کا کس کے ذکر ہے مدنظر
آفرین تحسین کا کسکے ہے یہ سارا انتظام

لو سنو اب تم مفصل ان سوالون کا جواب
ہم بیان کرتے ہین اے حضار والا احترام

بہر ایتام غریبان انجمن قایم ہے ایک
اور ہے مدراس مین دو سال سے اسکا قیام

دوسرا سالانہ جلسہ ہے یہ اسکا منعقد
اسکے اظہار طرب کی آج ہے یہ دھوم دھام

ختنہ ہے شادی ہے اور تجہیز ہے اموات کی
تین یہ اسکی غرض بس تین ہین یہ اسکے کام

فیض ہے اس انجمن کا مفلسان قوم کو
صدق دل سے کیون نہ وہ دینگے دعا اسکو مدام

معتمد ہین اور بانی اسکے ابراہیم سیٹھ
ذی فراست ذی وجاہت ذی کرم ذی احتشام

پورا پورا وصف انکا اسلئے لکھا نہین
تا خوشامد کا کہین تجھہ پر نہوے اتہام

سال نامہ انجمن کا آپ نے سنوا دیا
واہ کس خوبی سے ظاہر ہوگئی حالت تمام

کام کرنا اور ہے باتین بنانا اور ہے
کام کرنا اسکو کہتے ہین یہی سچا ہے کام

ایسے لوگون سے نہ کیون خوش ہون جناب مصطفےٰ
ایسے کامون سے نہ کیون راضی رہے رب الانام

مجلسین یون تو بہت اس شہر مین موجود ہین
سب مین مستثنیٰ اگر کہئے اسے کیا ہے کلام

مالدار و کیجئے تائید بھر انجمن
آپ کے قبضہ مین ہے اسکی ترقی کی لگام

عالمو پند و نصیحت قوم کو کچھہ کیجئے
انکی ہو خیرات کا تا کوئی اعلیٰ اہتمام

شاعرو شعر و سخن سے ہمت افزائی کرو
آپ کی جادو بیانی کرتی ہے عالم کو رام

مرد جو بے فیض ہے بیکار ہے اسکا وجود
جسطرح تسبیح کے دانون مین رہتا ہے امام

جیتے جی جو کچھہ کہ کرنا ہے کرین اعمال نیک
موت ہے ہر ایک کے سر پر لٹکتی تیغ بے نیام

قوم کی حاجات کا احساس تو کچھہ بھی نہین
صرف ہمدردی کا اب لفظون کو ہے سودائے خام

کام جبتک ایک سر مو بھی خلاف شرع ہو
ایسے ہمدردون کو اپنا دور ہی سے ہے سلام

دینداری گر نہو دنیا ہے وہ کس کام کی
دین کے ہی وجہ سے دنیا نے پائی احترام

دین کی پابند رکھہ یارب ہمیشہ قوم کو
بادشہ کی التجا تجھہ سے یہی ہے صبح و شام

یہ مثنوی جلسہ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۸ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

حمد حق پہلے ہے بعد اسکے ہے نعت مصطفےٰ
کیا کرے انسان ادا کیا حوصلہ انسان کا

مرحبا یہ انجمن سچی ہے قومی خیرخواہ
مرحبا جاری ہے اس سے خوب اسلامی رفاہ

مرحبا یہ انجمن ہے بیکسون کی دستگیر
مرحبا یہ انجمن ہے مرجع برنا و پیر

مرحبا یہ انجمن پشت و پناہ مفلسان
مرحبا یہ انجمن ہے چارۂ بیچارگان

مرحبا یہ انجمن سچی ہے قومی غمگسار
مرحبا یہ انجمن سب سے ہے عمدہ یادگار

گرچہ ہین آفاق مین اغراض قومی بے حساب
اسکے جو اغراض ہین ان سب کا ہے لب لباب

یعنے ہے پہلی غرض نادار لڑکون کی ختان
ہوتی ہے تائید اسکی انجمن سے بیگمان

ہے غرض یہ دوسری اموات جو غربا کے ہین
انکے ہے تجہیز اور تکفین اس سے بالیقین

تیسری ہے یہ غرض نادار جو ہین لڑکیان
انجمن کے استعانت سے ہون انکی شادیان

بس یہی تینون غرض پر انجمن محدود ہے
انجمن کا مدعا یہ ہے یہی مقصود ہے

کون کہتا ہے کہ یہ ابواب ہین بے فائدہ
کون کہتا ہے نہین اسکی جزا روز جزا

منعقد ہے آج جلسہ انجمن کا خوب تر
جمع کیسے لوگ ہین ذی علم و دانش نامور

جمع ہین نامی گرامی عالمان دیندار
اور ہین موجود کیسے تاجران باوقار

کیسے کیسے ہین مقرر خوش بیان شیرین زبان
کیسے کیسے ہین یہان والا طبیعت شاعران

زیب اور زینت ہے اس جلسے کی انکی ذات سے
قدر اور وقعت ہے اس جلسے کی انکی ذات سے

انکی تقریرین کلام انکا نہ ہوگا گر مفید
اور کس سے قوم ہوگی مستفیض و مستفید

معتمد اس انجمن کے ہین جو موسٰی سیٹھ نام
نیک جو ہین نیک دل ہین ذی کرم ذی احترام

انجمن کے بانی و موجد یہ ہو صد آفرین
ہے مگر افسوس وہ دنیا مین اب زندہ نہین

گو نہین زندہ ہے وہ زندہ ہے بیشک اسکا نام
انجمن کا دوستو دنیا مین جبتک ہے قیام

خوب انہون نے انجمن کا اب سنایا ہے رپورٹ
مطمئن کیا قوم کے دل کو بنایا ہے رپورٹ

یون ہی گر جاری رہیگا انجمن کا کاروبار
ایکدن افزون بہت ہوجائیگا اسکا وقار

انجمن سے آج مجھ ناچیز کی یہ عرض ہے
ہین منت گر اجابت کا شرف اسکو ملے

پوری پوری ہو نہین سکتی کبھی حاصل مراد
دیکھتا ہون مین کہ شہرت اسکی جیسی چاہیئے
اُسکے شہرت کے وسائل جبقدر ہو نگے وسیع
یا الٰہی انجمن یہ تا ابد قایم رہے
ممبرون مین دیجیئے یارب خلوص و اتحاد
مالدارون کے دلون مین یا خدا توفیق دے
شک نہین انکی توجہ کی اگر ہو یک نظر
ہر بلا سے یا الٰہی اسکو تو محفوظ رکھہ

انجمن کے کام کی جبتک نہ ہو شہرت زیاد
اب نظر آتی نہین آتی نہین ہرگز مجھے
انجمن کا نام ہوتا جائیگا بالکل فسیح
فیض اسکا قوم پر دائم رہے دائم رہے
دل وہی سے انتظام اسکا کرین وہ شاد شاد
انجمن کے تو ترقی کی انھین تشویق دے
انجمن کا نیّر تقدیر ہوگا اوج پر
جو معاون اسکے ہین ہردم انھین محفوظ رکھہ

ختم کردے نظم اپنی تو یہان اے **بادشاہ**
تا کجا طول سخن طول بیان اے **بادشاہ**

یہ نظم جلسۂ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۵ء کیلیئے لکھی گئی

اللہ اللہ خوب یہ جلسہ ہے تیرا انجمن
انجمن یون تو بہت ہین بلدۂ مدراس مین
انجمنہاے دگر ہین بہر نفع خاص و عام
یکطرف مذہب ہمارا یکطرف عقل سلیم
عمر شش سالہ ہے تیری بلکہ کچھہ افزود ہے
نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا ہے جب
آج سنوائی گئی ہے تیری سالانہ رپورٹ
تھا نہایت عمدہ تر اس سال تیرا انتظام
پاک ہے تیرا ارادہ پاک ہے تیرا حساب
تجھہ سے جب راضی خدا ہے تجھہ سے جب خوش ہے رسول

حق کے ہے فضل و کرم کا تجھہ پہ سایہ انجمن
شک نہین ہمین کہ تو ہے سب مین یکتا انجمن
خاصکر تو ہے غریبون کا سہارا انجمن
دونون تیرے کام پر ہین دل سے شیدا انجمن
کمسنی مین تونے دکھلایا ہے کیا کیا انجمن
کیون نہ محشر مین صلہ پائیگی اچھا انجمن
تیری حالت ہوگئی سب پر ہویدا انجمن
کیون نہو ہر کام مین تیرے اضافہ انجمن
غل و غش ہم نے کسی مین کچھہ نہ پایا انجمن
قوم سے تیرا ادا ہو شکریہ کیا انجمن

رنگ و بو کسے ہین مشابہ انتظامی ممبران
تو مثال گل ہے دنیا مین شگفتہ انجمن

ممبران سیارگان ہین تیری محفل آسمان
بدر گر تجھکو کہین تو کیا ہے بیجا انجمن

روح کے مانند ہین تیرے مقاصد شک نہین
ممبران اعضا ہین تو ہے جسم گویا انجمن

طالب تائید تیرے صورت غواص ہین
ہے گہر تائید تیری تو ہے دریا انجمن

معتمد و ویزسے جو موسیٰ و اسمٰعیل ہین
کوششون کا انکی ہے سارا یہ ثمرا انجمن

قابل تحسین ہین وہ لائق توصیف ہین
کیون نہ مانگی بہلا تو انکا لوہا انجمن

صدر صاحب تیرے اور جملہ ارکین بھی ترے
خیر خواہی پر ہین آمادہ ہمیشہ انجمن

گرچہ تیرا موجد و بانی جہان سے چل بسا
مدتون زندہ رہیگا نام اسکا انجمن

کیا ضروریات کو محسوس ہے تو نے کیا
نیکیون کا لیلیا گویا خلاصہ انجمن

ممبرون کی نیت خالص کا ہے سب کچھ طفیل
ہے ترقی اسلئے تیری دوبالا انجمن

صرف جوش طبع کو اپنے دکہایا **بادشاہ**
ورنہ میری مدح کی کیا تجھکو پروا انجمن

یہ نظم جلسہ عام اہل اسلام مدراس کے لئے لکھی گئی

اے معزز اہل جلسہ دیندار
اے مکرم عمدگان ذی وقار

جس غرض سے جمع ہین ہم سب یہان
وہ نہین ذاتی غرض کچھ زینہار

قوم کی بہبود ہے مد نظر
بہر نفع قوم ہین سب کاروبار

قومی ہمدردی نہو جس شخص مین
قوم کا اپنے نہ ہو جو غمگسار

اس کا یکسان دہر مین عدم و وجود
خوش نہین اس سے کبھی پروردگار

انجمن یہ آج جو قائم ہوی
تھی ضرورت اسکی بالکل آشکار

بعد مدت کے برآئی ہے امید
پائے ہم مقصد کو باصد انتظار

گر ادا ہو اس سے فرض منصبی
ہمکو حاصل ہین فوائد بے شمار

پیاٹرن ہون جب پرنس آف آرکاٹ
انجمن کیونکر نہ ہو پھر شاندار

ہے محافظ یہ حقوق قوم کی
قوم کو ہے اس سے بیشک افتخار

بے ادب ہوگی نہ یہ سرکار سے
باوفا ہے ہے وفا اسکا شعار

قوم کو حاجت ہے جس جس امر کی
باادب ہوگی یہ اسکی خواستگار

ہو اگر حاکم کی چشم التفات
پھر یہ سمجھو قوم کا بیڑا ہے پار

کیون نہ ہو سرکار ہم پر مہربان
ہم ہین اسکے خیر خواہ و جان نثار

سلطنت انگلش کی ہے مانند باغ
امن و آزادی کی ہے جس مین بہار

کیون نہ ہم اس باغ مین پھولین پھلین
خار حسرت کہاں کیون لیل و نہار

وقت کہتا ہے کہ کچھ کوشش کرو
کہتی ہے غفلت عبث ہے اضطرار

اسکا کہنا کھو و مت قابو کو تم
کہتی ہے یہ مین نہ مانون زینہار

اسکا کہنا پھر نہ پاؤگے مجھے
کہتی ہے یہ مثل تیرے ہین ہزار

وقت اور غفلت کا جھگڑا دیکھکر
چونک اوٹھا دل اور کہا بے اختیار

ہے نصیحت وقت کی بالکل بجا
ہوگیا اے غفلت تو آخر شرمسار

بادشہ بے لطف ہے طول سخن
خلق کو مرغوب تر ہے اختصار

کر دعا کے ساتھ اب ختم کلام
شعر یہ وردزبان ہو بار بار

بادشاہا جرم ما را در گزار
ما گنہگاریم تو آمرزگار

یہ نظم جلسہ انعامی مدرسہ عزیزیہ ترملکھیڑی واقع مدراس کیلیئے لکھی گئی

پہلے ہم کرکے ادا حمد و سپاس معبود
کیون نہ بعد اسکے پڑھین نام نبی پہ درود

منعقد آج جو یہ جلسہ انعامی ہے
جمع ہین اہل خرد اہل لیاقت موجود

کیا کوئی اونکی غرض ہے نہین زنہار نہین
کیا ہے مقصود فقط علم کی رغبت مقصود

کیا ملے اس سے ملے روز جزا اجر و ثواب / کون خوش اس سے خدا اور پیمبر خوشنود
مدرسہ کونسا ہے نام عزیزیہ ہے / کون مالک ہے یہ ہے یک اہل کرم منبع جود
نام کیا اسکا ہے الحاج حکیم عبد عزیز / کیا وہ فیاض ہے فیاض ہے یہ لامحدود
کیسی تعلیم ہے تعلیم ہے بالکل اچھی / کیسے آثار ہیں آثار ہیں سارے محمود
حفظ قرآن کی کوشش بھی کوئی ہے کہ نہیں / اہتمام اسکا ہے ہاں اس میں بفضل معبود
سچ ہے تعلیم کا خورشید ہو روشن جس دم / ظلمت جہل کا رہتا ہی نہیں نام و نمود
اسی تعلیم سے ہوتے ہیں فضایل پیدا / اسی تعلیم سے ہوتے ہیں رذائل مفقود
اسی تعلیم سے بنجاتا ہے انسان انسان / اسی تعلیم سے ہے دونوں جہان کی بہبود
گر ہے نعمت کوئی دنیا میں تو تعلیم ہی ہے / بہرہ ور اس سے ہو وہ بخت ہے جسکا مسعود
مثل تن طبع بشر جان ہے گویا تعلیم / جان جس میں نہ ہو اس تن کا ہے رہنا بے سود
بادشاہ خوب لکھا ہے یہ کسی شاعر نے / دمبدم اسپہ رہے رحمت خلاق ودود

شرف مرد بعلم است کرامت بسجود
ہر کہ این ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود

یہ نظم جلسۂ ابتدائے رسالۂ "المضمون" مدراس منعقدہ ۸ دسمبر ۱۹۱۲ء کیلیے لکھی گئی جو جناب منشی محمد انصر الدین صاحب مجود کے اہتمام سے شائع ہوتا تھا

دولت علم سے بڑھکر کوئی دولت کیا ہے / گنج قارون ہے کیا اسکی حقیقت کیا ہے
علم بے نقص ہے اور مال کو ہے نقص و زوال / علم پر مال کو ترجیح کی نسبت کیا ہے
ہے فقط علم سے دنیا میں ہر یک عز و شرف / ورنہ انسان کو حیوان پہ فضیلت کیا ہے
ذوق این بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی / صاحب علم ہی جانے کہ وہ لذت کیا ہے
علم پر دین کا دنیا کا ہے سب دار و مدار / گر نہ ہو علم تو جینے کی حلاوت کیا ہے
صاحب علم اگر قابل اعزاز نہ ہوں / نام کس چیز کا عزت ہے یہ عزت کیا ہے

مجھ سے کیونکر ہو بھلا علم کی پوری تعریف
جو سمجھا ہے ذرا بھی تو لیاقت کیا ہے

قطرہ ہو بحر کا مداح یہ ممکن ہی نہین
وصف خورشید بہ ذرہ سے بطاقت کیا ہے

منعقد جلسۂ احسن ہے یہ المضمون کا
بس یہ ہے جبکہ کوئی اسکے لئے شہرت کیا ہے

اس کے مالک ہین اڈیٹر ہین جناب بیخود
ایسے اسلم ہے کیا انکی لیاقت کیا ہے

آئینہ سے ہے عیان صاف سکندر کا کمال
پیدا ماہ ہو جو منہوا تو حیرت کیا ہے

کسی توصیف کا محتاج نہین المضمون
روئے محبوب کو مشاطہ کی حاجت کیا ہے

ہمکو احساس اگر اسکی ضرورت کا نہو
صفحۂ دہر مین پھر لفظ ضرورت کیا ہے

این مراتب کہ کنون دیدہ لاشک جزوی است
کار کلی بقدر ہے ابھی عجلت کیا ہے

کوڑیون کے ہین عوض گویا جواہر پارے
دیکھئے لیجے مضامین مین قیمت کیا ہے

اس سے اسجان جو ہوئے ہین ہمین بتلا دین
وقعت علم سے کیا قومی حمایت کیا ہے

دوستو شوق سے تم اسکے خریدار بنو
کام جب نیک ہے اسکے لئے مہلت کیا ہے

روز افزون ہو عطا اسکو ترقی یارب
تیرے افضال مین الطاف مین قلت کیا ہے

بادشہ نظم سناتا ہے جو اپنی بے خوف
علم والون کے مقابل مین یہ جرأت کیا ہے

یہ مثنوی جلسۂ انجمن ترقی الطبائے جنوبی ہند مدراس منعقدہ ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی -

منعقد جلسہ ہوا یہ کس غرض سے دوستو
نثر تو سب سن چکے اب نظم بھی میری سنو

نظم کی نسبت اگرچہ نثر ہے واضح ترین
لطف ہے جو نظم مین وہ نثر مین ہرگز نہین

اندنون تحریک تازہ پیش ہے سرکار مین
گویا پھولا ہے شگوفہ یک نیا گلزار مین

ڈاکٹر نائر محرک ہین جو اس تحریک کے
چاہتے ہین قدر وہ دیسی طبابت کی گھٹے

ہین لیگی وہ اگر تحریک قانونی لباس
قدر کیا دیسی اطبا کی رہے ہر یک کے پاس

ملک سے مٹ جائیگا دیسی طبابت کا وثوق
تلف ہو جائینگے سب دیسی طبیبون کے حقوق

گو نہین الفاظ مین تحریک کے یہ مدعا
غور جب اسپر کرین تو صاف ملتا ہے پتا

ماہر تاریخ دانشمند جو انگریز ہین
کہتے ہین بیشک ہین ہم یونانی طب کے خوشہ چین

خوشہ چینی سے نہین انکار کرتا ہے کوئی
ہے گلہ ہمکو مگر سرکار برٹش سے یہی

جتنے آثار قدیمہ ہند مین موجود ہین
کرتی ہے سرکار خود اسکی حفاظت بالیقین

پاس ہے قانون بھی اسکی حفاظت کے لئے
حکم ہے خرچ اسکا سب شاہی خزانے سے ملے

کیا نہین دیسی طبابت ہے سلف کی یادگار
کم ہے آثار قدیمہ سے بھی کیا اسکا وقار

ہان مگر محسوس وہ یہ غیر محسوسات ہے
غیر محسوسات پر سچا ہین اطلاق شئے

شئی کی گر مفہوم پر کیجیے تامل کی نظر
دیسی طب کو شئی کا کہنا ہے مناسب سربسر

شئی کا جب اطلاق ہے دیسی طبابت پر روا
بحث محسوسات سے ہرگز نہین ہے فائدہ

باوجود اسکے کہ ہین موجود صدہا ہسپتال
باوجود اسکے کہ صدہا ڈاکٹر ہین باکمال

دیسی طب دیسی طبابت کو ترقی ہے مدام
فیض صدہا سال سے ہے اسکا جاری صبح و شام

ڈاکٹر لوگون کے ہین نزدیک جو زیر علاج
ہین دو چند اس سے بھی بیشک انکی نگرانی مین آج

دیسی اہل طب کو ناواقف اگر ٹھہرائینگے
سارے خلق اللہ کو حیران پریشان پائینگے

انکو ناواقف جو ٹھہرائین کہینگے ہم یہی
قدر زر زرگر بداند یا بداند جوہری

ایک کو ترجیح ایک پر یہ نہین ہرگز پسند
سچ تو یہ ہے ہر کسے را بہر کارے ساختند

ہین گورنر لارڈ پنٹلنڈ صوبہ مدراس کے
انکی ذات نیک سے ہمکو بڑی امید ہے

تجربہ بین فہم بین دانش ائین ہین وہ بے نظیر
انکی وصف نیک کی عالم مین ہے شہرت کثیر

غور وہ اس مسئلہ پر ہر طرح فرمائینگے
مدعا دیسی اطبا کا یقین برلائینگے

ہم رعایا پر کرم کی انکی ہے ہر دم نگاہ
روک لے اپنا قلم اپنی زبان اے **بادشاہ**

یہ نظم جلسہ عام انجمن مذکور منعقدہ ۷ نومبر ۱۹۱۳ء کیلیے لکھی گئی ـــ

کیون نہ کیجے شکر اس خلاق عالم کا ادا
چار عنصر سے مرکب جس نے انسان کو کیا

چار عنصر نام جنکا آب و آتش خاک و باد
ہین یہ آپس مین مخالف شک نہین اسمین ذرا

اس سے ٹہرا رکھا ہے شان خالق کی دلیل
اتفاق ان چار عنصر کا جو انسان مین رکھا

اتفاق انکا ہماری زندگی کا ہے اصول
اتفاق انکا اسیر ہمکو دیتا ہے مزا

چار عنصر مین اگر ہو جائے غالب کوئی ایک
یان عنصر جسم سے خارج ہو فوراً برملا

یکدلی کیا چیز ہے اب کیجئے اسپر قیاس
نوع انسان کیلئے ہے اس سے کیا کیا فائدہ

اتفاق و مشورت ہر کام مین لازم ہمین
فی الحقیقت ہے یہی حکم نبی حکم خدا

منعقد جلسہ ہوا یہ دیسی اطبا کا ہے آج
یکدلی کا جلوہ کیا ہمکو نظر آنے لگا

ہین فراہم عمدگان اہل اسلام و ہنود
ذی وجاہت ذی فراست صاحب فہم رسا

ڈاکٹر لوگون کے چند افراد کی تحریک سے
آج کل سرکار مین جو پیش ہے یک مسئلہ

چاہتے ہین وہ یہی سرکار مین منظور ہون
واسطے دیسی اطبا کے قواعد کچھ جدا

ان قواعد کے ہے اجرا سے یہی مدنظر
رفتہ رفتہ منقطع ہو سارا طبی سلسلہ

قدر پھر دیسی طبیبون کی نہ کچھ باقی رہے
صفحۂ ہستی سے دیجے انکی آزادی مٹا

آج یہ جلسہ اسی تحریک کے ترمیم مین
خوب فرض منصبی اپنا یہان لایا بجا

جسطرح آزاد یک مدت سے تھے دیسی طبیب
انکی آزادی وہی قائم رہے صبح و مسا

ہمکو اپنے مہربان سرکار سے امید ہے
وہ نہو پابند ان لوگون کے حسب اقتضا

رحم و انصاف و تحمل احتیاط و فکر و غور
ہے ہماری مہربان سرکار مین بے انتہا

جسکے عہد نیک کا ہے آج قایل یک جہان
سلطنت کا جسکے سارا انڈیا مدحت سرا

ہم رعایا کی گزارش کیون نہو اسکو قبول
اسکو دلشکنی طبیبون کی نہ ہرگز ہو روا

دیسی طب سے جسقدر مالوف ہین خورد و کلان
اسقدر مرغوب عالم کب ہے انگریزی دوا

دعوی یہ میرا نہین زنہار محتاج دلیل
سب پہ ظاہر ہے یہ ہر فرد بشر ہے جانتا

نظم اپنی ختم کر اے بادشاہ خستہ جان
ہے طوالت مین کہان جو مختصر مین ہے مزا

یہ مثنوی جلسہ افتتاحیہ قدوسیہ طبی مدرسہ مدراس منعقدہ ۱۳ ار دسمبر سنہ ۱۹۱۳ع کیلئے لکھی گئی

شکر حق ہے اسنے یہ جلسہ جو دکھلایا ہمین
اسکے فضل و لطف سے موقع یہ ہاتھ آیا ہمین

اب جنوبی ہند کا طالع ہے شاید اوج پر
اب ذرا سا قوم کے دلمین ہوا پیدا اثر

خواب غفلت سے ابھی کچھ قوم نے کروٹ ہے لی
جاگ اوٹھنے کے نظر آتے ہین کچھ آثار بھی

کیا عجب زندہ اگر ہو جائین پھر اگلے علوم
کیا عجب علم و ہنر مین قوم کی بڑھ جائے دہوم

رحمت حق سے ہمین مایوس ہونا چاہیے
آیۂ لاتقنطوا فرمان حق ہے دیکھیے

کیا خدا قادر نہین ہر چیز پر ہر کام پر؟
وہ اگر چاہے تو یک پل مین ادہر کا ہوا ودہر

وہ اگر چاہے تو قطرہ کو ابھی کر دے سحاب
وہ اگر چاہے تو ذرہ کو بنا دے آفتاب

وہ اگر چاہے تو صحرا صورت گلزار ہو
وہ اگر چاہے خذف بھی گوہر شہوار ہو

زینے پر بام ترقی کے ہے یہہ پہلا قدم
آگے چلکر کیا عجب گر بام پر چڑھ جائین ہم

یعنی طبی مدرسہ کا اب یہان ہے افتتاح
واہ پھر قوم کیا سوچی گئی فوز و فلاح

کسقدر ہے قوم کو اس مدرسہ کی احتیاج
جانتے ہین خوب اس جلسہ مین جو حاضر ہین آج

درس طب بھی اسمین ہے تعلیم نباضی بھی ہے
اور قارورہ شناسی سے مطب جاری بھی ہے

چاہیے انسان ہر یک تعلیم سے ہو بہرہ ور
علم ادیان ایک ہے، اور علم ابدان ہے دگر

علم ادیان واسطے امراض روحانی کے ہے
علم ابدان واسطے امراض جسمانی کے ہے

دہر مین اللہ دوہی دو کو حق نے بخشا ہے شرف
سارے عالم کی ہے رغبت صرف ان دو کی طرف

انجمن شرقی اطبا کی جو ہے قایم یہان
اسکی نگرانی مین ہوگا مدرسہ یہ جاودان

انجمن کا مقصد اعلیٰ یہی ہے مدرسہ
انجمن کا مدعا عمدہ یہی ہے مدرسہ

انجمن گویا شجر ہے مدرسہ مثل ثمر
انجمن مثل صدف ہے مدرسہ مثل گہر

انجمن مانند جان ہے مدرسہ مثل بدن
انجمن مثل گل ہے مدرسہ ہے رنگ و بو

انجمن باد بہاری مدرسہ گویا چمن
انجمن مانند ساقی مدرسہ جام وسبو

انجمن اور مدرسہ کے واسطے اب ہے دعا
دہر مین ہر وقت یہ محفوظ اور مصئون رہین

اے مرے مالک مرے معبود اے میرے خدا
ہر زمان آفات ارضی اور سماوی سے بچین

موجد و بانی کو دے عمدہ جزا احمد جزا
اسکی ہمت اور بھی دیجیے بڑھا دیجیے بڑھا

بادشہ کس امر کا کرنا ہے تو اب پیش وپس
روک لے اپنا قلم اللہ بس باقی ہوس

یہ نظم جلسہ انجمن حجاج مدرسہ منعقدہ ۲۵ رمی سنہ ۱۹۱۴ء کیلئے لکھی گئی

کون کہتا ہے بغو ایسی مقرر انجمن
قوم کو ہو نفع جس سے ہے وہ بہتر انجمن

خاص کر حجاج کے بہبود کا ہو جب خیال
کیون نہ پائے دہر مین پھر شان برتر انجمن

کامیابی کا اگر ہو نور پھر کیا پوچھنا
یہ چمک اوٹھیگی مثل مہر انور انجمن

نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا ہو جب
قوم کے دل کو نہ کیون کرلے مسخر انجمن

ابتدا کا جوش لازم ہے رہے تا انتہا
ورنہ کہدین لوگ تہی یک سوڈا واٹر انجمن

کام کے ہین انجمن کم یون بہت ہین نام کے
دعوی اپنے کام کا کرتی ہے ہر ہر انجمن

ہمکو مطلب کام سے ہے نام سے کیا کام ہے
کیا قباحت ہے اگر بنجاے گھر گھر انجمن

چاہیے ہر انجمن کے واسطے تا مید زر
تا مور ہوتی نہین دنیا مین بے زر انجمن

یاوری طالع کی ہے شاید تمہاری حاجیو
یہ معاون ہے تمہاری اور یاور انجمن

دولت عثمانیہ سے دولت برتش سے بھی
سعی وکوشش کے دکھائے خوب جوہر انجمن

ہر طرح آسائش حجاج ہے مد نظر
انکی ہمدردی کی ہے لاریب مظہر انجمن

مجمع حجاج گر گلزار ہے اسکے لئے
گویا ہے باران رحمت کی یہ ہمسر انجمن

خالصاً للہ ہے نیت جب اسکی **بادشاہ**

پائیگی سب جزا حق سے نہ کیونکر انجمن

اصل نظم بھی جناب انجمن مذکور معنف ۔ ۳۰ جون ۱۹۱۴ء کیلئے لکھی گئی

حاجیون کے انجمن کا ہے یہ جلسہ خوشنما
نیک نیت نیکدل اور خیر خواہ قوم ہین
شخص واحد کا نہین ہے نام ہرگز انجمن
اجتماعی قوت اپنی اگر نہ پوری صرف ہو
درد دل کے واسطے پیدا کیا حق نے ہمین
ہین قواعد کی ضرورت ہے برائے انجمن
سب اراکین اسکے اب پابند رہنا چاہیئے
حاجیون کو ہین جو کچھ حج کے سفر مین مشکلات
یعنے بمبئی سے ہین تا جدہ جو ہمکو دقتین
دقتین جدہ کی اور مکہ مدینہ کی جو ہین
ہمکو ہر دو سلطنت سے داد خواہی چاہیے
ہمکو یک سرکار سے جیسی تعلق ہے اگر
ہر دو سرکارون مین گر درخواستین مقبول ہون
کامیابی کا ہمارے ہے یہی اصل اصول
لفظ کے مانند یہ باقی ہین اسکے حرف و صوت
حج کمیٹی نام رکھکر گرچہ بعضے انجمن
انکی کوشش کا اثر کچھ بھی نہین آیا نظر
دیکھکر مجبوریون کو انکے شاید دوستو
الغرض اسکا وجود اسکا عدم ہے یکسان

کیسے کیسے نامور حجاج ہین رونق فزا
سعی و کوشش کی جزا پائینگے سب روز جزا
انجمن ہے نام یک مجموعۂ افراد کا
اپنے حاجی بھائیون کو کس طرح ہو فائدہ
ورنہ طاعت کیلئے ہے سب ملک بے انتہا
منضبط کرنا ہے قرض انجمن سب سے بڑا
بے ضوابط انجمن کی دہر مین کب ہے بقا
اسکے دو حصے ہین سمجھو شک نہین اس مین ذرا
اسکی ذمہ دار ہے یہ دولت برطانیہ
دولت عثمانیہ پر اسکا ہے ذمہ بجا
دونون سے خط و کتابت کا ہو جاری سلسلہ
مذہبی روحی تعلق دوسرے سے ہے لگا
خوش نصیبی ہے ہماری اس سے بڑھکر اور کیا
یہ شجر ہے شاخ برگ و گل ہین سب اسکے سوا
گویا یہ جوہر ہے سب اعراض اسکے بر ملا
چند دن کے قبل جاری ہند مین تھے جا بجا
انکے کاروبار کا ملنا نہین ہم کو پتا
یاس و حرمان نے لیا ہے اپنے دامن مین چھپا
غفلت و سستی مین ہے جس انجمن کا ماجرا

کام کرنا اور ہے باتین بنانا اور ہے
شکر ہے اللہ کا یہ انجمن حجاج کی
دیکھئے یک ہاتھ سے تالی نہین بجتی کبھی
کیونکہ ہین اسکے ارکین ذی لیاقت ذی کمال
سب کے سب ذی تجربہ ہین اور مآل اندیش ہین
یاخدا اس انجمن کو تو بنا دے کامیاب
حاجیون کے ولین ہیں اب اگر الٰہی دردِ قوم

اپنی باتون کے طرح گر کام ہو تو ہے مزا
غیر ہمدردی کا کچھ رکھتی نہین ہے شائبہ
تالی بجتی ہے اگر دو ہاتھ کو دینگے ملا
انکی عقل و فہم کا ہر رنگ ہے لوہا مانتا
انتظام عمدہ کرینگے ہے قوی ان سے رجا
روز و شب ہم حاجیونکی تجھسے ہے یہ التجا
دین اور دنیا کی بہبودی ہمیشہ ہو عطا

صرف اظہار خیالات دلی مقصود ہے
بادشہ کا شاعری سے اور کیا ہے مدعا

یہ نظم بھی جلسۂ انجمن مذکور منعقدہ ۲۲ جولائی ۱۹۱۴ء کیلئے لکھی گئی

اے مومنو حج فرض ہے سمجھے ہوے کیا ہو
مخلوق کا یہ قرض نہین فرض خدا ہے
حج فرض نہین پاس اگر مال نہین ہے
طاقت بھی ہے اور مال بھی کیا عذر ہے انکو
ہوگا وہی جو چاہتا ہے خالق عالم
مرنا نہین ہرگز سفر حج یہ ہے موقوف
جس جا یہ ہے مرنا نہین اس جا ہی مرینگے
بیشک ز ایمان کا محک حج کا سفر ہے
سب جیلے حوالون کا خدا جاننے والا
اے اہل تمول نہ کرو سستی و غفلت
تم جلد کرو حج و زیارت کا ارادہ

یہ فرض ادا ہو تو بڑا قرض ادا ہو
ہون ہم جو سبکدوش تو عقبیٰ کا بھلا ہو
کیجیے یہ سفر مال اگر حق نے دیا ہو
خوش ان سے بھلا حشر مین کسطرح خدا ہو
ہوتا نہین وہ کام جو تم لاکھ بھی چاہو
آئیگی قضا ہمکو اگر وقت قضا ہو
مکہ کی مدینہ کی ہو یا ہند کی جا ہو
کھل جائے محک سے کہ یہ کھوٹا یہ کھرا ہو
کیا ایسا کوئی بھید ہے جو حق سے چھپا ہو؟
دل حج کے ارادہ سے تمہارا نہ جدا ہو
تا دونون جہان مین نہین اعزاز سوا ہو

عالم متغیر متبدل ہے ہمیشہ
جو آج کی حالت ہے وہ کل دیکھیے کیا ہو

فرمایا نبی نے ہے جسے طاقت مالی
اور حج کا فریضہ نہ اگر اس سے ادا ہو

اللہ کو پروا نہین اسکی کہ جہان مین
نصرانی موا یا وہ یہودی ہی موا ہو

ترغیب فقط حج کی ہے مقصود ہمارا
غم اسکا ہمین کچھہ نہین گر کوئی خفا ہو

قایل ہو جو کوئی مریض اپنے مرض کا
کب اسکو موثر ہو دوا اور شفا ہو

حجاج کی یہ انجمن نیک ہے قایم
ہر حاجی ہے رکن اسکا وہ چھوٹا کہ بڑا ہو

امید ہے بر آئین بہت اس سے مقاصد
حجاج کی تائید اگر صبح و مسا ہو

اے بادشہ ہیچمدان کیا ہے بڑی بات
تاثیر سخن مین ترے گر حق سے عطا ہو

یہ قصیدہ جلسہ دستاربندی مدرسہ باقیات الصالحات ویلور منعقدہ ۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کیلیے لکہا گیا

جہان جہان ہے جہان مین خوشی کا چرچا آج
زبان زبان پہ ہے شکر خدائے یکتا آج

دوان دوان ہے نظر بہر دید ہر ہر سو
روان روان ہے طبیعت مثال دریا آج

عیان عیان ہے طرب شکل شاہد زیبا
نہان نہان ہے غم و فکر مثل عنقا آج

کشان کشان ہے اثر ہر طرف محبت کا
رسان رسان ہے نوید خلوص ہر جا آج

جدا جدا ہے دلون مین امنگ کا عالم
نیا نیا ہے دماغون مین جوش پیدا آج

ہرا ہرا نظر آتا ہے باغ علم و ہنر
کھلا کھلا ہے ہر ایک غنچۂ تمنا آج

قسم قسم کی ہے نکہت طرح طرح کا ہے رنگ
قدم قدم پہ چمن ہے سجا سجایا آج

شجر شجر کو کیا رنگ و بو نے خوب نہال
ثمر ثمر کو ملا تازگی کا ثمرہ آج

مہک مہک کے گلون نے دکھائی اپنی بہار
چہک چہک کے عنادل ہین گلشن آرا آج

عجب عجب جو صدا دیتی ہین قمریون کی بلند
ادب ادب سے ہے استادہ سرو رعنا آج

کہ لیئے جلسہ دستاربندی طلبا
بصد تجمل و شوکت قرار پایا آج

صد آفرین ہے اے طلبائے فارغ التحصیل
صلہ تمہاری مشقت کا حق نے بخشا آج

ہے فخر علم کو تم پر تو علم سے تمکو
وہ اسکے واسطے شایان یہ تمکو زیبا آج

تمہین سے دین کی عظمت ہے دین کی رونق
شک اسمین کیا ہے تم اسکے ہو وہ تمہارا آج

نہ کیون کہین تجھے دار السرور اے ویلور
چمک رہا ہے ترے بخت کا ستارا آج

خوشا اے مدرسہ باقیات عالی شان
تمام ہند مین بجتا ہے تیرا ڈنکا آج

ہے تیرا ناظم و ناظر وہ فاضل ذیجاہ
مقر ہے جسکی بزرگی کا ایک زمانہ آج

سراپا مجمع اوصاف منبع برکات
ہے مغتنم بخدا جسکی ذات والا آج

ہے جس کا اسم گرامی جناب عبد وہاب
طفیل اسکے ہی ہم نے یہ دن ہے دیکھا آج

عمائدین شرفا اہل علم و اہل کمال
یہ کیسے کیسے ہین افراد جمع یکجا آج

ہے ایک ایک سے برتر جدھر نگاہ کرین
ہر ایک وصف مین ہر فرد ہے نرالا آج

ہجوم خلق کی حالت نہ پوچھئے مجھ سے
خدا کی شان خدائی کا ہے تماشہ آج

یہ شاندار عمارت یہ خوشنما جلسہ
مذاق علم کا ہردم یہ جوش برپا آج

یہ صدر جلسہ کی عظمت یہ شان یہ شوکت
یہ ذوق و شوق اراکین و کارفرما آج

یہ خلق اور تواضع یہ میہمانداری
یہ انتظام یہ آئین یہ سلیقہ آج

لکھون مین وصف بھلا کس کا کس کا ذکر کرون
ہے ایک دل مرا ارمان ہین اس مین صدہا آج

قلم یہ کہتا ہے مجھکو نہین مجال رقم
زبان یہ کہتی ہے مجھکو نہین ہے یارا آج

ہنوز جوش طبیعت ہے **بادشہ** باقی
سناؤن مطلع دیگر ہے یہ تمنا آج

یہ کس ریاض لیاقت کا وصف لکھا آج
ہے شاخ کلک کو میرے دماغ طوبیٰ آج

سنین وہ غور سے ہے جنکا گوش شنوا آج
زبان علم سے ہر علم یون ہے گویا آج

کہا یہ صرف نے مین صرف جوش فرحت ہون
بیان ہے نحو کا ہر نحو مین ہون بالا آج

کہا بیان نے خوشی ہے بیان سے باہر — کہا معانی نے مقصد مرا بر آیا آج
کہا بدیع نے بیجا نہین ہے ناز مرا — بدیع نکلا ہے ہر یک مرا شناسا آج
زبان یون فن منطق کی صاف ناطق ہے — نتیجہ سارے قضایا کا مین لے پایا آج
کہا کلام نے مجھکو بہی لا کلام ملا — ملا خوشی کا فرائض کو جیسا حصہ آج
کہا یہ فقہ نے اغیار مجھکو کیا جانین — ہے میرے جاننے والون مین میرا رتبہ آج
حدیث کا ہے بیان سچ ہے یہ حدیث مری — جہان مین حق نے کیا میرا بول بالا آج
دل اپنا کھول کے کہتا ہے یون فن تفسیر — کشادہ باب مسرت ہین مجھپہ صد ہا آج
علوم نے جو سنائین تعلیان اپنی — زبان مدرسے یہ سخن ہے نکلا آج
جو کچھ ہوا ہے یہان ہے فقط طفیل مرا — فروغ ہو نہ کسی کو جو مین نہ ہوتا آج
بدیہی مین ہون یہ سارے علوم ہین نظری — یہ مجھپہ دال ہین مدلول ہون مین انکا آج
مرے جو موجد و بانی ہین انکے حق مین مدام — دعائین دل سے نکلتے ہین میرے کیا کیا آج
غرض یہ جلسہ ہے لاریب دید کے قابل — ہے خوش نصیب وہی جس نے اسکو دیکھا آج

اے بادشاہ عجب کیا کلام کو تیرے
قبول عام کا ملجائیگا جو تمغہ آج

یہ نظم مجلس تعلیمی اہل اسلام جنوبی ہند بمقام ویلور منعقدہ ۲۸ و ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کیلئے لکھی گئی
اور اجلاس اول مین پڑہی گئی

خدا کی حمد نبی کی ہو نعت مجھ سے کہان — نہ اوسکی مجھکو ہے طاقت نہ اسکا ہے امکان
پڑہون مین نام نبی پر درود کیون نہ مدام — یہی سعادت دارین کا ہے میرے نشان
ہزار شکر ہے حق کا کہ فضل سے اپنے — دکہایا آج ہمین جلسہ عظیم الشان
تہی مدتون سے تمنا وہ آج بر آئی — ہوا ہے شاہد مقصود آج جلوہ کنان
یہ اتفاق بہی یک حسن اتفاق سے ہے — وگرنہ ہم ہین کہان اور یہ اتفاق کہان

نہین ہے یہ کوئی تفریح طبع کا جلسہ — نہین ہے کھیل تماشے کا کچھہ یہان سامان
نہین کسی کے خط وخال کی یہان توصیف — نہین کسی کے یہان عشق وعاشقی کا بیان
نہین یہان کسی فرضی غم وخوشی کا وجود — نہ وصل کی ہے حکایت نہ قصہ ہجران
نہ کذب ہے نہ غلو ہے نہ کوئی لفاظی — مبالغہ کا بھی برپا نہین یہان طوفان
ہے راست راست ہریک گفتگو ہر ایک سخن — ہے واقعات پہ مبنی ہر ایک رائی یہان
جو کچھہ غرض ہے ترقی علم کی ہے غرض — نہین یہ جلسہ کسی اور بات کا خواہان
علی الخصوص ترقی علم دین کے لئے — ہریک طرح کے تجاویز پیش ہونگے یہان
مشاورت تو ہریک امر مین ہے لازم تر — نہین یہ حکم کسیکا خدا کا ہے فرمان
طفیل ایسے ہی جلسونکا ہے جو غیر اقوام — ہمیشہ وہ رہین پاتے ہین نفع بے پایان
ہر ایک عزم مین ہر کام مین ہین وہ ہشیار — ہماری قوم کو ابتک وہی ہے خواب گران
ہماری قوم کو افسوس شوق علم نہین — ہماری قوم ہے لذت سے علم کے انجان
عجب نہین جو موثر ہو آج یہ جلسہ — عجب نہین ہے جو اسپر ہو قوم کا رجحان
خدا کرے یہ تدابیر بالقوہ ہین جو آج — ظہور انکا ہو بالفعل ہے یہی ارمان

کہین نہ طول سخن باعث ملالت ہو
سخن کو ختم کرے بادشہ ہیچمدان

یہ نظم سالانہ جلسہ انعامی مدرسہ اسلامیہ وانمباڑی کیلیئے لکھی گئی

چشم بد دور ہے کیا حالت وانمباڑی — اندنون اوج پہ ہے قسمت وانمباڑی
مہر تعلیم ہریک جا پہ ہے رخشان رخشان — گم ہوی گم ہوی اب ظلمت وانمباڑی
پھیلتا پھیلتا جاتا ہے مذاق علمی — بڑہ گئی بڑہ گئی اب شہرت وانمباڑی
کھلتے ہین کھلتے ہین فرحت سے دلونکے غنچے — پھرتی ہے مثل صبا نکہت وانمباڑی
مال تنہا تہا ہوا علم بھی اب اسکا شریک — قابل دید ہے یہ زینت وانمباڑی

علم کیا چیز ہے اس علم کی لذت کیا ہے
خوب پہچانے ہین ذی ثروت وانمباڑی

مدرسہ نام ہے اسلامیہ جسکا مشہور
جسکو کہتے ہین سبب عزت وانمباڑی

منعقد اسمین ہوا جلسہ انعامی آج
جمع کس شوق سے ہے خلقت وانمباڑی

ہمہ تن چشم پئے دید ہے ہر پیر و جوان
نظر آتی ہے عجب شوکت وانمباڑی

صدر جلسہ جو پرنتارتی ہر ہین بی اے
کھینچ لائی ہے انہین الفت وانمباڑی

ہے دعا میری یہ عزت رہے قایم دایم
یا خدا تو نہ دکہا ذلت وانمباڑی

علم مین مال مین تہذیب مین دینداری مین
سارے اضلاع پہ ہو سبقت وانمباڑی

بادشہ جب وطن ضبط ہو کیونکر تجہہ سے
خوب کی تو نے ادا خدمت وانمباڑی

یہ نظم جلسہ محمدن ریڈنگ روم وانمباڑی کے لئے لکہی گئی

اے بزرگان قوم کے عالی ہمم ذی عزوشان
منبع لطف وعطا ہمدرد فیاض زمان

خادمہ ہون آپ کی ہے میرا ریڈنگ روم نام
بازبان حال مین کہتی ہون اپنی داستان

تیرہ سو پندرہ سن ہجری مین مین پیدا ہوی
عمر بارہ سال کی ہے میری بے ریب وگمان

خدمت علمی جو اس عرصہ مین کی مین نے ادا
جانتا ہے ہر کوئی یہ بات ہے سب پر عیان

سچ بتاؤ میرے آگے ساکنان شہر مین
شوق اخبار وکتب بینی کا تہا ایسا کہان

شک نہین مین نے ہی پھیلایا یہان علمی مذاق
مین نے ہی ناقدردانونکو بنایا قدردان

مدرسہ مین اور مجہہ مین فرق اتنا ہے فقط
ہین وہان استاد بے استاد کے ہونین یہان

قوم کو ہے فیض دونون سے برابر علم کا
بالیقین سمجہو ہے ہم دونون کا رتبہ ایکسان

مجہہ پہ ہے اب قوم کی کم التفاتی کسلئے
کیا خطا میری ہے کیا تقصیر ہے کیجے بیان

فکر کیون میری ترقی کی نہین کرتے ہو تم
مستحق تائید کی کیا مین نہین ہون بیگمان

باوجود اس طول عرصہ کے ابہی تک حیف ہے
واسطے میرے نہین تعمیر پایا ہے مکان

آپ فرمائین کہ کیا یہ کام نیکی کا نہین
اجر اسکا کیا نہ دیگا تمکو رب انس و جان

وجہ اسکی کیا ہے بتلاؤ اگر معلوم ہے
مجھکو چندہ سے کیئے محروم بعضے ممبران

قابل افسوس ہے بے شبہ و شک حالت مری
کم نصیبی پر مین اپنے رات دن ہون نوحہ خوان

گر نہ کرتے رحم مجھہ پر چند غمخواران قوم
صفحۂ ہستی پہ ابتک کب مرا ہوتا نشان

مجھہ سے جو عمداً ہین انجان اُنسے کیا شکوہ کرون
اُنکی دل شکنی ہے ہردم طبع کو میرے گران

مین دعا کرتی ہون یارب دے انہین توفیق نیک
رکھہ جہان مین شادمان ہر آن و ہر دم ہر زمان

مختصر کیجے سخن اپنا یہان اے بادشاہ
کیا عجب ہے گر مؤثر ہو مری آہ و فغان

یہ نظم جلسۂ سالانہ محمڈن ایجوکیشنل سوسیٹی وانمباڑی کے لیے لکھی گئی۔

ہے صد ہزار ترا شکر اے خدائے انام
کہ آج جلسۂ سالانہ کا ہوا ہے قیام

ترے ہی فضل سے وقعت ہے اس سوسیٹی کی
ترے کرم سے ہے اس مدرسہ کا استحکام

جو واقعات کہ تھے مدرسہ کے متعلق
جو کیفیات کہ گزرے تھے سال بھر مین تمام

کیا سکرٹری صاحب نے ہم پہ ظاہر آج
ہے مکتفی پئے تسکین قلب خاص و عام

ادا انہون نے کیا فرض منصبی کیا خوب
ہماری ورد زبان شکریہ ہے انکا مدام

نتیجہ انکے ہی یہ کوشش بلیغ کا ہے
ترقیات کے آثار ہین جو صبح و شام

اساتذہ کی بھی محنت ہے قابل تحسین
یہی ہین جن سے درخشان ہے مدرسہ کا نام

ہین مدرسہ کے جو ناظم بجا قریشی نام
ضرور انکا بھی ہے شکریہ بصد اکرام

جو انتظام کا حق تہا کیا انھون نے ادا
پسند قوم ہے لاریب انکا ہر یک کام

غرض گزر گیا یہ سال خیر خوبی سے
رہی نہ اس مین کوئی بات قابل الزام

مین سچے دل سے اے طلبائے مدرسہ تمکو
سنو سناتا ہون اب یہ نصیحتانہ کلام

ہزار طرح لیاقت ہو تمکو انگلش مین
بلند لاکھہ بھی دنیا مین ہو تمھارا مقام

تمہاری ذات مین جبتک نہوگی دینداری | تمہارے دلمین نہ جبتک ہو وقعت اسلام
نہ ہوگا فخر سر مو بھی قوم کو تم سے | نہ راضی تم سے پیمبر نہ خالق علام
علوم جتنے ہین انگلش مین سیکھے لیکن | ہمیشہ تم رہو پابند مذہبی احکام
نہ چھوڑو دین کو دنیا کے واسطے زنہار | رہوگے پیش خدا سرخرو بروز قیام

سخن یہ بے غرضانہ ہے **بادشاہ** ترا
نہ شوق ناموری ہے نہ خواہش انعام

یہ نظم جلسہ مدرسۂ اسلامیہ وانمباڑی منعقدہ ۳۱ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء کیلیئے لکھی گئی

دین کے علم سے بہتر کوئی صورت کیا ہے | اس ضرورت سے فزون اور ضرورت کیا ہے
دین ہے صورت جان جسم کے مانند ہین ہم | جسم بے جان کی بھلا دہر مین وقعت کیا ہے
دین کا علم پڑھو سستی و غفلت نہ کرو | مجھ سے مت پوچھو نہ پڑھنے مین قباحت کیا ہے
حشر مین تمکو ہو معلوم قباحت اسکی | کیا سزا اسکی ہے اور اسکی مصیبت کیا ہے
رنگ بدلا ہے زمانہ نے عجب ازوزون | نہین معلوم کہ اللہ کی حکمت کیا ہے
دہریت ملحدیت پھیل رہی ہے ہر سو | کہتے ہین دین ہے کیا اور شریعت کیا ہے
ترک بعضون نے کئے دین نبی کے احکام | دعویٰ پھر دین کا افسوس یہ حالت کیا ہے
کوئی کہتا ہے کہ ہین خوف کی ساری باتین | حشر کیا چیز ہے اور دوزخ و جنت کیا ہے
اور نہ محسوس کرین جنکو حواس خمسہ | ان پہ ایمان رکھین ہم ہمین حاجت کیا ہے
شرع ہے عقل کی تابع نہ خرد تابع شرع | عقل جب ہمکو ہے پھر مذہب و ملت کیا ہے
غرض ایسے ہی بہت سے ہین عقاید انکے | غور سے دیکھئے ان لوگون کی جرأت کیا ہے
دینداری ہمین اللہ کا کچھ خوف نہین | قوم کیا خاک ہے اور قومی محبت کیا ہے

گر مونر یہ سخن ہو تو زہے خوش قسمت
بادشہ کون ہے تو تیری نصیحت کیا ہے

یہ نظم جلسہ سالانہ محمڈن ایجوکیشنل سوسیٹی وانمباڑی منعقدہ ۲۶ فبروری سنہ ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی

ہمیہ بیحد ترے احسان ہین لے رب العزت	شکر اسکا ہوا داہمکو کہان یہ طاقت
سب سے بڑہکر ہے یہی ہمپہ عنایت تیری	بخشدی ہمکو جو اسلام کی عمدہ نعمت
ایسے پیغمبر برحق کا کیا ہمکو مطیع	ہے جو سرتاج رسل اور شفیع امت
مرتبہ ساری خدائی مین ہے افضل جسکا	دین کو جسکے سب ادیان پہ ہے فوقیت
آج یہ جلسہ سالانہ دکہایا حق نے	ہمکو حاصل ہوی کس درجہ مسرت فرحت
آج ہم سبکو سنائی گئی سالانہ رپورٹ	مدرسہ کی ہوی معلوم ہر یک کیفیت
آفرین آفرین لے اہل سوسیٹی تم پر	قوم کی تم نے بجالائی بخوبی خدمت
ناظم مدرسہ کے ساتھ ہین جتنے استاد	قابل قدر ہے ہر یک کی سعی و محنت
قوم پر شکر یہ اُن سب کا ہے لازم بیشک	یا خدا دیجے بڑہا اور بھی انکی ہمت
قوم کا دہیان ہو جسمین وہی عمدہ ہے دماغ	دل مبارک ہے وہی جس مین ہو قومی الفت
نیت اچھی ہے وہی جس سے ہو بہبودی قوم	کام خوشتر ہے وہی جسمین ہو خالص نیت
شمع جسدم کہ پگہلتی ہے ضیا دیتی ہے	نام کیا ہو جو پئے قوم نہ کہینچین زحمت
نظم ہر سال سنانیکی ہے عادت ہمکو	کب مناسب ہے کہ اس سال ہو ترک عادت
واقعی حال جو ہے ہم نے قلمبند کیا	طعن و تشنیع کسی پر نہ کسی پر تہمت
یہ یقین جانو اے انگریزی کے پڑہنے والو	ہمکو انگریزی زبان سے نہین ہرگز نفرت
ہم نہین کہتے ہین تعلیم نہو انگریزی	ہم نہین کہتے ہے یہ علم خلاف ملت
کسکو مرغوب نہین ہے یہ زبان شاہی	اس زمانے مین نہین کسکو ہے اسکی حاجت
پڑہو انگریزی مگر دین کے پابند رہو	حشر مین پیش خدا تم نہ اٹہاؤ خجلت
دیکھتے ہم ہین کہ اکثر طلباء انگلش	دین کی کچھ بھی نہین رکھتے ہین دل مین وقعت
اکثر انمین نہین پابند نماز و روزہ	شرعی احکام سے یکلخت ہے انکو غفلت

کرتے ہین بعض تو دینی علما کی تحقیر
دینی کاموں مین تمسخر کی ہے یکسر عادت

صاف بعضون کے عقائد ہین خلاف جمہور
اوسکی تفصیل کی ہو نظم مین کیون کر وسعت

دیکھو پنجاب کے لکچر مین کہا سید نے
سارے طلبا سے یہ پابندی دین کی نسبت

سیکھکر علم فلک کے جو ستارے ہو جائین
گر نہو دین نہین کچھہ بھی تمہاری عزت

قوم کو نفع نہ کچھ تم سے ہے ہرگز ہرگز
یعنے بیکار رہے مہمل ہے تمہاری خلقت

محسن الملک کا بھی قول اسیطرح کا ہے
ہم بتائینگے کسی وقت بشرط فرصت

شہر لنڈن مین ابھی امیر علی جسٹس نے
کہہ کے یون ہند کے طلبا کو دلائی غیرت

آمد و خرچ زبانی یہ نہین ہے اسلام
بلکہ اسلام وہی جسکی ہو عملی صورت

یعنے اسلام کو اعمال سے ثابت کر دین
دعویٰ اسلام کا کر کے نہ اٹھائین خفت

الغرض پند و نصیحت یہی کرتا ہے ہین
صاحب علم ہر یک صاحب فہم و جودت

سخت حیرت ہے یہی باعث غیرت ہے یہی
داخل قوم رہین اور نہ ہو قومیت

ہم دعا کرتے ہین یہ مدرسہ اسلامی
تا ابد قائم و دائم رہے با صد شوکت

جو معاون ہین مربی ہین الٰہی انکے
عمر مین مال مین ثروت مین عطا کر برکت

ختم کر نظم یہ اے **بادشہ** ہیچمدان
کیا عجب تیرے سخن کی ہو ہر یک جا شہرت

یہ نظم بھی سوسیٹی مذکور کے جلسہ سالانہ کے لیے لکھی گئی منعقدہ ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ع

ہم سے ادا ہو کیونکر حمد جناب باری
کیا حوصلہ ہمارا طاقت ہے کیا ہماری

مالک ہے وہ ہم اسکے ناچیز بندگان ہین
وان شان کبریائی یان عجز و انکساری

قہر و غضب ہے اسکے کسکو خطر نہین ہے
اسکی عنایتون کی سبکو ہے انتظاری

ہے رحمت دو عالم بیشک رسول اپنا
محشر مین ہے اسی سے امت کی رستگاری

تابع رہین ہم اسکے بھیجین درود اسپر
بیشک یہی ہے اپنے ایمان کی پائداری

ہے اس سوسائٹی کے سال نہم کا جلسہ
ہرسال ہے ترقی اس مدرسہ کی افزون
ہرسال نظم ہم اس جلسہ مین ہین سناتے
آنکھین نہ کیون خنک ہون طلبا کے دیکھنے سے
ہین تاجران نامی اکثر جو اس وطن کے
نیت ہے انکی اچھی ہمت ہے انکی عالی
دنیا مین آخرت مین رکھہ اِن کو شاد و خرم
تعلیم کے بدولت ہے ہر طرح کی دولت
تعلیم کے کرشمے کیا کیا دکھا رہے ہین
تعلیم گر نہ ہوتی دنیا مین کچھہ نہ ہوتا
تعلیم ہی ہے جس سے عزت ہے آبرو ہے
ہے دین مثل جوہر شکل عرض ہے دنیا
جبتک عرض نہو پھر جوہر رہے بے ضرورت
دین متین کی رونق دنیا سے ہے نمایان
دنیا کی ہے حدیث و قرآن مین جو مذمت
جو کام اس جہان مین ہے شرع کے مخالف
دنیا کے واسطے ہم گر دین ترک کر دین
دل مین نہین ہمارے گر دین کی محبت
کوئی زبان بھی سیکھین علم اسکا کچھہ نہین ہے
تازہ رہے الہٰی اس مدرسہ کا گلشن
اخلاق وسے ادب دے طلبائے مدرسہ کو

کس شوق و ذوق سے یہ محفل جمی ہے ساری
ہر سال اسکو ہے ہر مقصد مین کامگاری
نو سال سے ہے جاری عادت یہی ہماری
جوش طرب نہ کیون ہو ہر ایک دل پہ طاری
انکے ہی فیض سے ہے جاری یہ خیر جاری
سچا ہے جوش انکا سچی ہے غمگساری
برلا مقاصد انکے یارب تو باری باری
تعلیم کے سوا ہے کیا شئی جہان مین بھاری
دنیا کے سب طریقے آئین دینداری
بیکار تھا تمدن بے لطف ملک داری
جاہل کی دو جہان مین ذلت ہے اور خواری
جو ہر سے ہی عرض کی سب کچھہ ہے استواری
دونون مین یہ تناسب حق نے دیا ہے بھاری
دنیا کی سب درستی ہے عین دینداری
مفہوم اسکا سنلو خواہش ہے گر تمہاری
دنیا ہے نام اسکا بیجا ہے اس سے یاری
ہم سا نہ کوئی ہوگا فہم و خرد سے عاری
محشر مین پیش خالق ہے سخت شرمساری
علم ہے یہی جو چھوڑین مذہب کی پاسداری
صبح و مسا کرم کی تیرے ہو آبیاری
یارب دلون مین انکے دے جوش دینداری

یارب اساتذہ کے محنت کو چپیز کر دے
تحسین کے ہو قابل طلبا کی ہوشیاری

اے بادشہ امیدین یون تو بہت ہین لیکن
ہے حسن خاتمہ کی کافی امید واری

یہ نظم ہفتم سالانہ جلسہ انجمن خیرخواہ عام گوبند پور واقع وانمباڑی منعقدہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی

گر نہ ہو ہم سے ادا حمد خدا و مدح جہان
دل ہے سینے ہین عبث منہ ہین زبان ہے رائیگان
ممکن و حادث ہین ہم ہے ذات پاک اسکی قدیم
ہے وہ خالق اسکے ہم مخلوق عاجز بندگان
عرش و کرسی مہر و مہ لوح و قلم ارض و فلک
اسکے ہی تحمید مین تمجید مین ہین جاودان
سارے عیبون سے مبرا او بری تر اسکی ذات
سب سے مستغنی ہے وہ اور بے نیازی اسکی شان
جسپہ ہو اسکا غضب ہے کون اسکا چارہ گر
مہربان جس پر ہو وہ عالم ہے اسپر مہربان
شکر کس کس کا کرین کس چیز کا ہم نام لین
فضل بیحد اسکا ہے اسکا کرم ہے بیکران
یہ بھی ہے اسکی عنایت آج کے دن منعقد
انجمن کا جلسہ سالانہ ہے یہ ساتوان
ہین فراہم کیسے کیسے لوگ اس محفل مین آج
ذی لیاقت ذی ہمم والا گہر عالی نشان
واہ کیا کہنا تمہین اے ممبران انجمن
قدر کے قابل تمہاری کوششین ہین بیگمان
انجمن کو شمع گر کہئے تو تم اسکی ضیا
انجمن ہے مثل قالب اسکے تم روح روان
آب حیوان تم اگر ہو انجمن ہے تشنہ لب
انجمن مثل دہن ہے اسکے تم گویا زبان
انجمن مانند گل ہے رنگ و بو تم اسکے ہو
تم ہو گر فصل بہاری انجمن ہے گلستان
انجمن کو آئینہ سے دین اگر تشبیہ ہم
تم ہی اس مین عکس کے مانند ہو جلوہ کنان
مدرسۂ نسوان کے خاطر جمع سرمایہ کیا
اسکے استحکام کی کی سعی تم نے جاودان
واسطے تعمیر کے کی یک زمین تم نے خرید
کیسے خوش قسمت ہو تم اے انجمن کے مہربان
ہو گئی اس سال بھر کوشش تمہاری کارگر
تم ہوے اس سال ہر مقصد مین اپنے کامران
کیون نہو ممنون تمہاری قوم ہر شام و سحر
کیون نہ خوش تم سے رہے پروردگار انس و جان

تم بھروسہ اور توکل کیجیے اللہ پر
فضل سے اسکے سبک ہوجائے ہر بار گران

تم سے بڑھکر انکے احسان کلا ہے ہمکو اعتراف
جنکی کوشش سے ہوا چندہ فراہم بیکران

قول حق ہے لا یضیع اللہ اجر المحسنین
محسنون کا اجر ضایع ہو یہ ممکن ہے کہان

عمر مین دولت مین انکے دے ترقی یا خدا
دین و دنیا کی عطا کر انکو ساری خوبیان

کوئی نیکی دہر مین تعلیم سے بہتر نہین
یہ وہ نیکی ہے ہین جسکے خوشہ چین سب نیکیان

شک نہین اسمین ترقی مدرسہ کی ہو فزون
یون ہی اگر تائید کرتے جائین قومی حامیان

شک نہین اسمین کہ لڑکون کے بہ نسبت دوستو
سخت تر تعلیم کے محتاج ہین اب لڑکیان

کیون نہ لڑکون پر اثر ہو لڑکیون کے علم کا
ہونگی آخر لڑکیان ہی ایکدن لڑکونکی مان

دینداروںکا جو مجمع ہے اسے کہتے ہین قوم
قومیت مفہوم دینداری ہے بے ریب وگمان

دینداری گر نہو پھر قومیت کیا خاک ہے
کسطرح بے دین رہکر ہونگے قومی مصلحان

مصلحان قوم یہ جو آج کل مشہور ہین
دینداری کا بہت کم اُن مین ہے نام ونشان

حیف ہے انکو بہی دعویٰ قوم کی اصلاح کا
ہے تعجب اُن سے یہ کیسے ہین قومی نوحہ خوان

منحصر تعلیم انگلش پر نہین اصلاح قوم
چاہیئے تعلیم دینی ساتھ اسکے ایکسان

یا الٰہی سب مسلمانون کو دے توفیق نیک
دین کی الفت عطا کر سبکے دل کے درمیان

یا الٰہی انجمن یہ تا ابد قایم رہے
مدرسہ پر اسکی نگرانی ہو ہر آن وزمان

ممبرون کے کام مین اخلاص دے یارب مدام
شوق دے تائید کا ہر ایککے دلمین جاودان

جسطرح دیگر مدارس پر ہے شفقت کی نظر
کچھ ادہر بھی ہو توجہ اے وطن کے ساکنان

جیتے جی قدر سخن ہوتی ہے کب اے بادشاہ
بعد میرے ہونگے سب میرے سخن کے قدردان

یہ نظم ہشتم سالانہ جلسئہ انجمن مذکور منعقدہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۱۳ء کے لیئے لکھی گئی

کیا ادا ہو حمد حق نعت رسول ذو المنن
قاصر و عاجز ہے جب ہر یک زبان ہر یک دہن

تجھپہ ہین اے انجمن کس درجہ افضالِ خدا — اندنون سرسبز ہے کیا تیرے مقصد کا چمن
خیرخواہ عام تیرا نام ہے زیبندہ تر — خیرخواہی کے تیرے قائل ہین سب اہل وطن
تونے اپنی خیرخواہی کا دیا ہے جو ثبوت — صفحۂ دل سے مٹیگا کسطرح اے انجمن
آٹھوان سالانہ جلسہ آج ہے یہ منعقد — کیسے کیسے جمع ہین افراد اہل علم و فن
شہر مین طاعون کی جسوقت آئی تھی بلا — آہ کس رنج و پریشانی مین تھے سب مرد و زن
شہر اپنا چھوڑ اکثر لوگ باہر جا بسے — آہ سارا شہر گویا بنگیا بیت الحزن
غمگساری قوم کی اسوقت جاری تجھہ سے تھی — کیسے استقلال و اطمینان کا تھا تیرا چلن
سعی و کوشش تونے کی سرکار مین جسکے طفیل — بعض طاعونی قواعد کے گھٹے رنج و محن
تونے ہی چندہ کیا اموات غربا کیلئے — تیری ہی تائید سے انکو ملا گور و کفن
عام تھا یہ فیض تیرا سب محلون کے لئے — لب پہ ہر یک کے روان ممنونیت کے تھے سخن
صدر تیرے یعنی کے عبد المجید نیک خو — گویا روح انجمن ہین انجمن مثل بدن
معتمد ہین تیرے جو سلطان محی الدین نام — قابل تحسین ہین انکے کارہائے انجمن
اللہ اللہ تیرے جو چندہ دہندہ لوگ ہین — پائینگے کیا کیا جزا نزد خداوند زمن
مدرسہ نسوان کا جو تیری نگرانی مین ہے — سب سے اعلیٰ سب سے افضل کام ہے سرو علن
آج تیرے معتمد نے جو سنائی ہے رپورٹ — مدرسہ کا حال سب اس سے عیان ہے من وعن
منتظم اسکے ہین حضرت مولوی عبد المجید — اسکے نظم و نسق مین ساعی ہین وہ با جان و تن
ساری اصلاح و ترقی مدرسہ کی انُ سے ہے — کم ہے انکا شکر جتنا کیجیے ای انجمن
حالت تعلیم کیسی ہے وہ آکر دیکھہ لین — دیکھنے کی ہے تمنا جنکے دل مین جوش تن
مدرسے کی ہو رہی ہے فکر اب تعمیر کی — تیرے قبضہ مین ہے اسکا کام سب اے انجمن
سنگ بنیاد اسکا رکھوایا ہے تونے شوق سے — تھے شریک جلسہ کیسے کیسے افراد زمن
خاصکر تشریف لائے تھے جو شہ عبد اللطیف — کیون نہ فخر و ناز کا باعث ہوا اے احباب من

مدرسہ کہتا ہے ہردم بازبان حال اب
کیجئے چشم عطا اے صاحبان مقتدر
تم ہو گر ابر بہاری صورت گلشن ہون مین
گر وطن مثل صدف ہے مین ہون یک دُرِ یتیم
فرقۂ نسوان مین تعلیم پھیلاتا ہون مین
اب دُعا کرتا ہون مین میری دعا کو یا خدا
مدرسہ اور انجمن قایم رہے یارب مدام
مدرسہ اور انجمن گویا ہین دونون مہر و ماہ
سرپرست انکے معاون انکے جتنے ہین تمام
یا الٰہی کیون نہ تکمیل عمارت جلد ہو

مالدار و ہو توجہ آپ کی جلوہ فگن
آب حیوان تم اگر ہو مین ہون یک تشنہ دہن
تم سے رونق ہے وطن کی مجھ سے ہے شان وطن
گر وطن مثل یمن ہے مین ہون یک لعل یمن
بیگمان مین ہون جہالت کے وطن کا بیخ کن
جلد پہنا دیجئے مقبولیت کا پیرہن
دور رکھ اسکو حوادث سے نہ پہنچے کہن
یا الٰہی تو کبھی انکو نہ لگنے دے گہن
دین و دنیا مین رہین دل شاد بروجہ حسن
گر ذرا سا فضل تیرا اسپہ ہو پرتو فگن

لطف کیا اہل تکلف کو ملے اے بادشاہ
بے تکلف بے تصنع ہے ترا ہر یک سخن

یہ نظم جلسہ افتتاح مکان انجمن خیر خواہ عام گونڈپور واقع و امباڑی کیلئے لکھی گئی منعقدہ ۵ راگست سنہ ۱۹۰۹ء

خدا کا شکر زبان سے ہمارے کب ہو ادا
خدا کی نعمتین بیحد ہین ان مین عمدہ تر
ہے اتفاق یہ ہی کل جہان کا دار و مدار
ہے اتفاق ہی ہر سلطنت کی روح روان
ہے اتفاق سے دشمن پہ ہمکو فتح و ظفر
ہے اتفاق پیمبر کی شرع کا فرمان
نہ ہوتا نفع اگر اتفاق مین کوئی
سنو! نماز جماعت یہ اور حج کا سفر

مجال کیا ہے ہماری ہمارا حوصلہ کیا
ہے اتفاق کی نعمت یہ شک نہین اصلا
ہے اتفاق سے ہر امر دین و دنیا کا
ہے اتفاق تجارت کا عمدہ سرمایہ
ہے اتفاق سے دنیا مین دوستی کا مزا
ہے اتفاق مین پنہان یقین خدا کی رضا
نہ ہوتے اس مین جو موجود خوبیان صدہا
نہ کرتا فرض کبھی ہم پہ خالق یکتا

بیان ہو ہم سے کہان اتفاق کی تعریف
سمند خامہ یہان اپنا چل نہین سکتا

یہ انجمن ہے ہماری جو خیر خواہ عام
ہے اتفاق کی کیا شان اسمین جلوہ فزا

جو خیر خواہیان کین قوم کی ادا اس نے
رپورٹ سننے سے ظاہر ہے ماجرا سارا

مکان خاص نہ تہا بہر انجمن کوئی
خدا کے فضل سے وہ مدعا بھی بر آیا

مکان لیا گیا ترمیم بھی ہوئی عمدہ
ہے افتتاح مکان کا یہ پُر طرب جلسہ

وہ کس کا دل جو مسرت سے باغ باغ نہین
زبان پہ کس کے نہین آج مرحبا کی صدا

جنہون نے شوق سے چندہ دیا ہے بہر مکان
جنہون نے کین پئے ترمیم محنتین کیا کیا

ہر ایک شخص کا ہے شکریہ ہمین لازم
تمام آفرین تحسین کے مستحق ہین بجا

ہمارا دل ہے فقط ایک دلربا ہین بہت
یہ کسکو دیجئے کسکو بھلا نہ دیجیئےگا

الہی ارض و سما کا قیام ہو جبتک
چمن جہان کا یہ جبتک رہے پھلا پھولا

اور اس چمن مین ہو جبتک یہ حسن و رعنائی
گلون مین تازگی غنچون مین بو ثمر مین مزا

زبان حال سے سوسن ہو مدح خوان جبتک
نگاہبان رہے جبتک یہ نرگس شہلا

الہی کیجئے اس انجمن پہ لطف و کرم
عروج پر ہو ترقی کی شان صبح و مسا

تمام اسکے اراکین و عہدہ دارون کو
ہمیشہ خرم و خرسند رکھہ خدا وندا

معاونین کے دل مین دے اور بھی توفیق
وہ انجمن کے رہین دل سے والہ و شیدا

دعا قبول ہو اپنی طفیل شاہ رسل
امام ہر دو سرا و شفیع روز جزا

قلم کو روک لے اے بادشاہ ہیچمدان
نبی کے روح مطہر پہ پڑھیے صلِّ علیٰ

یہ منظوم اپیل مدرسۂ نسوان انجمن خیر خواہ عام گونڈہ پور واقع وانمباڑی کیلئے لکہی گئی

لے بزرگان قوم نیک خصال
عرض میری ہے با زبان حال

مجہہ سے واقف نہین ہے کون یہان
نام میرا ہے مدرسۂ نسوان

انجمن ہے جو خیر خواہِ عام
سرپرستی ہے اسکی مجھپہ مدام

ہان اسی نے کیا بنا مجھکو
کیسے الطاف سے رکھا مجھکو

فکر نسوان کی بناہ کی ہے
عمر میری اٹھارہ ماہ کی ہے

میری اس کمسنی پہ غور کرو
کامیابی جو کچھ ہوی دیکھو

جلسہ امتحان مین تھے جو شریک
ان سے سن لیجے میری حالت ٹھیک

وصف غیرون کے منھ سے ہے خوشتر
میری تعریف مین کرون کیونکر

ہنین مجھکو ہے کبر اور نخوت
مجھپہ اللہ کی ہے یہ منت

فضل سے اسکے کیا بڑی ہے بات
ہون جو شائستہ سارے مستورات

علم و اخلاق سب مین ہو معمور
جہل و ناواقفی ہو یکسر دور

این مراتب کہ دیدۂ جزوی است
کارکلی ہنوز در قدر است

اندنون تم نے از وفور عطا
میری تعمیر کا دیا چندہ

چندہ گرہو قلیل کیا ہے غم
ہے کشادہ تمہارا دست کرم

مجھکو حاصل ہو تم سے نفع کثیر
ہوگی پوری ضرورت تعمیر

دیکھون اپنا جو مین جدید مکان
اپنی قسمت پہ مین رہون نازان

کون ہے جز تمہارے میرا کفیل
پیش کرتا ہون مین یہ اپنی اپیل

جیسی لڑکون پہ ہے تمہاری نگاہ
لڑکیون پر بھی لطف ہو دلخواہ

پھیلتے ہوا دہر گل اور ثمر
باغبانو نظر ہو کچھ تو ادہر

حق نے تم کو دیا ہے فہم و ذکا
طول گوئی کی ہے ضرورت کیا

ہوگئی ختم داستان اپنی
بادشہ روک لے زبان اپنی

یہ نظم مدرسہ نسوان انجمن خیر خواہ عام گوئندپور واقع و امنباڑی کیلیے لکھی گئی اور پہلے سالانہ رپورٹ مین طبع ہوی

شکر اور صد شکر ہے اے خالق جن وبشر
کارنامہ سال بھر کا آج جو شائع ہوا
انجمن یون تو فرائض اپنے کرتی تھی ادا
جسقدر لڑکون کی ہے تعلیم کا ہمکو خیال
مرد وعورت گویا دو حصے ہین یک انسان کے
مقتضائے خیر خواہی یہ نہین ہرگز نہین
حد معین ہے مگر تعلیم نسوان کے لئے
خال جو حد سے بڑھادہ ہو گیا آخر ما
آفرین صد آفرین اے ممبران انجمن
اب تمہارا غنچۂ مقصد شگفتہ ہو گیا
این مراتب آنچہ دیدی ہست جزوی بیگمان
کیا نہ کچھ پائینگے تم اللہ سے اجر و ثواب
گو کہ سرمایہ و چندہ کم ہے لیکن ہے امید
ایکدن اس مدرسہ کی قدر و وقعت ہو زیاد
کسطرح مایوس ہم اللہ کے رحمت سے ہون
یاالٰہی انجمن کے مدرسہ پر روز و شب
تو اگر چاہے تو ذرہ کو بناوے آفتاب
ممبرون کے کام مین اخلاص دے یارب مدام
چندہ وسرمایہ کی تائید جن لوگون نے کی
دین و دنیا کے مقاصد انکے بر آئین تمام

مدرسہ کے عمر کا یک سال گزرا خوبتر
مرحبا صد مرحبا تھے ہم اسی کے منتظر
لیک ہے اس سال کچھ اسکی ترقی بیشتر
آہ متوجہ نہین ہم لڑکیون پر اسقدر
ہے یہی انصاف دو حصے کی بھی لین ہم خبر
دیکھین یک حصہ کو ہم اور چھوڑدین حصہ دگر
حد سے متجاوز اگر ہو جائے بیشک ہے ضرر
خلق مین کیا خوب یہ ضرب المثل ہے مشتہر
سعی وکوشش نے تمہاری خوب دکھلایا ثمر
اب تمہارے نخل ہمت مین لگا تازہ ثمر
اے برادر کار کلی ہست پنہان در قدر
مدرسہ کے رہتے ہو تائید مین بستہ کمر
ہو گا دست انجمن یک روز پُر از سیم و زر
ایکدن یہ انجمن عالم مین ہو گی نامور
آیۂ لاتقنطوا پڑھتے ہین جب شام وسحر
چاہیئے تیرا کرم تیری عنایت کی نظر
تو اگر چاہے تو قطرہ ہو گا دریا سربسر
انکی ہمت کو بڑھا دے انکی محنت چیز کر
دے جزائے نیک انکو اے خدائے بحر و بر
ہو زیادہ عمر و دولت جاہ و ثروت کرو فر

تا کجا طول سخن اے بادشاہ خستہ جان

نظم اچھی ہے وہی جو ہو مفید و مختصر

یہ نظم جلسہ افتتاح تعمیر مدرسہ نسوان گوبند پور واقع وانمباڑی منعقدہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

آج کرتے ہین ادا ہم شکر خالق بار بار — آج باغ آرزو مین آگئی فصل بہار
صورت گل آج یک عالم شگفتہ طبع ہے — بلبل دل کے ہین نغمے آج بیحد و شمار
آج ہر یک کی زبان ہے محو تحسین و دعا — آج ہر دل شاہد مقصود سے ہے ہمکنار
جلوہ اس کا آج خالق نے ہمین دکھلادیا — واسطے جسکے تھی وا ہر وقت چشم انتظار
قصد ہے تعمیر ہو اب مدرسہ نسوان کا — سنگ بنیاد آج ہے رکھا گیا باصد وقار
ہین فراہم آج کیسے کیسے علمائے زمن — شہر کے موجود کیسے عمدگان ہین نامدار
ایک سے یک لائق و فائق یہان موجود ہین — ذی لیاقت ذی وجاہت ذی کرم ذی اقتدار
انکے ہاتھون سے ہوا ہے یہ مبارک کام آج — باعث برکت ہے ہمکو موجب صد افتخار
انجمن یہ خیر خواہ عام جس کا نام ہے — خیرخواہی جسکی ہے کالشمس فی نصف النہار
انجمن کی کوشش و ہمت کا ہے سارا طفیل — انتظامی خوبیان جسکی ہین ہر جا آشکار
کام ہے اتنا بڑا مقدار چندہ ہے قلیل — یا خدا تیرے بھروسے پر ہے سب دارومدار
مالدارونکو الٰہی دیجیے توفیق مدد — ہو نظر انکی عنایت کی تو پھر بیڑا ہے پار
خیر جاری جسکو کہتے ہین وہی یہ کام ہے — اس سے بڑھکر اور کیا دنیا مین ہوگی یادگار
جیتے جی نیکی جو کچھ کرنا ہے کرلو دوستو — چند روزہ ہے یہ دنیا عمر ہے ناپائدار
کون ہے جو راہی ملک بقا ہوتا نہین — اس سفر کے واسطے توشہ تو کچھ ہو برقرار
جیسا لڑکون کی تمہین تعلیم پر ہے التفات — لڑکیون کے حال پر ہوجائین یون ہی غمگسار
مرد عورت گویا دو حصے ہین یک انسان کے — ہمکو دونو پر توجہ چاہیے لیل و نہار
ایک حصے پر ہون مائل چھوڑ دین حصہ دگر — عقل اور انصاف ہین خواہان نہ اسکے زینہار
یا الٰہی انجمن کی دیجیے ہمت بڑھا — عزم و استقلال مین رکھہ اسکو دائم استوار

اسکے سب دشواریون کو کردے آسان اے خدا | اسکو ہر یک امر مین کر کامیاب و کامگار
آیۂ لا تقنطوا آئی ہے جب قرآن مین | کسطرح مایوس ہو یہ انجمن امیدوار
شادمان ہو دل خنک آنکھین ہون یارب جلد تر | مدرسہ کی ہمکو دکھلادے عمارت شاندار
انجمن کا بس یہی مقصد ہے اے رب کریم | انجمن ہے بس اسی مطلب کی بابت سے خواستگار
انجمن کی یہ دعا مقبول کر مقبول کر | از برائے مصطفےٰ و آل و اصحاب کبار

نظم اپنی ختم کر اے بادشاہ خستہ جان
کیا عجب گر دے اثر تیرے سخن مین کردگار

یہ نظم معطیان چندۂ مدرسۂ نسوان کے شکریہ مین لکھی گئی جنھون نے سالانہ جلسہ انجمن خیرخواہ عام گوندپور واقع
والمباڑی منعقدۂ ۳۱ جنوری ۱۹۱۵ء مین اپنا عطیہ دیا

اے واہ تری قسمت اے مدرسۂ نسوان | اب تیری ترقی کا کس درجہ ہوا سامان
بے جان تہا تو گویا اب جان پڑی تجھہ مین | تو مثل بیابان تہا اب بنگیا یک بستان
تو ننہا سا پودا تہا سرسبز شجر ہے اب | تو چھوٹا سا چشمہ تہا اب بحر ہے بے پایان
معلوم تہا یہ کسکو یون چندہ فزون ہوگا | کسکو تھی خبر اسکی یون سب ہین ترے خواہان
کوشش سے کسی کے یہ مقصد نہین برآیا | ناگاہ خدا کا اب تجھپر یہ ہوا احسان
سب فضل اسی کا ہے سب اسکی عنایت ہے | ہم کیا ہین ہمارا ہے کیا حوصلہ کیا امکان
دیتا نہ اگر تیری الفت کو اگر دل مین | یون دست کرم سب کا کب ہوتا گہر افشان
تعمیر کی خواہش تھی سرمایہ کی حاجت تھی | حاصل ہوے دونون ہی مقصود ہین یکسان
کس نیت خالص سے اور کیسے کھلے دل سے | چندہ کی رقم سب نے لکھی ہے بصد ارمان
اے قومی جوانمردو! اے قوم کے ہمدردو! | کیا کیا نہ جزا دیگا محشر مین تمھین یزدان
اس دینی حمایت پر اس جرأت و ہمت پر | شاباش و جزاک اللہ ہم کیون نہ کہین ہر آن
تم شرع کے مفتون ہو تم دین کے شیدا ہو | تم قوم کے حامی ہو ہے تم پہ وطن نازان

مداح تمہاری ہے ہر وقت زبان سب کی
کیا شکر گزاری مین مصروف ہین دل اور جان

مسرور موافق ہین حیران مخالف ہین
وہ انکے لئے زیبا یہ ان کے لئے شایان

کرتا ہے دعا ہر دم یہ **بادشہ** عاصی
یارب مجھے دنیا سے لیجائیے با ایمان

دیگر

کر شکر خدا ہر آن اے مدرسۂ نسوان
کیا تجھپہ ہوا احسان لے مدرسۂ نسوان

نیّر تیری قسمت کا کس اوج پہ ہے آیا
عالم ہو نہ کیون رخشان لے مدرسۂ نسوان

تعمیر معطل تہی چند روز سے جو تیری
اب اسکا ہوا سامان لے مدرسۂ نسوان

یک مرد خدا نے اب ذی جود و عطا نے اب
مشکل کو کیا آسان اے مدرسۂ نسوان

لیس عبد اللطیف اسکا کیا نام ہے فرخندہ
کیا عمدہ ہے وہ انسان اے مدرسۂ نسوان

منظور کیا بنکر تعمیر کا ذمہ دار
خالق ہو نہ کیون شادان اے مدرسۂ نسوان

شاباش ہے ہمت پر تحسین ہے جرأت پر
نکلا ہے ترا ارمان اے مدرسۂ نسوان

ممنون ہین ہم اسکے مرہون ہین ہم اسکے
ہم اسکے دعاگو یان اے مدرسۂ نسوان

کیا کیا نہ جزا حق سے وہ روز جزا پائے
خوش ہوگا وہ بے پایان اے مدرسۂ نسوان

ہمدرد ہے وہ تیرا غمخوار ہے وہ سچا
ہے تیرا محب ذیشان اے مدرسۂ نسوان

یہ **بادشہ** عاصی رکھتا ہے ولا تیری
ہے دل سے ترا خواہان لے مدرسۂ نسوان

یہ نظم مدرسۂ مذکور کیلئے لکھی گئی اور جلسۂ تقسیم انعامات منعقدہ ۱۳ ر نومبر سنہ ۱۹۱۱ء مین ایک لڑکی نے پڑھی

ہر ایک دل کا پیارا یہ مدرسہ ہمارا
آنکھون کا اپنے تارا یہ مدرسہ ہمارا

دنیا کی خوبیون کا عقبیٰ کی لذتون کا
رستہ دکھانے ہارا یہ مدرسہ ہمارا

طلبہ ہین ہم اسیکے شیدا ہین ہم اسیکے
ہم کو دیا سہارا یہ مدرسہ ہمارا
منت ہے انجمن کی شفقت ہے انجمن کی
ہے جس سے آشکارا یہ مدرسہ ہمارا
تشریف لائے ہین اب ذیجاہ بیبیان سب
ہے قابل نظارا یہ مدرسہ ہمارا
انعام کا یہ جلسہ کس شان سے منعقد ہے
دیکھو ذرا خدارا یہ مدرسہ ہمارا
جز علم چیز کوئی دنیا مین کب ہے اچھی
کرتا ہے یون اشارا یہ مدرسہ ہمارا
قائم رہے الہٰی دائم رہے الہٰی
یہ مدرسہ ہمارا یہ مدرسہ ہمارا

اے **بادشاہ** کیسی تم نے یہ نظم لکھی
ممنون ہے تمہارا یہ مدرسہ ہمارا

یہ مثنوی ترغیب چندۂ مظلومان جنگ بلقان کیلئے سنہ ۱۹۱۳ع مین لکھی گئی۔

آج اے قوم کے بھائی بہنو
جنگ بلقان کا احوال سنو
سیکڑون جام شہادت ہین پیے
سیکڑون زخمی و مجروح ہوے
سیکڑون طفل ہوے آہ یتیم
جنکے غم سے یہ کلیجہ ہے دو نیم
زخم سے آہ سسکتا ہے کوئی
درد کے مارے تڑپتا ہے کوئی
بیکسی پر کوئی اپنے نالان
بھوک سے کوئی پریشان ہر آن
کیا کہین تم سے مصیبت انکی
قابل رحم ہے حالت انکی
جان دینی ہے اگر تم کو محال
اس گران شئی کے عوض دیجئے مال
نہ کرین ان سے اگر ہمدردی
پھر مسلمانی ہماری کیسی
بھائیون سے جو رہین ہم انجان
کیا ہین ہم کیا ہے ہمارا ایمان
زخمیون کے لئے تم چندہ دو
بیوگون کے لئے تم چندہ دو

ہے دعا تجھسے اے رب عزت
بادشہ روم کے پائین نصرت

یہ غزل مشاعرہ وانمباڑی کیلئے لکھی گئی اور رسالہ تعلیم وانمباڑی مین شائع ہوی

مصرع طرح "ابھی سوتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا"

چلے خنجر بہ خنجر یون ہی اسپر قوم کے غم کا
ہمارا زخم دل ہرگز نہ ہو مشتاق مرہم کا

نہ قائم ہے خوشی کوئی، دائم سلسلہ غم کا
تغیر ہے عجب اس عالم ہستی کے عالم کا

خجالت سے گناہون کے جو نکلین چشم سے آنسو
مقابل انکے رتبہ ہے نہ کوثر کا نہ زمزم کا

کدھر ہے اتفاق قوم تو جلوہ دکھا اپنا
رہے کبتک دلون مین جوش تیرے خیر مقدم کا

ہے جس جا علم کا چرچا جہالت کب ہے باقی
چمک ادیکھے جو سورج نام مٹ جاتا ہے شبنم کا

بناکر کے حجازی ریلوے ہم پر کیا احسان
ہر یک مومن کا دل ممنون ہے سلطان المعظم کا

مچایا شور اے بنگالیو بے وجہ کیون تم نے
فقط ہے زور تمکو علم کا دینار و درہم کا

ندا یہ صبح محشر خفتگان قبر پر ہوگی
ابھی سوتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا

کرو کچھ فکر عقبیٰ **بادشہ** غفلت نہین اچھی
نہین معلوم دم اس جسم مین مہمان ہے کسدم کا

یہ غزل بھی مشاعرہ مذکور کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح "اُس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے"

گر بیان قوم کی پر درد کہانی ہو جائے
کیا عجب ہے کہ دل سنگ بھی پانی ہو جائے

قوم کی ہم سے اگر نفع رسانی ہو جائے
دونون عالم مین سعادت کی نشانی ہو جائے

قوم کی دھن نہو جس سر مین وہ سر ہو پامال
درد اس کا نہو جس دل مین وہ فانی ہو جائے

کھینچون اے قوم تنزل کا جو تیرے نقشہ
مثل تصویر کے حیران ابھی مانی ہو جائے

ہو گئے ہم اور بھی عالم کی نگاہون مین سبک
قومی الفت کی اگر یون ہی گرانی ہو جائے

شاعرو غم مین بتون کے تو بہت ہی روئے
اب غم قوم مین کچھ اشک فشانی ہو جائے

وقت آجائے مصیبت کا اگر انسان پر
غیر کیا دوست بھی خود دشمن جانی ہو جائے

بگڑی بگھتی ہم مین ہو پیدا یا رب
جلدآب جہل وتعصب کی روانی ہو جائے
غافلو! لطف ملے تمکو سخن مین میرے
غافلو! خوب تمہین یاد دہانی ہو جائے
طبع مین یون ہی اگر ذوق سخن ہو باقی
میری پیری پہ فدا عہد جوانی ہو جائے

بادشہ قید ہے زندانِ الم مین لیکن
اس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے

مندرجہ ذیل غزلین قومی مشاعرہ اردو سوسائٹی مدراس کیلئے لکھی گئین اور رسالہ ترقی تجارت مین شائع ہوئین

مصرع طرح جو مومن ہو گیا وہ دوسرے مومن کا بھائی ہے

مروت ہے نہ ہمدردی نہ آپس مین صفائی ہے
ہماری قوم کی حالت پہ غیرونکی ہنسائی ہے
اگر اتنا ہی سمجھین ہر طرح اپنی بھلائی ہے
جو مومن ہو گیا وہ دوسرے مومن کا بھائی ہے
اور ہر علم و ہنر اور مال و زر ہے غیر قومون مین
اور ہر جہل و تعصب تنگدستی ہے گدائی ہے
خلف کہلاتے ہین لیکن سراسر ناخلف ہم ہین
سلف کے کارنامونکی عبث مدحت سرائی ہے
نہ عزت کی تمنا ہے نہ ذلت کی ہے کچھ پروا
ہماری قوم کی کیا حیثیت حق نے بنائی ہے
نہین تعلیم مذہب پھر بتاؤ کس کی گنتی مین
بخاری ترمذی ہے ابن ماجہ ہے نسائی ہے
محبت قوم کی گر ہے کرین کچھ کرکے دکھلائین
زبانی یون تو ہر یک قوم کا اپنی فدائی ہے
ہمین دین اور دنیا گویا دونون طفل توام ہین
غلط ہے گر یہ ہم سمجھین کہ دونوئین جدائی ہے
ضرر دنیا کا گر ہو دین کا اسکو ضرر سمجھو
جو نفع دین ہے دنیا کی خود ہمین بھلائی ہے
مسلمان ہے وہی جامع رہے جو دین و دنیا کا
یہی راہ نبی راہ رضائے کبریائی ہے
کرو مت دین کی پروا رہو بدمست دنیا مین
ضلالت کی یہ پٹی ہمکو شیطان نے پڑھائی ہے
نہ ہوتا دین تو دنیا نہ باقی خلعت ہستی
طفیل دین ہی دنیا نے یہ رنگت جمائی ہے
کرین گر دین کو ہم ترک سمجھو سخت تر اس مین
برائی ہے برائی ہے برائی ہے برائی ہے

نہ کیجے **بادشہ** تم قوم کے اصلاح کا دعوی

بڑی ہے بات چھوٹا منھہ یہ کیا جی مین سمائی ہے

مصرع طرح "ہم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چھوڑ دیا"

مال و زر چھوڑ دیا عزو وقر چھوڑ دیا
ہم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چھوڑ دیا

ہم نے خالق کا ادہر خوف و خطر چھوڑ دیا
قوم کی ہم کو ترقی نے ادہر چھوڑ دیا

نیکیان چھوڑ کے ہم ہو گئے پابند گناہ
سنگریزونکو لیا لعل و گہر چھوڑ دیا

جز ترے در کے ملا ہے نہ ملیگا کچھ بھی
یا خدا ہم نے ہر یک غیر کا در چھوڑ دیا

قومی الفت تو کجا خانگی الفت بھی نہین
بھائی کو بھائی پدر کو ہے پسر چھوڑ دیا

راستی گم ہوی جب اپنی زبان سے ای قوم
ہائے افسوس زبان نے بھی اثر چھوڑ دیا

قومی الفت کو جہان جا ہے وہان رہنے دو
واسطے اسکے دل و جان و جگر چھوڑ دیا

نیک اخلاق ہون جس مین وہ ہے اعلی انسان
دل وہی عمدہ ہے جو فتنہ و شر چھوڑ دیا

مست دنیا مین رہے حشر سے غافل ہوکر
مبتدا ہم نے لیا پاس خبر چھوڑ دیا

مبتلا راحت دنیا مین ہوا جو انسان
سخت خطرہ مین وہ عقبی کا سفر چھوڑ دیا

جہل جس دل سے ہے مفقود تعصب ہے وہان
آگ کو سرد کیا ہم نے شرر چھوڑ دیا

لاکھ سیکھے کوئی دنیا کے علوم اور فنون
فائدہ کچھ نہین گر فن سیر چھوڑ دیا

استعارہ ہے نہ تشبیہ سخن مین مطلق
بادشہ لطف سخن تم نے مگر چھوڑ دیا

مصرع طرح "ہے گھٹا ادبار کی چارون طرف چھائی ہوئی"

مثل گیسو قوم کی قسمت ہے بل کھائی ہوی
ہے گھٹا ادبار کی چارون طرف چھائی ہوئی

ہے ادہر قومی تنزل کی بلا آئی ہوئی
اور ترقی ہے ادہر غیرون مین اترائی ہوئی

رنگ یون جہل و تعصب کا ہمارے بڑھ گیا
ہم تماشا بن گئے خلقت تماشائی ہوئی

ہے روان یون باغ عالم مین جہالت کا سموم
قوم کے دل کی کلی ہے سخت مرجھائی ہوئی

دین و دنیا کے فوائد پائینگے کیا خاک ہم
اپنے ذاتی کام سے حاصل جو اطمینان ہے
قومیت کہتے ہین کسکو قوم کا مفہوم کیا
کہنے کہتے ناصحان قوم سارے تہک گئے
ہیچ ہے میری نظر مین ماسوی اللہ کا وجود
کامیابی ہمکو ہر مقصد مین بالکل سہل ہے

ہم مین جب نا اتفاقی ہے جگہہ پائی ہوی
ہے طبیعت قومی ہمدردی سے گھبرائی ہوی
بس ہے اتنی بھی اگر ہمکو شناسائی ہوی
خود نصیحت رہتی ہے اب ہم سے شرمائی ہوی
دل مین جب پیوست یارب تیری یکتائی ہوی
فضل خالق کی اگر کچھہ جلوہ آرائی ہوی

قوم مانے یا نہ مانے ہے جز انزو خدا
بادشہ بے سود کب یہ خامہ فرسائی ہوی

مصرع طرح ”تبسم کرتے کرتے زخم خندان ہوتے جاتے ہین“

ترے احکام سے یارب جو انجان ہوتے جاتے ہین
ترقی ہے ادہر اغیار شادان ہوتے جاتے ہین
نظر آتی نہین ہے قوم کی اصلاح کی امید
فرنگ والونکا قبضہ ہے ادہر ملک حرا کو پر
خدا حافظ ہے اسلامی ممالک کا کہ سب اعدا
جو شیر نر تھے ان روزون وہ گویا بنگئے روباہ
عدو کی تیغ ہے گل گیر ہم ہین شمع کے مانند
ہوا ہے رشک اب یوروپ کو بھی انکی ترقی سے
صفائی قوم کے دلمین نہین جب دیکھتے ہین ہم
چمن مین سربلندی شاخ گل کی جب نظر آئی

ہمیشہ اُنپہ غالب نفس و شیطان ہوتے جاتے ہین
تنزل مین ادہر غلطان مسلمان ہوتے جاتے ہین
ہماری آرزوئین یاس و حرمان ہوتے جاتے ہین
ادہر مغلوب و عاجز اہل ایران ہوتے جاتے ہین
ہماری ذلت و خواری کے خواہان ہوتے جاتے ہین
جو تھے روباہ وہ شیر نیستان ہوتے جاتے ہین
کٹے سر لاکھہ بھی ہم اور رخشان ہوتے جاتے ہین
ہنر مین فن مین یکتا اہل جاپان ہوتے جاتے ہین
مثال آئینہ ہر وقت حیران ہوتے جاتے ہین
مثال غنچہ ہم سر در گریبان ہوتے جاتے ہین

زمانے مین نہین قدر سخن اے بادشہ باقی
عبث ہے ہم سخن پر اپنے نازان ہوتے جاتے ہین

مصرع طرح "یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے"

بلقان کی جنگ ہوتی ہے جرأت کا وقت ہے — یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے
وہ اور ہین جو کہتے ہین ذلت کا وقت ہے — ہم تو بھی کہینگے سعادت کا وقت ہے
سستی کا وقت ہے نہ کہالت کا وقت ہے — چندہ کرو عطا یہی ہمت کا وقت ہے
مارین تو غازی اور مرین تو شہید ہین — کیا اس سے بڑہ کے خوبئ قسمت کا وقت ہے
جنت یہ کہہ رہی ہے شہیدان ترک سے — مین منتظر ہون آؤ یہ راحت کا وقت ہے
صدہا یتیم و بیوہ ہین مجروح سیکڑون — ترکون پہ آہ کیسی مصیبت کا وقت ہے
امداد غیر قوم سے ہو ہم رہین خموش — غیرت کا وقت ہے یہی عبرت کا وقت ہے
ترکی برادرونکی نہ تائید ہو جو آج — فردا ہمارے واسطے حسرت کا وقت ہے
چندہ جو ایک دینگے تو ستر کا ہے ثواب — حسنات لوٹ لو یہ غنیمت کا وقت ہے
ترک اپنی جان دیتے ہین ہم مال بھی نہ دین — راہِ خدا مین آہ یہ غفلت کا وقت ہے

ممکن نہین ہے ضبط ہو اظہار درد دل
اے **بادشاہ** جوش طبیعت کا وقت ہے

مصرع طرح "آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا"

دشمن ہو لاکھ بھی تو اے آسمان ہمارا — آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا
سچا ہمارا مذہب سچا بیان ہمارا — آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا
ہم شرک کے ہین دشمن توحید پر ہین قربان — آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا
ترپولی فتح گر ہو ایران بھی ہو مسخر — آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا
مست شراب وحدت کیونکر نہ اب رہین ہم — ہے میکدہ ہمارا پیر مغان ہمارا
صحرا کا ذرہ ذرہ گلشن کا پتا پتا — ہے ہمزبان ہمارا ہمداستان ہمارا
جس خون کو بہا کر ہم سرخ رو ہوئے تھے — ابتک وہی رگون مین ہے خون روان ہمارا

ہمت یہ کہہ رہی ہے جرأت سُنا رہی ہے — لیکر تو دیکھ لو اب تم امتحان ہمارا
تخت شہی پہ جبتک قائم ہے جارج پنجم — آزادی ہے ہماری امن و امان ہمارا
ہم ہین نثار اسپر وہ بھی فدا ہے ہمپر — ہندوستان کے ہم ہین ہندوستان ہمارا
اگلا وہ جوش قومی اب ہے کہان ہمارا — مغلوب ورنہ ہوتا سارا جہان ہمارا
نااتفاقیون سے برباد ہو گئے ہم — خود غرضیون نے لوٹا ہے کاروان ہمارا
کہتے ہین ہم بہت کچھ کرتے نہین ہین کچھ بھی — افسوس ہے یہ کیسا خواب گران ہمارا
اے قوم کی ترقی جز تیرے اور کیا ہے — مطلوب دل ہمارا مقصود جان ہمارا
اغراق اور غلو اور جدت نہین ہے اس مین — مرغوب شاعران ہو کیونکر بیان ہمارا

قومی جو کچھ ہو خدمت ای **بادشہ** غنیمت
تھمتا ہے کب سمند عمر روان ہمارا

مصرع طرح "یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے"

اعجاز مسیحائی ہر رنگ مین دکھلا دے — یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
یہ مردہ دلی اپنی باقی نہ رہے ہرگز — یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
سب حرص و ہوا اپنے ہو جائین فنا جس سے — یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
بازار مین دنیا کے یارب ترا سودا دے — یوسف کی طبیعت دے دل شکل زلیخا دے
ہر کام مین ہر فن مین ہر بات مین ہر دل مین — تیرا ہی بھروسہ دے تیرا ہی سہارا دے
حورون سے نہ کچھ مطلب غلمان کی نہ کچھ حاجت — جنت مین بھی بس ہمکو تیرا ہی نظارا دے
کثرت مین بھی وحدت کا دیکھینگے تماشا ہم — پردہ جو دوئی کا ہے یارب یہ نکلوا دے
طاعت ہے ادہر ہم سے بخشش ہے ادہر تجھ سے — لینا ہے جو کچھ لیلے دینا ہے جو دلوا دے
قومی یہ چمن اپنا ہے خشک ہوا جاتا — تو ابر کرم یارب اب زور سے برسا دے
مانگین نہ اگر تجھ سے ہم کس سے بھلا مانگین — وہ کون ہے جز تیرے مقصود ہمارا دے

سیری نہ ہوی میری یثرب کی زیارت سے
یارب تو دوبارہ پھر وہ نعمت عظمیٰ دے

پیارا وہ نبی تیرا جس خاک پہ سوتا ہے
مشت تن خاکی یہ اس خاک مین دفنا دے

دیوانے نہین ہم جو مجنون سا بھٹک جائین
وان نجد کا صحرا تہا یان دشت مدینہ دے

دین اپنا رہے محکم دنیا مین رہین اچھے
توفیق بھی دے اچھی اخلاص بھی اچھا دے

مجرم ہین سراسر ہم بندے ہین مگر تیرے
جز تیرے کدہر جائین تو ہی ہمین بتلا دے

ہم خوار رہین کبتک اس غار تنزل مین
اگلا وہ عروج اپنا یارب ہمین دلوا دے

ای بادشہ عاصی حیرت کا ہے کیا موقع
کر نخل سخن تیرا عمدہ کوئی ثمرہ دے

یہ غزل مشاعرۂ حیدرآباد دکن کیلئے لکھی گئی جو حضرت فیضؒ کی مزار مقدس پر منعقد ہوا تہا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء مین شائع ہوی تھی

مصرع طرح "سیر جو ساحت دل مین ہے گلستان مین نہین"

نکہت مہر و محبت گل و ریحان مین نہین
سیر جو ساحت دل مین ہے گلستان مین نہین

یکدلی یکجہتی قوم مسلمان مین نہین
قوم کا درد بھی افسوس دل و جان مین نہین

جیسی پیچیدگیان قوم کے دلمین ہین نہان
سنبلستان مین نہین گیسوئے جانان مین نہین

باپ کو بیٹے سے اور بہائی کو بہائی سے عناد
ہے جو اس دور کی حالت کسی دوران مین نہین

نیر عقل کو خالق نے جو بخشا ہے فروغ
ماہ تابان مین نہین مہر درخشان مین نہین

قدر کب اہل وطن کی ہے وطن کے اندر
مصر مین رتبہ جو یوسفؑ کا تہا کنعان مین نہین

چشمۂ علم سے جو سیر ہین وہ کہتے ہین
ای خضر اسکا مزا چشمۂ حیوان مین نہین

کفر جس جا ہے وہان جہل ہے یکسر مفقود
اور یہان علم و ہنر صاحب ایمان مین نہین

سچ مین کہتا ہون مرضیان فلاکت کیلئے
جو اثر علم مین ہے وہ کسی دران مین نہین

مجھے معذور رکھین باغ سخن کے گلچین
پھول گر کذب و غلو کے مرے دامان مین نہین

بادشہ ہے وہی فخر سلاطین دکن
خوبیان کونسی محبوب علی خان مین نہین

تہنیت و خیر مقدم حکّام وقت و ہمدردان ملّت و فیاضان قوم

یہ غزل مشاعرۂ مدراس کیلیے لکھی گئی اور گلدستہ "خورشید مدراس" مین شائع ہوی

مصرع طرح "حضور خسرو عالی وقار قیصر جارج"

نہ رکھتا افسر شاہی جو اپنے سر پر جارج
چمکتا یون نہ مہ جون کا مقدر جارج

ہوا ہے قیصر ہندوستان مقرر جارج
تمام ہند مین چرچا یہی ہے گھر گھر جارج

مزا نمر مین گلون مین ہے جسطرح نکہت
نہان ہے یون تری الفت دلونکے اندر جارج

کرم مین عدل مین دولت مین جاہ و حشمت مین
تمام شاہونسے بڑھکر ہے تیرا نمبر جارج

ہر ایک دل ہے محبت کا تیرے آئینہ
نہ کیون کہین تجھے ہم غیرت سکندر جارج

نہ آیا ہند مین ابتک کوئی شہ انگلنڈ
ہوی ہے تجہسے یہ سبقت نہ ہے دلاور جارج

شرف ہو دید کا غیرونکو ہم رہین محروم
شکیب و صبر ہو مدراسیونکو کیونکر جارج

نہ کیون ہو رشک ہر یک ماہ کو ڈسمبر پر
دکہائیگا جو ڈسمبر مین روے انور جارج

ہے بادشہ کی دعا تا ابد رہے دلشاد
حضور خسرو عالی وقار قیصر جارج

یہ مثنوی جلسۂ سالگرہ ہز اکسلنسی لارڈ ہارڈنگ بہادر وایسرائے ہند کیلیئے لکھی گئی جو اردو سوسیٹی کی طرف سے مطبع مجز دکن مدراس مین منعقد ہوا تہا

آج یہ جلسہ ہوا ہے منعقد کس شان سے
اہل جلسہ جمع ہین کس شوق کس ارمان سے

جو غرض جلسہ کی ہے کرتا ہون تم پر آشکار
تم سنو رغبت سے اے میرے محبان ذیوقار

لارڈ ہارڈنگ ہین ہمارے ہند کے جو وایسرائے
دل مین ہم سب کے بنائی کیا انھون نے اپنی جائے

ہز مجسٹی جارج پنجم کی نیابت انکو ہے — قدر و عزت انکو ہر یک شان و شوکت انکو ہے

ذات مین انکی بہرا ہے وصف تالیف قلوب — انہی وہ ہر دلعزیزی کا مزا لیتے ہین خوب

جون کی یہ بیسوین انکی ولادت کا ہے روز — ہم رعایا کیلئے کیا کیا مسرت کا ہے روز

ہم مناتے ہین اسی کی آج یہ یکسر خوشی — اس خوشی کے ضمن مین حاصل ہوی دیگر خوشی

بمب جو پھینکا تہا دہلی مین عدو نے بر ملا — فضل سے اپنے خدا نے لیا انکو بچا

تم سے ان دونون خوشی کا آج کرتا ہون بیان — حظ وافر پاوگے اے سامعین نکتہ دان

یہ خوشی مثل صدف ہے وہ خوشی مثل گہر — یہ خوشی گویا شجر ہے وہ خوشی مثل ثمر

وہ خوشی مانند جان ہے یہ خوشی مثل بدن — یہ خوشی یک حاشیہ ہے وہ خوشی گویا متن

مثل زہرہ یہ خوشی ہے وہ خوشی ہے مشتری — ہر منجم بول اوٹھے سعدین اکبر ہے یہی

اجتماع دونون خوشی کا خوب دیتا ہے مزا — دل سے ہم سب کے نکلتی ہے ہمیشہ یہ دعا

خوش رہین خرم رہین دائم ہمارے ویسرائے — حفظ خالق مین رہین ہر دم ہمارے ویسرائے

ہوتی ہے اطفال کو تقسیم شیرینی وہان — ہم ہین مدح لارڈ صاحب مین یہان رطب اللسان

نظم اپنی ختم کر دے اور کہہ اے **بادشاہ**
جان و دل سے دولت برٹش کا ہون مین خیر خواہ

یہ نظم حضرت مولنا مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری پہلواری کے جلسہ وعظ مین انکے خیر مقدم مین بمقام ٹون ہال مدراس بتاریخ ۲۵ ڈسمبر ۱۹۱۲ء پڑہی گی —

مژدہ ہو تمکو اے اہل ایمان تشریف لائے ہین شہ سلیمان — علامۂ دین مشہور دوران تشریف لائے ہین شہ سلیمان

ہے دہوم سارے ہندوستان مین کیا کچھ اثر ہے انکے بیان مین — کیونکر نہ ہون ہم قسمت پہ نازان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

مدت سے ہمکو تہی انتظاری آرزو یہ نکلی ہماری — کس کا نہین دل مسرور و شادان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

گل موعظت کے ہم انسے لینگے دامان مقصد اپنا بہرینگے — ہونگے شگفتہ اپنے دل و جان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

آئی ہے گویا رحمت خدا کی نازل ہے ہمپر نعمت خدا کی — بیجا ہے ایسی نعمت کا کفران تشریف لائے ہین شہ سلیمان

ہم خوشہ چین یہ گویا ہین خرمن پروانے ہم ہین یہ شمع روشن
تشنہ ہین ہم یہ ہین آبحیوان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

گرد رہین ہم اسکے دوا ہین گر ہاس ہین ہم یہ مدعا ہین
ہم ہین صدف یہ ہین ابر نیسان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

ظاہر کرین کیا جوش عقیدت پورا ہو ہم سے کب حق خدمت
نہ ہیئے نہین ہین اب شوق وارمان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

راہ خدا کے رہبر یہی ہین علمائے دین کے افسر یہی ہین
جاری ہے انکا دریائے فیضان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

غافل گر انسے رہجائینگے ہم پچھتائینگے ہم پچھتائینگے ہم
قابو نہ ایسا کہوئین مسلمان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

توصیف کا حق کیونکر ادا ہو ای بادشہ کیا طاقت ہے تجھکو
لاؤن کہان سے الفاظ شایان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

یہ مثنوی جلسۂ الوداعی جناب سید جمال الدین صاحب افندی کیلیئے لکھی گئی جو سجادۂ درگاہ بغداد کے پوتے ہین

اے جمال الدین افندی مرشد والاصفات
منبع برکات ہے کیا آپکی فرخندہ ذات

ناز کرتی ہے سیادت خاندان پر آپ کے
منکشف اعزاز ہین سارے جہان پر آپ کے

آپ مخزن دہر مین فیضان روحانی کے ہو
بیگمان اولاد مین محبوب سبحانی کے ہو

روضۂ محبوب کے ہو آپ سجادہ نشین
آپ کے عز و شرف کا کون اب قائل نہین

حضرت محبوب سبحانی ولی محتشم
گردنین کل اولیا کی جسکے تہے زیر قدم

انبیا مین ہین معظم جسطرح خیر الورےٰ
اولیا مین اسطرح ہے مرتبہ محبوب کا

ای جمال الدین افندی مرشد روشن ضمیر
آپکے دام محبت نے کیا ہمکو اسیر

ہین سفیر دولت عثمانیہ جو نامدار
نام ہے عبد العزیز بادشہ عالی وقار

آپ ہین مہمان انکے وہ تمہارے میزبان
کیسے فائق میزبان ہین کیسے لائق میہمان

میزبان کو اپنے مہمان پر ہے ہر دم افتخار
میہمان خود میزبان کے مدح خوان ہین بار بار

پوچھنا کیا آپکے آنے سے جو عزت ملی
کیسی عزت گویا ہمکو یک بڑی دولت ملی

معتقد لوگونکی در پر آپکے رہتی ہے دہوم
شمع پر جسطرح رہتا ہے پتنگون کا ہجوم

حیف ہے مدت اقامت کی بہت ہی کم رہی
آپکے پند و مواعظ سے نہ کچھ سیری ہوی

کیا گلہ اسکا اگر مقصد نہین پورا ہوا
ہمکو جو مقصود تہا مقصود علی خان سے ملا

کون وہ مقصود علی خان؟ واعظ شیرین بیان
آپکے ہمراہ جو تشریف لائے ہین یہان

ہر سخن مقصود علی خان کا ہے بیشک پُراثر
کیا عجب پہنچین اگر ہم منزل مقصود پر

ای جمال الدین افندی ای معارف دستگاہ
کیجیے ہم مدراسیون پر لطف کی اپنی نگاہ

بلدۂ مدراس سے ہے کل جو رخصت آپکی
آہ! کیا کیا رنج دیگی ہمکو فرقت آپ کی

آہ! کسدن پھر زیارت آپکی پائینگے ہم
آہ! کیونکر اس دلِ مضطر کو سمجہائینگے ہم

آہ! کیونکر دور ہوگا دل سے یہ دردِ فراق
آہ! کیونکر ضبط ہوگا اپنا جوشِ اشتیاق

تا کجا ای بادشاہ خستہ جان طولِ کلام
نظم کو تم اپنے پہنا دو لباسِ اختتام

یہ نظم جناب مولٰنا الحاج مولوی غلام محمد صاحب شملوی کی مدحت مین محفل وعظ مسجد میمنان کوچہ آنڈرسن مدراس مین پڑہی گئی

اوج پر آتے نہ کیونکر عزوشان شملوی
جب خدائے پاک خود ہے مہربان شملوی

بڑہ گئے اب بڑہ گئے ہین دوستان شملوی
آج ہے مدراس سارا قدردان شملوی

آؤ آؤ تم ای مشتاقان قرآن وحدیث
لوٹ لو اب لوٹ لو لطف بیان شملوی

خوان نعمت کیا نصائح کا سجا ہے بزم مین
ہم ہین سارے آج گویا میہمان شملوی

گوہر مقصود سے بھر لیجیئے دامان دل
کیا کشادہ ہے زبان درفشان شملوی

ایسا عالم ایسا واعظ ایسا حقگو دیندار
ہم کو بتلا دے بہلا کوئی بسان شملوی

آنکھ سے دیکھین کب اسکو سنین اسکا بیان
واقعی معذور ہین ناواقفان شملوی

بلبلان ہین جسطرح مفتون گلہائے چمن
یون ہین وعظ شملوی پر شائقان شملوی

سب کرین پابندی حکم خدا حکم رسول
فی الحقیقت ہے یہ مقصود بیان شملوی

جو خریدار آیا وہ جاتا نہین خالی کبھی
خوب جنس وعظ کی ہے یہ دوکان شملوی

وصف ہے علمائے دین کا باعث اجر و ثواب
بادشہ دل سے نہ کیوں ہو مدح خوان مولوی

یہ نظم جلسہ خیر مقدم جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب بہادر بوالپسی جنگ بلقان مدراس کے لئے لکھی گئی
منعقدہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۴ عیسوی

مرحبا ہین قوم کے یہ کیسے پیارے ڈاکٹر
آج استنبول سے آئے ہمارے ڈاکٹر

کیا درخشان نام نامی ہے محمد اور حسین
فن طب کے چرخ پر تم ہو ستارے ڈاکٹر

کیون نہ نظارہ تمہارا باعث فرحت ہو آج
تم نے دیکھے ہین بہت جنگی نظارے ڈاکٹر

کون ہے وہ خدمت قومی کا جو قائل نہین
جان و دل سے ہم ہین سب ممنون تمہارے ڈاکٹر

بگڑے کامون کو تمہارے حق سنواریگا یقین
جیسے تم بگڑے مریضون کو سنوارے ڈاکٹر

تم نے وہ کار نمایان جنگ بلقان مین کئے
آفرین کرنے لگے ترکون کے سارے ڈاکٹر

اہل جلسہ یون تمہاری دید کے مشتاق ہین
جو طرف انگلی سے کرتے ہین اشارے ڈاکٹر

ہین غریق بحر الفت تم ہمارے قوم کے
قوم ہوگی کسطرح تم سے کنارے ڈاکٹر

کیون نہ پیش اپنا کرون تحفہ مبارکباد کا
قومی عزت کے بنے ہو تم سہارے ڈاکٹر

بادشہ کے لب پہ مصرع آرہا ہے باربار
آئے استنبول سے واپس ہمارے ڈاکٹر

یہ نظم یوروپ مین اشاعت اسلام کی کامیابی پر لکھی گئی مورخہ ۱۹ ارجولائی سنہ ۱۹۱۴ ع

یوروپ کو جا کے پہنچا قومی مشن ہمارا
اغیار پر اثر کیا ڈالا سخن ہمارا

سچا خدا ہمارا سچے حدیث و قرآن
سچا ہے وہ رسول آخر زمن ہمارا

اسلام کیون نہ لاتے فوراً لارڈ ہڈلے
خوش آیا ہر عقیدہ اور ہر چلن ہمارا

ہڈلے پہ منحصر کیا کوشش اگر ہو پوری
مذہب قبول لینگے کل مرد و زن ہمارا

تیغون کے نوک سے ہم جو کام لے رہے تھے
وہ کام کر رہے ہین اب علم و فن ہمارا

نااتفاقیون نے دولت ہماری کھوئی
ناچاقیون نے لوٹا سارا چمن ہمارا

اب بھی اگر ہم اپنی غفلت سے باز آئین
اعزاز پھر وہی ہو جلوہ فگن ہمارا

کرتے ہین جب اشاعت توحید حق کی دائم
ہم پر کرم کریگا وہ ذوالمنن ہمارا

مداح بادشہ کی کس طرح قوم ہوگی
شکوہ مین اسکے وا ہے ہر دم دہن ہمارا

یہ نظم بروقت تشریف آوری جناب رچرڈس صاحب بہادر کلکٹر ضلع شمالی آرکاٹ انجمن خیر خواہ عام گوینڈ پور واقع وانمباڑی کے مکان مین بتاریخ ۱۴ نومبر ۱۹۱۴ء پڑھی گئی

آیا ہے کیا معزز اب حکمران ہمارا
مسرور جان ہے اپنی دل شادمان ہمارا

نامی رچرڈ صاحب ذی عز و ذی وجاہت
ہے قدردان ہمارا اور مہربان ہمارا

قسمت چمک اوٹھی اس ناچیز انجمن کی
ہوگا بلند تر اب نام و نشان ہمارا

برٹش سے باوفا ہین جتنے کہ ہین مسلمان
ثابت قدم وفا مین ہے جاودان ہمارا

انگلنڈ و ترک مین اب ہے جنگ پولیٹکل
مذہب سے کیا تعلق یہ ہے گمان ہمارا

اب جارج امپرر یہ یارب رہے سلامت
اسکا کرم ہمیشہ ہو سائبان ہمارا

اس مثنوی مین جناب باگی صاحب صاحب بہادر چیرمین وانمباڑی میونسپالٹی کی تہنیت انجمن مذکور کے طرف سے ادا کی گئی ہے بتاریخ ۱۷ ڈسمبر ۱۹۱۴ء

شکر ہے صد شکر اے پروردگار
تیرے احسانات کا کب ہو شمار

تو نہ کرتا ہم پہ گر فضل و کرم
کامرانی کسطرح پاتے تھے ہم

باگی صاحب ہمارے ہمو طن
ہین میونسپالٹی کے چیرمن

عہدہ یہ سرکار سے انکو ملا
مستحق اسکے تھے وہ بالکل بجا

تجربہ مین فہم مین یکتا ہین وہ
عقل مین دانش مین بے ہمتا ہین وہ

آج یہ جلسہ مبارک باد کا
جان لین تا شہر کے سپیر وصبی
قوم کا یک فرد جب پاوے وقار
بانگی صاجورہین یا رب مدام
حکمت علمی بھی وہ ایسی کرین

منعقد اس واسطے ہم نے کیا
قدر یون کرتے ہین اپنی قوم کی
گویا سارے قوم کو ہے افتخار
صحت و آرام سے ہر صبح و شام
جس سے سرکار و رعایا خوش رہین

ختم کر اپنا سخن اے بادشاہ
تو ہے جان انجمن اے بادشاہ

اس نظم مین خان بہادر جناب ملنگ حیات بادشاہ صاحب بہادر کا سپاس نامہ انجمن مذکور کے طرف سے
ادا کیا گیا ہے بتاریخ ۷ جولائی ۱۹۱۵ء

تاجر ذی وقار ہو تم اے حیات بادشاہ
نیک صفات نیک دل نیک مزاج نیک خو
قوم کی خدمتین ادا تم نے کیئے ہین بیحساب
خان بہادری خطاب تمکو ملا بجا ملا
شک نہین اسمین کچھ ذرا بحر عطا و جود کے
جود و عطا کو دیکھکر کہتے ہین خادمان قوم
رنگ سے بو سے جسکے ہے تازہ ہر یک دل و دماغ
صدق سے تہنیت ادا کرتی ہے آج انجمن

باعث افتخار ہو تم اے حیات بادشاہ
اورنکو شعار ہو تم اے حیات بادشاہ
قوم کے غمگسار ہو تم اے حیات بادشاہ
اسکے ہی سازوار ہو تم اے حیات بادشاہ
گوہر شاہوار ہو تم اے حیات بادشاہ
رحمت کردگار ہو تم اے حیات بادشاہ
وہ گل نوبہار ہو تم اے حیات بادشاہ
خلق مین نامدار ہو تم اے حیات بادشاہ

وصف ہو کسطرح رقم خامۂ بادشاہ سے
لائق و شاندار ہو تم اے حیات بادشاہ

یہ نظم تہنیت تولد فرزند جناب ٹی امین الدین صاحب بہادر ساکن وانمباڑی کیلیئے حسب فرمایش
اراکین انجمن خیر خواہ عام گوبند پور واقع وانمباڑی ۱۳۲۷ھ مین لکھی گئی

کیا کرین ہم شکر اے پروردگار — ہم پہ ہین افضال تیرے بیشمار
قاضی الحاجات تیرا نام ہے — تجھہ سے ہے محروم کب امیدوار
ہر گل مقصد شگفتہ تجھہ سے ہے — باغ دل کو کی عطا تو نے بہار
کس طرح سرسبز ہو کشت امید — گر نہ ہو تیری عنایت آبیار
تو ہی دیتا ہے ہر یک دل مین سرور — لطف پر تیرے خوشی کا انحصار
دل ہمارا تیری قدرت پر فدا — جان ہماری تیری صنعت پر نثار
ہر بن مو ہو اگر شکل زبان — ہر زبان سے لفظ نکلین صد ہزار
باوجود اسکے ترے الطاف کا — شکر یک شمہ نہ ہوگا زینہار
انجمن کے ایک محسن ذی کرم — نیکخو والا گہر عالی وقار
ٹی امین الدین صاحب جنکا نام — جنکی ہے شہرت ہر یک شہر و دیار
انکے گہر مین اندنون یک نور عین — ہوگیا پیدا بفضل کردگار
لطف حق سے آج بر آئی امید — آرزو نکلی ہے بعد انتظار
شاد ہین حشاش ہین بشاش ہین — سارے خویش و اقربا و دوستدار
تہنیت خوان ہے کوئی با صدق دل — کوئی دیتا ہے دُعا بے اختیار
انجمن نے از برائے تہنیت — منعقد جلسہ کیا یہ زیبدار
کیون نہ رسم تہنیت لائین بجا — ممبران انجمن با صد وقار
اس پسر کے عمر اور اقبال مین — دے ترقی یا خدا لیل و نہار
دور رکھہ اس سے بہر مصطفے — سارے آفات و بلائے روزگار
یون ہی رکھہ ممدوح کو یارب مدام — کامیاب و کامران و کامگار
خوبیان دونون جہان کی کر عطا — خدمت قومی بنے اسکا شعار
قطعۂ تاریخ لکھکر ذیل مین — نظم کو اپنی کرون مین اختصار

گر قبول افتد زہے لطف و کرم
بادشہ کے ہے زبان پر بار بار

یہ نظم تہنیت کتخدائی پٹیل احمد حسین صاحب ولد جناب پٹیل حاجی عبدالرحمن صاحب مرحوم متوطن پلیکنڈہ کیلیے لکھی گئی

ہم سے کیا ہو حمد رب ذوالجلال
خامہ ہے عاجز تو قاصر ہے مقال

قایم و باقی مقدس اسکی ذات
ہم ہین فانی ہمکو ہے نقص و زوال

کسطرح حادث سے ہو حمد قدیم
مادح واجب ہو ممکن کیا مجال

نعت احمدؐ حمد سے کچھ کم نہین
اسکا دعوی بہی بشر سے ہے محال

رتبہ کیا پایا ہے وہ معراج مین
عرش اعظم جسکے تہا زیر نعال

کیون نہ بھیجین آپ پہ صلوٰۃ و سلام
دمبدم ہر روز و شب ہر ماہ و سال

منعقد کیا آج بزم عقد ہے
پلیکنڈہ مین بصد جاہ و جلال

یعنے اب نوشہ ہوا احمد حسین
ابن حاجی عبد رحمن خوش خصال

حاجی صاحب گو نہین زندہ یہان
خوبیان زندہ ہین انکی بے مثال

عم نوشہ ہین پٹیل عبد رزاق
ہین پدر وہن کے وہ نیکو خصال

کیسی یہ نسبت ہے باہم خوب تر
اور کیا فرط محبت پر ہے دال

اے زہے روز سعید و وقت نیک
اے خوشا ایام فرحت اشتمال

ہر طرف ہے بہجت و فرح و نشاط
کسکے دل پر آج ہے رنج و ملال

نام ہے جن کا محمدؐ اور حسین
ہین اخی نوشاہ کے فرخندہ فال

اہتمام و انتظام انکا ہے سب
ہین معظم سب مین وہ بے قیل و قال

کیسے کیسے لوگ اس محفل مین ہین
عالمان دین مشایخ باکمال

ان مین ہے ہر فرد فرد بے نظیر
ذکر حق سے جنکی ہے عظمت بحال

رونق شرع پیمبر ہین یہی
واجب التعظیم ہین بے احتمال

انکی عزت گویا عزت دین کی
یا الہی یہ دعا مقبول کر
دولہ دولہن میں دے الفت فزون
رنج سے آزار سے آفات سے
تیرے ہی ابر کرم کے فیض سے

انکی صحبت خیر و برکت کا آل
عاجزانہ ہے ہمارا یہ سوال
شادمان رکھہ انکو با اولاد و مال
تو بچائے انکو یا رب بال بال
ہوں تر و تازہ یہ دونوں نونہال

بادشہ اب ختم کر اپنا سخن
خوب لکھی نظم تو نے حسب حال

یہ نظم تہنیت کتخدائی جناب علی محمد صاحب سعید ساکن میمبور ضلع جنوبی آرکاٹ کیلیئے لکھی گئی

بہار گلزار کو مبارک گلوں کو ہو رنگ و بو مبارک
نسیم فرحت کی چل رہی ہے کلی ہر یک دل کی کھل گئی ہے
خوشی کی ہے آج دہوم برپا ہر یک کے لب پر ہے ذکر تیرا
مکان کی رفعت ہی خوشنما ہے فلک کی رفعت سے کام کیا ہے
ترے محبت کی مے ہے خوشتر بھرا ہے اس سے دلونکا ساغر
خسر ہیں تیرے غلام احمد مکرم و محترم ممجد
بزرگ نانا ہیں خوب تیرے جنہیں محمد تقی ہیں کہتے
یہ حسن صورت یہ حسن سیرت یہ زیب و زینت یہ قدر و عزت

علی محمد سعید تجھکو یہ عقد دلخواہ ہو مبارک
زبان پہ سوسن کے بھی یہی ہے یہ جشن ہو چار سو مبارک
تجھے مبارک ہو گل کا سہرا تجھے یہ ملبوس نو مبارک
کہ ہمکو کافی ترا لقا ہے ہو مہر تابان کو ضو مبارک
کوئی یہ رندونسے جاکے کہدو تمہیں کو جام و سبو مبارک
ہے تیری دلجوئی انکو بیحد ہو انکو یہ جستجو مبارک
شفیق و ہمدرد ہیں وہ سب کے ہیں تواضع کی خو مبارک
ہمیشہ تجھکو رہے سلامت یہ تجھکو ہو مو بمو مبارک

عروس و نوشہ کو روز و شب رکھہ اپنے حفظ و امان میں یا رب
صدا یہ آتی ہے بادشہ اب تمہاری یہ آرزو مبارک

معروضات رعایا بہ حکام وقت

یہ نظم جلسہ عام اہل اسلام کے لئے لکھی گئی جو بندر جدہ اور ینبوع پر اٹالی کی گولہ باری کے دفعیئے کے لئے

برطانیۂ کلان کو ایک عرضداشت کرنے احاطہ مسجد الاجابی ترملگہڑی مدرسہ میں منعقد ہوا تہا

محبت کے بہت اقسام ہین اس دہر کے اندر
ہے یون دنیاوی الفت روبرو دینی محبت کے
بہم ہین خار و گل لیکن بڑا ہے فرق دونوںمین
محبت دین کی ایسی ہے جسپر ہم کرین قربان
نہ ہو جس شخص کے دل مین محبت دین کی کچھ بھی
زبانی دین کا دعوی نہین ہے قابل وقعت
یہ چہڑی ہے جنگ ترکوںمین جو ترک و اٹالی کی
مظالم اٹلی والونکے ہمیشہ یون تو سنتے تھے
ارادہ جدہ و ینبوع پر ہے گولہ باری کا
چہڑائی یثرب و بطحا پہ گویا ہونیوالی ہے
اسی کے واسطے یہ منعقد ہے آج کا جلسہ
ہم اپنے دولت برٹش سے یہ امید رکھتے ہین
رعایا کو ہے اسکی خیر خواہی جسطرح منظور
ہمارا دین سچا ہے ہمارا جوش سچا ہے
ہم ایسے دین کے پیرو رہین لیکن تعجب ہے
مصیبت پائین خون اپنا بہائین وہ رہ حق مین
خوشی سے شوق سے اے مومنو چندہ عطا کیجے

اگر دینی محبت سب مین ہے اعلی و افضل تر
کہ جیسے سامنے خورشید کے یک ذرۂ کمتر
خذف پارہ بہلا کسطرح ہو گا ہمسر گوہر
متاع جان و دل فرزند و زن اور سارا مال و زر
کبہی اسکو نہین ہے جامۂ انسانیت خوشتر
عمل خود کر کے دکہلا دین یہی ہے دین کا جوہر
نہین واقف بہلا وہ کونسا مومن ہے دین پرور
ہے یک تازہ خبر بشگفت اکنون این گل دیگر
ذرا اب ساتوین فیبروری کا دیکہیے پیپر
رہین خاموش کیون ہم سے بہلا یہ ہوسکے کیونکر
کرین تا دادخواہی دولت برٹش سے سب ملکر
بنیگی کیون نہ ایسے وقت مین وہ حامی و یاور
رعایا پر بہی یون رحم و کرم اسکو ہے لازم تر
خدا سچا ہمارا اور سچا اپنا پیغمبر
رہین اخوان ترکی سے یون انجان سراسر
دریغ ہم کو ادہر تائید مالی سے رہے کیونکر
تمہین مدنظر ہے گر رضائے خالق اکبر

دعا ہے **بادشہ** کی فتح دے سلطان کو یارب
رہین پامال و غارت دشمنان دین سراسر

یہ نظم اس جلسۂ عام اہل اسلام مدرسہ مین پڑہی گئی جبکہ میونسپالٹی کی طرف سے شہر کے

قبرستانون کو مسدود کرنے کا حکم نافذ ہوا تھا

آج ہوی منعقد بزم یہ کیا شاندار — جمع ہین سب اہل دین صاحب عز و وقار
کچھ نہین ذاتی غرض کچھ نہین شخصی مفاد — مذہبی تائید ہے دین کے ہین غمگسار
شکر ہے تابع ہین ہم ایسی گورنمنٹ کے — مذہبی آزادیان جس سے ملین بے شمار
مذہب و ملت کا ہے جسکو زیادہ لحاظ — جسکو کسی دین مین دخل نہین زینہار
سارے مذاہب کا حق جسکی نظر مین ہے ایک — عدل ہے جسکا عیان صورت شمس النہار
سچ تو یہ ہے دہر مین ہم ہین بڑے خوش نصیب — امن سے آرام سے سب ہین صغار و کبار
ایسے نکو ذات کے کیون نہون ممنون ہم — ایسی حکومت پہ ہم کیون نکرین افتخار
بہر زمین قبور اور پئے مردگان — چند قواعد ہوے اندنون جو آشکار
اس سے پریشان اب فرقۂ اسلام ہے — طبع کو ہر فرد کے سخت ہے یہ ناگوار
مذہبی احکام مین اس سے بڑا حرج ہے — فتوۂ علما کو تم دیکھئے تفصیلوار
ہوتی اگر آگہی پہلے ہی سرکار کو — ایسے قواعد کو وہ لاتی نہ بر روئے کار
مشفقانہ یہی عرض ہماری ہے آج — خدمت سرکار مین با ادب و انکسار
مالک و حاکم ہین آپ آپ کے محکوم ہم — آپ جو چاہین کرین آپ کو ہے اختیار
لیک گزارش ہے یہ کیسے ہی احکام ہون — صدمہ نہ مذہب کو ہو خوش رہے ہر دیندار
سچ ہے بغیر از طلب کچھ نہ کسیکو ملا — پائینگے مقصود کیا گر نہ ہون ہم خواستگار
طفل پہ ہر چند ہے مان کی محبت فزون — روئے نہ جبتک کہ وہ شیر نہ دے زینہار
بسکی غنچونکی ہے وجہ ورود صبا — تڑپے نہ گر عندلیب آئیگی کیونکر بہار
کیجیے مسدود اب آپ ان ابواب کو — خواہش دل ہے یہی ہے یہی مقصود کار
آپکے اقبال کا کسکو نہین اعتراف — کون نہین آپ کا دل سے اطاعت شعار
نظم مین کیا کیجیے شرح ان ابواب کی — کہہ چلے اصحاب سب ایک سے یک نامدار

مقصد جلسہ حصول کیون نہ ہو ای بادشاہ
رکھتی ہے وسعت بہت رحمت پروردگار

کلام فارسی

غزلیات

این غزل بجواب غزل شیخ غلام قادر صاحب گرامی شاعر خاص اعلحضرت نظام دکن نوشتہ بود

جوش موسم گل است زور شاد مانیہا است
مژدہ بہر بلبلان وقت نغمہ خوانیہا است

عطر بیز شد دماغ دل شدہ است باغ باغ
اے دہان یار من اینچہ گل فشانیہا است

قاتل است بے خطا خنجر است بیگناہ
باعث خجالتم حیف سخت جانیہا است

چون نظر کند ترا خضر ہم دہد صدا
مردنم بعشق تو بہ ز زندگانیہا است

بین بعہد عارضم بازیہائے طفل شک
پیر از غمت شدم عشق در جوانیہا است

ابر راز گریہ ام تاب ہمسری کجا
برق راز آہ من شوق ہمعنانیہا است

عرض مدعائے وصل پیش تو کنم چسان
بر لبم حجاب را کار پاسبانیہا است

غیر وصف زلف و خال نیست در دلم خیال
اینچہ موشگافیہا است اینچہ نکتہ دانیہا است

بین جذبہ دل است بر درت رسیدہ ام
فرش راہ گشتہ ام فیض تا تو انیہا است

خو گر غم و الم شد چنین طبیعتم
آنچہ می کنی ستم عین مہربانیہا است

دیدنی است بادشاہ آب گوہر سخن
بحر طبع موجزن خامہ در روانیہا است

در سرم اکنون ہوائے دیگر است
چشم مشتاق لقائے دیگر است

پارہ شد گر جامۂ جسمم چہ باک
عشقبازان را قبائے دیگر است

تو مرا معذور دار اے چارہ ساز
دردمن وقف دوائے دیگر است

نیست کارے از ضیائے مہر و ماہ
آنکہ می جویم ضیائے دیگر است

دلربایان جہان چیزے نیند
در خیالم دلربائے دیگر است

مطربا او را چہ ساز و سوز و ساز
آنکہ شیدائے نوائے دیگر است

خوش چسان آید گل و گلشن مرا
عندلیب دل فدائے دیگر است

من نمی خواہم صلہ از خاص و عام
بہر اشعارم عطائے دیگر است

دیگر است اے بادشہ رنگ سخن
طبع را جوش ولائے دیگر است

این غزل حسب فرمائش جناب یوسف حاجی اللہ رکھا سیٹھ مدراسی نوشتہ بود

مصرع طرح "بقامت خون عالم ریختی پوشیدہ پوشیدہ"

تنم از تیغ جانان گرچہ شد غلطیدہ غلطیدہ
شاید بہر دہان زخم من خندیدہ خندیدہ

بیائی تو بدست و پا حنا مالیدہ مالیدہ
ز حسرت چشم عشاق است خون باریدہ باریدہ

نوازش بر رقیبم می کنی طلبیدہ طلبیدہ
زہے انصاف او دلشاد من رنجیدہ رنجیدہ

ہمہ موزون طبائع غرق بحر حیرت اند اکنون
چہ یکتا مصرع قد تو شد سنجیدہ سنجیدہ

خمیدہ سوئے گوش تو نہ بے وجہ است این گیسو
کند افشائے راز دل ز تو پوشیدہ پوشیدہ

بذکر رخ دم تحریر رنگین گشت قرطاسم
بوصف زلف ہر مضمون شدہ پیچیدہ پیچیدہ

ہوائے دید می دارم رسائی از کجا یابم
صبا ہم می رود در گلشنت ترسیدہ ترسیدہ

طفیل تست ای عشق ستم کیش و جفا پیشہ
دلم نالیدہ نالیدہ سرم شوریدہ شوریدہ

ندیدم بادشہ نظارۂ صبح وصالش را
چہ دانم بخت من تا کے بود خوابیدہ خوابیدہ

زلفہائے تو پریشان روزگارم کردہ اند
آہو ان چشم تو اکنون شکارم کردہ اند

مونس و یاور کسے را گر نمی دارم چہ غم
بخت و آرامم غمت را غمگسارم کردہ اند

تازہ و تر چون نہ گردد گلشن داغ جگر
غوطہ زن دیدند چون در وصف آن دریائے حسن
عالم ناکامیم راحیف دیدم کامیاب

ہر مژہ گوید رگ ابر بہارم کردہ اند
اہل معنی گوہر تحسین نثارم کردہ اند
یاس راجوش الم امیدوارم کردہ اند

کشتۂ عشق تو ہستم این گل دیگر شگفت
گلفشانیہا خلائق بر مزارم کردہ اند

تضمین شعر سعدی شیرازی

این چہ خبط ای عساکر جرمن
چون صدف سیرت قناعت را
کبر و نخوت زوال می خواہد
ہمہ کشور جہان شود مفتوح
تا بہ کئے قصد مردم آزاری

کشور خویش مستقر گیرید
نزد خود بے بہا گہر گیرید
حتی الامکان ازو حذر گیرید
اندکے اندکے ظفر گیرید
پند سعدی بگوش در گیرید

کار دنیا کسے تمام نہ کرد
ہرچہ گیرید مختصر گیرید

قطعۂ تہنیت و خیر مقدم عالیجناب سیاد تلو جعفر بے افندی ٹرکش کانسل جنرل مقیم بمبئی بمکان آنریبل
خان بہادر محمد عبدالقدوس بادشاہصاحب مدراس در مجلس ضیافت سنہ ۱۹۱۰ء

ای سفیر دولت عثمانیہ خوش آمدی
ای سیاد تلو افندی نام جعفر بے خوش است
بلدۂ مدراس می نازد بہ خوش بختی خویش
گل ہر یک خندان و ہر غنچہ تبسم ریز شد
منتظر بودند چون نرگس ہمہ مدراسیان
نیست خالی ہیچ دل از جوش خیر مقدمت

اے معزز نائب سلطان ما خوش آمدی
مرحبا خوش آمدی صد مرحبا خوش آمدی
بارک اللہ تو بوقت خوشنما خوش آمدی
ای بہار گلشن اسلامیہ خوش آمدی
ذی کرم ذی مرتبت ای ذی عطا خوش آمدی
ہر دہن در وصف تو گردیدہ وا خوش آمدی

گویا آمد از برائے تشنگان آبحیات
بہر گمراہان چو خضر رہنما خوش آمدی

منتشر اجزائے الفت بود دردہائے ما
جمعیت تو اندران وادی خوشا خوش آمدی

اللہ اللہ این چہ اوصاف ہست از ذات عیان
خوش مزاج و خوش ادا و خوش لقا خوش آمدی

آن تعلقہا کہ داریم از خلافت بارگاہ
کردی مستحکم بصد شان علا خوش آمدی

جسم و جان می بالد از فرط مسرت **بادشاہ**
می زند بے ساختہ ہر سو صدا خوش آمدی

نظم برائے سالانہ جلسۂ مدرسۂ عثمانیہ واقع ترملکھڑی مدراس منعقدہ ۱۳ر جون ۱۹۱۵ء روز یکشنبہ

مدرسہ واہ واہ نیک تر ہست
طرز تعلیم خوب با اثر است

جمع ہستند جملہ خوبیہا
قبح و زشتی نگر ازو بدر است

میر عثمان علی نظام دکن
آنکہ چون آفتاب مشتہر است

کیست از بذل و جود او محروم
از فیوضش کدام بے خبر است

لیک از بہر التفات او
مدرسہ صبح و شام منتظر است

مدرسہ شد بنام او ایجاد
بلکہ نامش ہمیشہ تاج سر است

دولتش باد قایم و دایم
تا زمین فرش و آسمان چتر است

جلسۂ مدرسہ کنون دیدیم
بدل ما سرور لا حصر است

بنگر اے **بادشاہ** مقصودم
ہم برین شعر عمدہ منحصر است

این مراتب کہ دیدۂ جزویست
کار کلی ہنوز در قدر است

تاریخات مساجد

قطعہ تاریخ برائے مسجد ٹی پیٹرہ محلہ گوبند پور واقع وانمباڑی حسب فرمائش جناب مدیکار محمد غوث صاحب نوشتہ بود

زہے خوشنما گشت تعمیر مسجد
بگوید ہر اہل نظر اللہ اللہ

چنین گفت تاریخ اتمام ہاتف — عبادت گہ نیک تر اللہ اللہ ۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ برائے مسجد پنکنڈہ واقع ضلع اننت پور حسب فرمائش اہل پنکنڈہ نوشتہ بود

گشتہ عبادت خانہ تعمیر بہر مومنان — بے مثل در حسن و صفا از فضل لطف داور است
چون جستجوئے سال او فکر رسائے من نمود — دل گفت از روئے ادب - این مسجد نیکو تر است ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ برائے مسجد محلہ قلعہ واقع وانمباڑی حسب فرمائش جناب حاجی عبدالصمد صاحب نوشتہ بود

خوشا تعمیر این فرخندہ مسجد — بفضل حق گرفتہ حسن اتمام
سن از روئے ادب ہاتف بگفتا — معظم سجدہ گاہ اہل اسلام ۱۳۱۷ھ

قطعہ تاریخ برائے مسجد تعمیر کردۂ وزیر فوج نظام دکن حسب فرمائش مشایخ صاحب ساکن حیدرآباد دکن نوشتہ بود

گرامی قدر ذی ہمت وزیر فوج آصفجاہ — بصد اخلاص چون تعمیر کردہ مسجد نیکو
نمودم فکر از ہاتف ندا ای بادشہ آمد — عبادت گاہ معبود حقیقی ہست سال او ۱۳۱۸ھ

ایضاً

وزیر فوج سرکار است بانی — چہ خوش اسلوب مرغوب است مسجد
بگوای بادشہ تاریخ اتمام — بحمداللہ زہے خوب است مسجد ۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ برائے مسجد رائی درگ واقع ضلع بلہاری حسب فرمائش جناب اتیکڈے چندامیا صاحب ساکن وانمباڑی نوشتہ بود

از بہر مومنین بہ افضال کردگار — تعمیر گشت مسجد فرخندہ با صفا
چون خواستم ز طبع سن اختتام او — آمد ندا ز غیب کہ- این خانۂ خدا ۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ برائے مسجد پنگنور واقع ضلع چتور حسب فرمائش اہل پنگنور نوشتہ بود

بہ پنگنور تعمیر مسجد شدہ — بفضل خدائے جہان آفرین
بپرسد کسے گر ز سال بنا — بگو- خوشنما مسجد المومنین ۱۳۲۱ھ

تاریخات متفرق تعمیرات

قطعہ تاریخ خریدی مکان انجمن خیر خواہ عام گوشند پور واقع وانمباڑی

ای زہے نیک ساعتے ای زہے جوش و جستے	ہست بحال ما عیان فضل خدائے انس و جان
انجمن از برائے خویش کرد خرید خانہ	گشت چہ قلب مومنان خرم و شاد بیکران
می کند انجمن دعا بہر معاونین مدام	حق بدہد بہر زمان صحت و راحت و امان

بود بفکر سال چون طبع رسائے **بادشاہ**
ہاتف غیب ناگہان گفت - چہ خوبتر مکان ۱۳۲۷ھ

قطعہ تاریخ تعمیر مکان جناب سید تراب حسین صاحب کنٹراکٹر ساکن ارکونم ضلع شمالی آرکاٹ

ساخت کنون خانۂ خویش تراب حسین	ہست نمایان از حسن و لطافت چہ خوب
بود بفکر سنش طبع من ای **بادشاہ**	پیر فلک ناگہان گفت - عمارت چہ خوب ۱۳۲۷ھ

قطعہ تاریخ انصرام تعمیر "بدر الدین منزل" عمارت مدرسۂ اسلامیہ واقع وانمباڑی

چہ زیبا مدرسہ تعمیر گشتہ	ہزاران شکر رب ذو الجلال است
بگو اے **بادشہ** تاریخ اتمام	زہے سرچشمۂ علم و کمال است ۱۳۲۸ھ

ایضاً

زبہر مدرسۂ اسلامیہ شد	بصد رفعت چہ خوش اسلوب تعمیر
تلاش سال او چون **بادشہ** کرد	ندا آمد ز ہاتف - خوب تعمیر ۱۳۲۸ھ

قطعہ تاریخ چاہ "باغ اکبری" واقع بیگن پلی تعمیر کردۂ جناب خان بہادر خواجہ محمد اکبر حسین صاحب بہادر دیوان ریاست بیگن پلی

آفرین بر اہتمام تست ای محبوب علی	خوشنما چاہے کنون دیدم بہ باغ اکبری
باعث سر سبزی باغ است ہر شام و سحر	کرد کار شیر مادر بہر اطفال شجر
تر زبان در وصف او ہستند جملہ خاص و عام	چون سبا بد نوع انسان فیض از وے بالدوام

ہست این چشمہ پئے دیوان صاحب نامدار	یادگار عمدہ تر تا حشر باشد پائدار

ازفلک چون بادشہ پرسید نیکو فال او
چاہ باغ اکبری کیند ید۔ گفتہ سال او

تاریخات شادی

قطعہ تاریخ کتخدائی مشہیدار عبدالقادر صاحب متوطن ترپاتور با دختر ساہوکار الحاج محمد بادشاہ صاحب مرحوم

شد نکاح مشفقم با دخت حاجی بادشاہ	ہست مثل مہر روشن نام آن صاحب نوال
چون بنا شد از سپاس شکر ہر کس تر زبان	موج زن دیدم کنون دریائے فضل ذوالجلال
شاد و خندان ہر کسے مثل گل گلزار ہست	ہر کسے مدحت سرا چون عندلیب خوش مقال
ہر در و دیوار از جوش مسرت دمبدم	با زبان حال می گوید منم فرخندہ حال
اے خوشا محفل ہمہ اہل کمالات اند جمع	با کمال فخر اینجا خود ہمی نازد کمال
اے زہے بزمیکہ در ہر زیب و زینت کر و فر	ہم نمی دارد نظیرے ہم نمی دارد مثال

ہاتف غیبی زروئے انبساط ای بادشاہ
نیک تر عقد نکاح عبد قادر۔ گفت سال

قطعہ تاریخ کتخدائی حاجی محمد عبید اللہ صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب متوطن مدراس

بہار شادی فرزند قادر محی دین صاحب	بعالم جلوہ گر از فضل خلاق جز و کل شد
ز وصفش خامہ شاخ گل شدہ قرطاس برگ گل	صریر خامہ ہمرنگ نوا سنجی بلبل شد
بدار د طبع رنگین مثل بلبل ہر گل رعنا	دل بلبل شگفتہ تر بگلشن صورت گل شد
شدہ محو تماشا چشم نرگس غنچہ متبسم	چو زلف گلرخان آراستہ ہر بار سنبل شد
نہ چون آید نظر سرو سہی مستانہ مستانہ	طرب شد صورت مل لالہ مثل ساغر مل شد
فلک از دیدۂ انجم بذوق و شوق می نگرد	چہ زیبا تر در ینجا جمع اہل تفضل شد
گہے لفظ مبارکباد گاہے آفرین تحسین	ہر یکدم از زبان خلق جاری بے تامل شد

نشاط و بہجت و عیش و مسرت شاد مانیہا	بلطف حق تعالی ہمہ را ایجا بانشاط حاصل شد
چو خواہی بادشہ تاریخ این جشن طرب افزا	بگو حاجی عبید اللہ نوشہ با تجمل شد

ایضاً

سعادتمند خلف الصدق ساہوکار من امروز	بصد شوکت بصد حشمت بفضل حق شدہ نوشاہ
زطبع بادشہ این مصرع تاریخ بر آمد	بحمد اللہ مبارک ہست شادی عبید اللہ ۱۳۱۵

قطعہ تاریخ کتخدائی حکیم محمد عبد الباسط صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبد العزیز صاحب متوطن مدراس

اے زہے آوان فرحت ہم خوشا جشن طرب	آید آواز مبارکبا دا ز صد ہا قلوب
در تلاش سال بودم ناگہان پیر فلک	زد ندا۔ عقد نکاح عبد باسط شد چہ خوب ۱۳۱۲

قطعہ تاریخ کتخدائی حاجی محمد عبید الرحمن صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدینصاحب متوطن مدراس

صد شکر رب یزدان زین جشن عقد نیکو	جوش طرب پدید است پیش نگاہ امروز
اے بادشہ زطبعم سالش چنین بر آمد	نوشہ شدہ عبید رحمن واہ امروز ۱۳۱۲

قطعہ تاریخ کتخدائی سید عبد العزیز صاحب بادختر جناب ساہوکار عبد الرزاق میاں صاحب ساکن کڑپہ

صد شکر عقد سید عبد العزیز نامی	امروز شد بفضل سبحان و لطف خلاق
مسرور و شاد دلہا محو دعا زبانہا	پرنور زین نظارہ ہم دیدہائے مشتاق
رنگینئ نشاط این بزم چون نوشتم	کلکم چو شاخ گل شد گلبرگ گشت اوراق
نوشاہ در ہجوم مردم چنان نشستہ است	جلوہ فزا نگارے گویا میان عشاق
ہستند عروس و نوشہ چون مشتری و زہرہ	ساعت ہمین قران السعدین راست مصدق
آن کیست خسر نوشہ ذی عز و جاہ تاجر	کردیک جہان مسخر از بذل وجود و اخلاق
او نیست گرچہ زندہ اما بہ نیک اوصاف	زندہ است نام نیکو صبح و مسا در آفاق
الحال جانشینش قادر محی دین است	ذی فہم ذی فراست یکتا بلطف و اشفاق
سادہ و بے تکلف ہر چند ہست نظم	نازم کہ نیست در وے عیب غلو و اغراق

دائم عروس و نوشہ باشند شاد و آباد
محفوظ از حوادث دارد خدا در آفاق

تفتیش سال شادی ای بادشہ چہ کردم
گفتا دلم – چہ فرخ دا باد عبد رزاق ۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ نکاح جناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب ستوطن مدراس باد ختر آرکاٹ شمس الدین صاحب ساکن ویلور

نشاط این جشن بارک اللہ
بہر و لے جلوہ ریز خوب است

زبوئے گلہائے فرح و بہجت
مشام ما عطر بیز خوب است

خوشا جلوسے زہے بہارے
ببین کہ نظارہ خیز خوب است

بعلم و فہم است نیک نوشہ
کمال اخلاق نیز خوب است

زروئے ہاتف سنش بر آمد
نکاح عبد عزیز خوب است ۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ تہنیت کتخدائی ولیعہد دکن عالیجناب میر عثمان علی خان بہادر فرزند حضور نظام دکن
خلد اللہ ملکہ مطبوعہ اخبار مخبر دکن مدراس ۵ ۲ اپریل ۱۹۰۶ء

بحمد اللہ فرزند شاہ دکن
چو نوشاہ با شوکت و شان شدہ

دل عالمے گشت خرسند و شاد
خلائق برین مژدہ نازان شدہ

گہے بر دل ما طرب شد نثار
فدائے طرب گہ دل و جان شدہ

خجل از دل و چشم ما یان کنون
گلستان شدہ نرگستان شدہ

چون این عقد را بے تکلف بدید
تکلف ازین جشن حیران شدہ

خوشا اتباع رسول کریم
زہے شان سنت نمایان شدہ

نہ پسرے چنین دید چشم فلک
نہ پدرے بہ گیتی بدیسان شدہ

پدر گوئے عظمت بہ شاہان ربود
پسر فخر امثال و اقران شدہ

پدر آفتاب سپہر کرم
پسر ہم مہ اوج احسان شدہ

سکوت توای **بادشه** خوب نیست
چونامت به تاریخ گویان شده

سن عیسوی از لب ابتهاج
بگو- عقد عثمان علی خان شده ۱۹

قطعہ تاریخ کتخدائی صبیہ برادرم مولوی احمد حسین صاحب یم بے بی یل معتمد پیشی حضور نظام دکن
خلد اللہ ملکہ در مکان برادر موصوف روبروئے حضور نظام دکن خوانده بود

چون بعالم جلوه آرا گشت این فرخنده عقد
با هزاران کر و فر با جاه با صد زیب و زین
مصرع سال سیحی گفت طبع **بادشاه**
واه شد شادی دخت مولوی احمد حسین ۱۹

قطعہ تاریخ کتخدائی صبیہ جناب محمد اسحاق سیٹھ برادر جناب محمد اسمٰعیل سیٹھ معموم متوطن مدراس

هنگام نشاط و شادمانی اکنون
چون موسم گل به باغ آفاق آمد
رنگ گل تر رشک رخ خوبان است
بلبل همه تن نظیر عشاق آمد
ذی علم و هنر محب من اسمٰعیل
ممتاز زمان بحسن اخلاق آمد
معموم تخلصش چه زیبد که دلش
معمور ز غمخواری و اشفاق آمد
فکرش غامض و همت او عالی
طبعش بسخن عجیب مشتاق آمد
عقد بنت برادرش جلوه کنان
امروز بفضل و لطف خلاق آمد
این جشن بهر تکلف و آرایش
خوب آمد و خوش آمد و هم طاق آمد
شادان همه دلها و زبانها مداح
پر نور هر یک دیده مشتاق آمد
این عقد و این طرب مبارک باشد
هر بار همین صدا ز آفاق آمد

ای خامۂ **بادشاه** سالش بنویس
زیبا چه نکاح دخت اسحاق آمد ۱۳

قطعہ تاریخ کتخدائی خیر الدین حسین صاحب فرزند جناب حکیم حسین محی الدین صاحب ساکن پیارم پیٹھ ضلع شمالی آرکاٹ

ای محب من حسین محی دین
کرده اکنون نکاح نور عین

شد بپا جوشِ مسرت سو بسو	محفلے دیدم چہ با صد زیب و زین
شادمان باشند نوشاہ و عروس	دائما از فضل رب المشرقین

از پئے تاریخ طبع بادشاہ
گفت - احسن عقد خیر الدین حسین
۱۳۰۲

قطعۂ تاریخ کتخدائی جناب یونس سیٹھ فرزند جناب حاجی اسمٰعیل سیٹھ مالک انگلش ویرہوز متوطن بنگلور حسب فرمائش جناب مولینا عبد السبحان صاحب بہادر نوشتہ شد

مسلک چون بسلک عقد شدی	ای مروت مآب یونس سیٹھ
ہست معمور از نشاط و سرور	دل ہر شیخ و شاب یونس سیٹھ
جشن عقد تو می دہد اکنون	چہ خوشا آب و تاب یونس سیٹھ
ہمعنان است شادمانیہا	فضل حق ہمرکاب یونس سیٹھ
والدت ست سیٹھ اسمٰعیل	تاجر لاجواب یونس سیٹھ
عمر و اقبال و جاہ افزون باد	تا بہ یوم الحساب یونس سیٹھ

مصرع سال بادشاہ بگفت
شدہ نوشہ جناب یونس سیٹھ
۱۳۰۲

قطعۂ تاریخ کتخدائی سید امیر علی صاحب فرزند جناب حکیم میر عارف علی صاحب متوطن ویلور

زہے امروز ابن کرم گسترم	رونق افروز بر مسند نوشہی ست
بہر تاریخ اکنون دل بادشاہ	گفت - شادی دلبند عارف علی ست ۱۳۰۲

قطعۂ تاریخ کتخدائی صبیۂ جناب عبد العزیز احمد صاحب اپا تگری متوطن مدراس

بارک اللہ منعقد کردی زہے بزم نکاح	ای برادر ڈاکٹر نیکو شیم عبد العزیز
مصدر اخلاق ہستی مظہر اوصاف نیک	ہست ذات تو بعالم مغتنم عبد العزیز
زین طربہائے فراوان زین نشاط بیکران	یافت ہر کس حصۂ بے بیش و کم عبد العزیز

مصرعہ سال مسیحی گفت طبع بادشاہ
شد نکاح دختر والا ہمم عبد العزیز
۱۹۱۱

قطعہ تاریخ کتخدائی عبید اللہ صاحب فرزند جناب بے بی عبد الرحمن صاحب شاد سوطن وانمباڑی

عبد رحمن شاد مشفق من
ذی کمال وخلیق خوش منوال
کرد چون عقد نور چشم خود
شادمان گشت وخوب مالامال
ہر کسے محو عشرت وفرحت
می کند شکر ایزد معال
درجہان نام او عبید اللہ
نوجوان نیک طبع نیک خصال
بہر زوجین حق ببفزا ابد
مایہ عمر ودولت واقبال
بادشہ حق الفت ہست ہمین
قطعہ سال تا کنم ارسال

از لب انبساط ہاتف غیب
شادی خلف شاد گفتا سال
۱۳۳۰ھ

تاریخات ولادت

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب وی محمد ابراہیم صاحب ساکن وانمباڑی موسوم بہ محمد اسمٰعیل مدعمرہٗ

حبذا در چمن نسیم بہار
آمد از فضل ولطف رب جلیل
شاہ گل بحسن وزیبائی
برسر شاخ ہست چون اکلیل
ای زہے چشم نرگس شہلا
لطف نظارہ می کند تحصیل
نغمہ عندلیب در ہر سو
ہست بر جوش انبساط دلیل
مشفق من جناب ابراہیم
نیک دل نیک خو فہیم وعقیل
شد تولد کنون بخانہ او
پسر مہ لقا حسین وجمیل
ہر کسے از اقارب واحباب
گشت خرسند وشادمان بے فیل
ہر کسے می دہد مبارکباد
بہزاران طرب بصد تبجیل

زد رقم کلک بادشہ سالش
طفل فرخندہ آمد اسمٰعیل ۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولوی سید شاہ محمد زمان صاحب مہر مدرس مدرسۂ جامع العلوم وانمباڑی

جناب مولوی سید زمان شاہ — کہ در علمائے دین فرد وحید ہست
عطا فرمودی او را نیک پسرے — ہزاران شکر لے رب مجید ہست
وزد ہر دم نسیم شادمانی — زہے بشگفتہ گلزار امید ہست

ز روئے آرزو سال ولادت
بگوای بادشہ خلف سعید است ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولنا عبد السبحان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب سفیر روم متوطن مدراس

عبد سبحان خوشا محب من — ذی کرم ذی وقار و ذی شانست
گل رعنا بگلشن اخلاق — دُر یکتا بہ بحر احسانست
شد تولد بخانہ اش پسرے — یک جہان زین نوید شادانست
لمعہ ہائے سعادت و اقبال — مثل مہ از رخش درخشانست
از پئے طول عمر و صحت او — ہر کسے یارب از تو خواہانست

بگوائے بادشاہ مصرع سال
رحمت جان عبد سبحانست ۱۳۲ھ

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب مولنا عبد السبحان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب سفیر روم متوطن مدراس

زہے ساعت خجستہ آمد ان فرحت — خوشا افضال و لطف رب یزدان
نسیم خرمی ہر سو روان است — بگلزار دل احباب ہر آن
بجشن کامیابیہا بنازند — تمنا آرزو مقصود ارمان
مسرت ہم ببالد از مسرت — طرب گوید کہ ہستم زیر فرمان

جناب عبد سُبحان ذی لیاقت	که لقبش ہست مولنٰا نمایان
یگانه ساخت خالق ذات او را	بعلم و حلم و اخلاق فراوان
شده در خانه اش دختر تولد	چه دختر دختر فرخنده عنوان
جبین او ز انوار سعادت	درخشان صورت ماه درخشان
الٰهی عمر و اقبالش فزون کن	طفیل مصطفےٰ سالار اکوان
بدریائے سخن غواص فکرم	برآورده در تاریخ زنیان

بگوائے بادشہ از روئے اخلاص
ہمایون باد دخت عبد سُبحان ۱۳۲۱ھ

قطعه تاریخ تولد برخوردار محمد عبدالوحید مدعمرهٗ نورچشم برخوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب سلمه اللّٰه الواہب

شد چه تولد عبد وحید	نیکو طالع نیک آثار
سال ولادت ہاتف غیب	گفت۔ ہمایون برخوردار ۱۳۲۵ھ

قطعه تاریخ تولد برخوردار قاسم حسین مدعمره فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب یم۔بے۔بی۔یل۔
معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللّٰه ملکه

نازم بفضل و لطف خلاق ہر دو عالم	در خانه برادرم فرزند گشت پیدا
این مژدهٔ طرب چون باد صبا روان شد	با فرط شادمانی بشگفت باغ دلہا
عمرت دراز باد ای فرزند نیک طالع	ہمنام جد امجد داری چه نام زیبا

از بہر سال ہجری ای بادشاه طبعم
امروز شد تولد قاسم حسین۔ گفتا ۱۳۲۷ھ

قطعه تاریخ تولد فرزند جناب ٹی امین الدین صاحب ساکن وانمباڑی

جانشین مخلصم شکر خدا پیدا شده	مجلس این تہنیت ہم خانه اش آباد گفت
ہاتفم ای بادشه سالش زروئے انبساط	قرة العین امین الدین مبارکباد گفت ۱۳۲۸ھ

قطعہ تاریخ تولد برخوردار عثمان حسین مدعمرہ فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب یم - یے - بی - یل - سی - یس - ای معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ

فرزند شد تولد اکنون بساعت نیک	لاریب ای برادر این نور عین نیک است
چون جستجو نمودم بہر سن ولادت	ناگاہ گفت ہاتف عثمان حسین نیک است ۱۳۱۱

قطعہ تاریخ تقریب بسم اللہ خوانی برخوردار محمد عبد الوحید مدعمرہ نور چشم برخوردار خطیب محمد عبد الرشید صاحب سلمہ

خوشا ساعت لب عبد الوحیدم	ز بسم اللہ کردہ دُر فشانی
سنش از روئے بسم اللہ برآمد	چہ زیبا ہست بسم اللہ خوانی ۱۳۱۱

تاریخات وفات

قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا مولوی شاہ عبد القادر علی صاحب صوفی نور اللہ مرقدہ متوطن بنگلور

خلف مولوی عبد الحی صوفی و عارف عالم دین	راہنمائے راہ ہدیٰ حامی شرع مصطفوی
بود چو ذاتش مستثنیٰ در ہمہ اہل علم و کمال	ہست کہ این شہر دران نیست فیوض وجاری
حیف شدہ چون وصل حق شور قیامت شد برپا	مضطر و نالان شد ہر دم خاطر ہر یک پیر و صبی

پائے دنیا بشکستہ گفتم سال رحلت او
راہی عقبیٰ شد ہے ہے مولوی عبد قادر علی ۱۳۱۱

ایضاً

ازین زمانہ چو آن فاضل زمانہ برفت	شدند پیر و جوان مضطرب بہ رنج و ملال
ای **بادشاہ** چو بودہ تخلصش صوفی	وفات صوفی والا تبار - گفتم سال ۱۳۱۱

قطعہ تاریخ وفات حاجی محمد عبد الرزاق صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب ساکن مدراس

از غم فرزند ساہوکار من	زار و مضطر شد دل پیر و جوان
از لب افسوس ہاتف سال گفت	کرد رحلت عبد رزاق از جہان ۱۳۱۱

قطعہ تاریخ وفات جناب سید شاہ یسین پیران صاحب نور اللہ مرقدہ پیر و مرشد جناب ابو العرفان

شاه محمد عبد الرحمن صاحب فاروقی متخلص به تسلیم حسب فرمایش صاحب موصوف نوشته شد

فوت آن حق شناس پیر هُدا   خلق را مبتلائے حسرت کرد
سال تاریخ **بادشه** گفتا   شاه یٰسین ہائے ہے رحلت کرد

ایضاً

در دیدهٔ عالم است عالم تاریک   پنهان چو شد آن مهر سمائے عرفان
تاریخ همین گفت فلک از دل من   ہے ہے شده انتقال یٰسین پیران

قطعه تاریخ وفات حضرت مولٰنا مولوی محی الدین صاحب فقیه ویلوری نور الله مرقده

راهیٔ ملک بقا شد چون محی الدین فقیه   هر دل مومن شده در حسرت و غم مبتلا
کن تامل اندرین مصرع ببین سال وفات   بے سر و پا گشته اند زهد و ریاضت اتقا

قطعه تاریخ وفات جناب ساهوکار حاجی قادر محی الدین صاحب غفر الله له متوطن مدراس

از ستمهائے تو این دور زمان   ساعتے ای چرخ دون خالی نماند
سوئے عقبیٰ رفت زین دار فنا   حیف قادر محی دین نامی نماند
از هجوم درد و غم در هر دلے   مایهٔ صبر و سکون باقی نماند
بود یک عالم ز فیضش بهره مند   ذی همم فیاض لاثانی نماند
چون نه گویم قوم ما را بد نصیب   وا دریغا اینچنین حامی نماند
بادشه صد آرزو یت خاک شد   آنچه در عالم تو میخواهی نماند

دور کن پائے طرب بشنو سنش
آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

قطعه تاریخ وفات حضرت داود علی شاه قدس سرهٗ حسب فرمائش یکے از مشائخین ساکن حیدرآباد دکن

اهل حال صوفی مجذوب حقائق آگاه   جانب ملک بقا حیف ازینجا رفته
گم شد از قلزم هستی دُرِ بے مثل و عدیل   بے بها لعل ازین معدن دنیا رفته

شد چنان معتقدان را خلش خار الم | صورت نکہت گل صبر ز دلہا رفتہ

بادشہ گفت ہمین مصرع تاریخ وفات
ہائے داؤد علی شاہ بعقبیٰ رفتہ

ایضاً

عارف حق داؤد علی | شد بجناب حق واصل
ہاتف گفتا تاریخش | رفت ولی پر روشن دل

قطعہ تاریخ وفات عثمان پاشا غازی سپہ سالار افواج سلطان روم مطبوعہ اخبار کرزن گزٹ دہلی مورخہ یکم جون سنہ ۱۹۰۰ء

جان نثار حضرت سلطان روم | غازی والاحشم عالی گہر
در گلستان ہمہ بے مثل گل | در نیستان شجاعت شیر نر
مستقل در راہ دین مصطفےٰ | مشتغل در طاعت رب بیشتر
سرنگون دشمن بہ پیشش ہمچو تیغ | دوست در غمخواریش سینہ سپر
آنکہ در جنگ پلونا پے بہ پے | کرد فوج روس را زیر و زبر
روسیان را ہیبتش تا این زمان | ہست در دل مثل نقش کالحجر
بر وجودش کرد استنبول ناز | فخر از وے داشت ہر ترکی بشر
وا دریغا زین جہان مثل نسیم | جانب ملک بقا کردہ سفر
کیست کو در فرقتش مضطر نہ شد | کیست کو نالان نشد با چشم تر
شد نصیب دوستان زین سانحہ | درد و یاس و حسرت و سوز جگر
یا الہ العالمین بر روح او | رحمت تو باد ہر شام و سحر

عیسوی سالش بگفتا بادشاہ
رحلت عثمان پاشا نامور

قطعۂ تاریخ وفات دختر جناب احمد عبد الرحیم سیٹھہ متوطن مدراس حسب فرمائش جناب طیب سیٹھہ ساکن بمبئی

واویلا دختر احمد بن عبد الرحیم / ذی فراست ذی مروت نیکخو نیکو لقا
آنکه هردم اقربا او را عزیز از جان بداشت / آنکه هر کس در رضاجوئی او با صد ولا
حسن خلق او هریک دم صورت باد سحر / کرد خندان گلشن دلهائے خویش و اقربا
از جبینش بود انوار سعادت جلوه گر / خالق عالم چه خوبیها به او کرده عطا
بست و ششم از ربیع الثانی چون آمد پدید / روز پنجشنبه بوقت یازده ساعت دلا
ناگهان آن نیک سیرت جان بحق تسلیم کرد / مضطر و بیتاب هر پیر و جوان شد برملا
هر کسے می سفت و رتار مژه درهائے اشک / جوش زن گردید دریائے الم در سینه ها
شوهر او آنکه موسوم است ابراهیم سیٹھہ / در هزاران حسرت و اندوه و غم شد مبتلا
هیچ کس را نیست جز صبر و تحمل چارهٔ / لازم است انسان بود هر وقت راضی بر رضا
یا الهی رحمت تو باد بر روحش بدام / جا بده او را بجنت از طفیل مصطفی

سال فوت او چو پرسیدم ز دل ای بادشاه
گفت۔ رفته حور بی بی جانب دار البقا
۱۳۰ ھ ۱۸۰

قطعۂ تاریخ وفات جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکهنوی غفر الله له مطبوعۂ اخبار نیر آصفی مدراس

جناب امیر احمد ذی وقار / بهند آنکه استاد نامی شده
بفضل و کمالات مقبول تر / مثال نظامی و جامی شده
بذهن رسا یش کرمهائے حق / همیشه مددگار و حامی شده
همه خاطر خلق لاریب ازو / مسخر بشیرین کلامی شده
ستوده خصائل پسندیده وصف / فراهم بذاتش تمامی شده
درین دهر عمده تصانیف او / زهے یادگار دوامی شده
غم رحلتش از پئے خاص و عام / سبب باعث تلخکامی شده

بسان عنادل فغان می کنیم ‏‏‏| به باغ عدم چون مقامی شده

بگو مصرع سال ای بادشاه
وفات امیر گرامی شده
۱۸ ۱۳ھ

ایضاً

سحبان دهر فاضل ذی مکرمت امیر | معجز بیان ادیب زمان افصح اللسان
نکته شناس نیک نفس قادر الکلام | گنج علوم فخر زمان و زمانیان
آن جامع الکمال روان شد ہزار حیف | زین بوستان دهر بسوئے ملک جاودان

تاریخ عیسوی پئے فوتش چو خواستم
گفتا دلم - برفت امیر سخنوران
۱۹۰۰ء

قطعهٔ تاریخ وفات جناب مولوی حاجی واعظ شاه عبد العزیز صاحب قادری ساکن محله قلعه وانمباڑی

کرد انتقال عالم دین واعظ شهیر | هر کس دُرِ سرشک به تار مژه بسفت
از بهر سال هاتف غیبی به بادشاه | رفته ازین جهان شه عبد العزیز - گفت
۱۸ ۱۳ھ

قطعهٔ تاریخ وفات جناب حاجی مولوی خضر محمود صاحب متوطن وانمباڑی عم زاد برادر والد مصنف

فاضل دهر عم ذی شانم | رہنمائے شریعت غرّا
حاجی و مولوی خضر محمود | بود اسمش عیان چو شمس ضحیٰ
سینه اش بود گنج علم و کمال | ذهن او پر ضیا ز فهم رسا
منظهر حلم و منبع اخلاق | فرد کامل بزهد و ورع و تقا
بود در ہر ذات والایش | مجمع بے شمار خوبیها
طرفه تر اینکه در تجارت هم | بالیقین داشته ید طولیٰ
وا دریغا ز شکوهٔ هیضه | مبتلا شد طبیعت والا
کرد ناگاه جان بحق تسلیم | داد داغ مفارقت ما را

ہر دلے گشت محو رنج والم	ہر کسے گفت حسرتا دردا
حیف بینم کجا لقائے او	من کجا فیض ولطف اوست کجا
کن پذیرا ز بہر مغفرتش	می کنم التجا خدا وندا
نزد خاصان تو بخلد برین	یا الٰہی مقام او بادا

بگو ای بادشاہ سال وفات
زجہان رفت عالم یکتا ۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ انتقال دختر مصنف نسخۂ ہذا موسوم بہ خدیجہ بی بی غفر اللہ لہا

زین جلوہ گہ دنیا در عین شباب افسوس	عازم سوئے عقبیٰ شد ناگاہ خدیجہ بی
صد پارہ دل و جگرم از درد و غمت گشتہ	بے تابم و بے صبرم واللہ خدیجہ بی
اخلاق نکوئے تو ظاہر چہ کنم اکنون	ہر کس بہ صفاتت شد آگاہ خدیجہ بی
مانند گل لالہ این داغ فراق تو	تا مرگ دلم دارد ہمراہ خدیجہ بی
روح تو جدا از تن با کلمۂ طیب شد	خلدست مقام تو دلخواہ خدیجہ بی
ہموارہ بروح تو افضال خدا بادا	ہر روز و ہر ساعت ہر ماہ خدیجہ بی

ای بادشہ خستہ از بہر سن رحلت
بے ساختہ دل گفتا۔ رفت آہ خدیجہ بی ۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ وفات ملکۂ وکٹوریا فرمانروائے ہند و انگلنڈ مطبوعہ اخبار مخبر دکن مورخہ ۱۳ر فروری سنہ ۱۹۰۱ء

ملکۂ ذی عز و شان امپرس وکٹوریہ	فخر شہان زمان امپرس وکٹوریہ
مالک برطانیہ والی کل انڈیا	حشمت و شوکت نشان امپرس وکٹوریہ
مثل تو عمدہ صفات داشتہ طول حیات	شد نہ کسے حکمران امپرس وکٹوریہ
رفتہ سوئے عدم دادۂ صد رنج و غم	کردۂ دلہا طپان امپرس وکٹوریہ
ہند و ہمہ اہل ہند از غم تو گشتہ اند	نوحہ گر و نوحہ خوان امپرس وکٹوریہ

عہد تو شصت و چہار سال درین روزگار	بود چہ راحت رسان امپرس وکٹوریہ
ای زہے عہد سعید گاہ تنزل ندید	داشت نہ دیگر چنان امپرس وکٹوریہ
زندہ نماندی ولیک زندہ بود نام نیک	شام و سحر ہر زمان امپرس وکٹوریہ

سال برآمد چنین از قلم بادشاہ
رفت ز دار جہان امپرس وکٹوریہ ۱۹۰۱ع

قطعہ تاریخ وفات جناب نواب فصیح الملک داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن مطبوعہ اخبار شیر آصفی مدراس

حضرت داغ عالی جاہ	حیف ز دنیا پائے فشرد
بزم سخن را داد فروغ	گوئے فصاحت از ہمہ برد
بے سر لفظ آسائش	خاطر من چون سال شمرد

ناگہ گفتا ہاتف غیب
ہائے جناب داغ بمرد ۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ انتقال والد ماجد مصنف حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ

شد چون وفات والدم بودم بہ مکہ این خبر	ناگاہ ابواب الم صد تا بجان من کشود
دامان صبرم چاک شد چشمم بسے نمناک شد	بیتابیم ہر بار ہمچو سیماب سبقت می ربود
غمخوار فرزندان چنان کس را ندیدم در جہان	در والدان این زمان او نادر و بمثیل بود
در اہل دانش محترم در راہِ دین ثابت قدم	عالی ہمم نیکو شیم یکتا بہ لطف و بذل وجود
زنہار نتواند کسے در امر خالق دم زدن	صبر و تحمل کن ولا زین اضطرابہا چہ سود
کردم دعائے مغفرت در جملہ افضل تر مقام	جایش عطا کن در جنان ای حضرت رب الودود

مرقوم کردم بے سر آرام سالش بادشاہ
حاجی محمد قاسم از دار جہان رحلت نمود ۱۳۲۲ھ

ایضاً

بدر ذی وقار من جان افتخار من،	سوئے عالم بقا کرد از جهان سفر
در تلاش سال چون طبع **بادشاه** بود	آمد از فلک ندا- وائے این غم پدر ۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ وفات حضرت سید شاه محمد امین الدین صاحب ... القادری المعروف بہ صاحبو صاحب قبلہ مرحوم ساکن مدم پٹی تریا نور۔

مرشد من ہادیٔ من قبلہ وماوائے من	ناگہان زین دار فانی جانب عقبیٰ برفت
زبدۂ آل پیمبر قدوۂ اہل سلوک	مرجع فن تصوف صوفیٔ یکتا برفت
جامع شرع وحقیقت مثل او بینم کجا	صد ہزاران حیف از ما رہنمائے ما برفت
از کہ گویم از کہ شنوم این غم واندوه دل	او برفت اما ز دستم نعمت عظمیٰ برفت
از فیوضش بہرۂ وافی مرا حاصل نشد	عمر من ہیہات از سستی واستغنا برفت
تیره وتار است در چشم مریدانش جہان	راست از جا نہا برفت وصبر از دلہا برفت

ملہم غیبی پئے سال وصالش **بادشاه**
گفت- سید امین الدین از دنیا برفت ۱۳۲۱ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب ملنگ حاجی عبد الرحمن صاحب غفر لہ متوطن وانمباڑی

آه بحکم خالق عالم زین عالم	تاجر یکتا با دل ذیشان فوت شده
دہم جمادی الاخریٰ روز شنبہ بود	ساعت شش در صبح نمایان فوت شده
برلب اہل حاجت جاری این سخن است	از دل ما باک بجد ارمان فوت شده

سال رقم کن **بادشاه** اخلاص کیش
ملنگ حاجی عبد رحمن فوت شده ۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب بی- محمد سلیمان صاحب ساکن وانمباڑی

فلک می دہد ہر زمان داغ حسرت	برین زندگانی انسان حیف است
ندانیم ہیہات چون مرگ خود را	بدنیا برین ساز وسامان حیف است

محمد سلیمان از رحلت تو — سہر دل تاسف بہر جان حیف است
تو بودی سراپا لیق و مکرم — بصد حسرت و رنج و ارمان حیف است

جنبہ ارلب بادشہ گشت سالش
وفات محمد سلیمان حیف است

قطعہ تاریخ وفات جناب ابو سعید محمد عبد الرحمن صاحب مبرور منشی فارسی مدرسہ اعظم مدراس

والا جناب عبد الرحمن ذی لیاقت — بے مثل اوستادے درفن شعر یکتا
در فارسی و اردو اعلیٰ مہارتے داشت — ہم در زبان انگلش گوئے سبق ربودہ
بودہ تخلص او مبرور در زمانہ — مبرور فی الحقیقت مبرور بود حقا
صد حیف از بلائے ہیضہ وفات او شد — کردند در مقام مدنات دفن اورا

ای بادشاہ از من ناگاہ ہاتف غیب
مبرور وای رحلت کردہ سنش بگفتا

قطعہ تاریخ وفات جناب حاجی عبد اللطیف صاحب غفر اللہ لہ برادر معظم جناب مولنا الحاج مولوی عبد الہادی صاحب مسوطن والمباڑی وظیفہ خوار سرکار نظام دکن خلد اللہ ملکہ

بود اخی اعظم ترا ای عبد ہادی مولوی — ناگہان رفتہ ازین دار المحن سوئے الٰہ
بادشہ این مصرع سال وفات او بگو — کرد رحلت حاجی عبد اللطیف افسوس آہ ۱۳۲۳ ھ

تاریخات متفرق واقعات

قطعہ تاریخ فتح یونان مطبوعہ شمس الاخبار مدراس مورخہ ۷ جون ۱۸۹۷ء

اے امیر المسلمین عبد الحمید — ہست ذاتت نازش شاہان روم
یک جہان را از تو لطف زندگی — روم مثل قالب و تو جان روم
خوان انشت را عجب گستردہ — ہر دل مومن شدہ مہمان روم
حیف در باغ جہان خار و را — می خلد چون خار عز و شان روم

شاہ یونان بود یک روباہ وش	گرد عزم رزم از شیران روم
لشکرش ہرجا شکستے یافتہ	شد فنا از تیغ خون افشان روم
ڈیوک آف سپارٹا پسرش گریخت	شد چو طاری خوف بے پایان روم
خود سپاہ او سپاہ خویش را	کشتہ اند از ہیبت مردان روم
آنکہ می گفتند سلطان را مریض	بہر اوشان خوب شد درمان روم
ہست این عجبے کہ می بینم کنون	دشمنان را ہم ثنا گویان روم
فکر تاریخش بکن ای بادشاہ	گر تو ہستی از بہی خواہان روم

از لب اسلام طعم زد ندا
فتح شد یونان از سلطان روم ۱۳۱۴

ایضاً مطبوعہ اخبار وکیل امرتسر مورخہ ۲۱ جون ۱۸۹۷ء

شدہ مسخر چو ملک یونان زشیر مردانِ فوج سلطان	زمین بصد جوش مرحبا گفت بارک اللہ آسمان گفت
سپاہِ یونان ہلاک گشتہ ہزار ہا زیر خاک پنہان	زتیغ بران فوج رومی نہ ہیچ کس غیر الامان گفت
چنین بذلت چنین شکستے ندید یونان بہیچ وقتے	سزا است او را لقب بہ یورپ اگر کسے شاہ بزدلان گفت
ببین تو از درۂ پلونا بہ تا ڈموکوز کو نہ گو نہ	بلاد و قصبات و قلعہ ہایش شدند مفتوح یک جہان گفت

چو ہست این فضل رب بیچون نہ چون کنم فکر سال اکنون
چہ خوب ای بادشہ دلِ من۔ فتوح عبد الحمید خان گفت ۱۳۱۴

قطعہ تاریخ ورود مرض طاعون در شہر بنگلور

از دست طاعون سربسر بنگلور شد زیر و زبر	صدگونہ آفات و بلا بہر تباہی آمدہ
در فکر سال عیسوی بودم چو با رنج و دلی	زد ہاتف غیبی ندا۔ غضب الہی آمدہ ۱۸۹۸ء

قطعہ تاریخ جشن تاج پوشئ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم فرمانروائے ہند و انگلستان مطبوعہ اخبار مخبر دکن مدراس
مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۰۲ء

اے شہ یڈورڈ ہفتم واہ واہ | نیر بخت تو روشن خوب شد
نغمہ خوان بر شاخ گل ہر عندلیب | گل ہر یک خندان بگلشن خوب شد
چشم نرگس وقف نظارہ شدہ | محو مدح شاہ سوسن خوب شد
باہزاران کروفر تاج شہی | بر سر تو جلوہ افگن خوب شد
وجہ اعزازت ندانم تاج را | بلکہ تاج از تو مزین خوب شد
اکثر اہل تاج محتاج تو اند | خلق را ذات تو مامن خوب شد
خوب شد فرحت ز بہر دوستان | از حسد پامال دشمن خوب شد
بست وششم جون آمدہ چہ خوب | شہرہ اش در ہند و لندن خوب شد
سر شدند اتواپ در ہر یک مقام | سو بسو آواز دن دن خوب شد

بادشہ پرسید از ہاتف سنش
گفت - جشن کارونیشن خوب شد
۳ ۱۹ ع

قطعہ تاریخ طغیانی پالار ندی وانمباڑی

شدہ از شامت اعمال مایان | ظہور قہر یزدانی ز پالار
ندیدہ وانمباڑی ز طفلی | چنین سیلاب لاثانی ز پالار
چہ می دانی جفا اے پیر گردون | بیاموز این ستمرانی ز پالار
مکانہا منہدم برباد اموال | عجب شد خانہ ویرانی ز پالار
جدا گشتند با حرمان ز قالب | بسے جانہائے انسانی ز پالار
گلستانہا چو خارستان بدمدم | مزارع ہم ہمہ فانی ز پالار
فراہم تودہ تودہ بر مزارع | ہمہ ریگ بیابانی ز پالار
کسے در فاقہ بے جامہ کسے را | میسر گشت عریانی ز پالار
نصیب ہر بشر شد گونہ گونہ | پریشانی و حیرانی ز پالار

برون از حد تحریر است ہیہات — زبان مالی و جانی پالار

چرا ای **بادشہ** خاموش ہستی
بگو تاریخ - طغیانی زپالار

قطعہ تاریخ جلسۂ دستاربندی مدرسہ باقیات الصالحات ویلور

تعالی اللہ این بزم ہمایون — سراسر مورد فضل الٰہی ست
ز روی وجد گفتم مصرع سال — چہ زیبا جلسۂ دستاربندی است

قطعہ تاریخ عہدۂ دیوانی جناب خواجہ اکبر حسین صاحب بہادر ریاست بنگن پلی

ای نیک محب من و یکتا شفیق من — فہم نو سا آمد بخت تو خوشا آمد
ممتاز شدی اکنون از عہدۂ دیوانی — ہنگام طرب افزا از فضل خدا آمد
در دور فلک بنگر آن کیست کہ شادان نیست — دل مدح سرا آمد لب محو دعا آمد
شایان چنین عزت لاریب وجودت بود — مقصود و مراد ما آمد چہ بجا آمد

زد **بادشہ** تار تخیل ز قلم سر اعدا
این منصب دیوانی فرخندہ ترا آمد

قطعہ تاریخ عطائے خطاب سی۔ایس۔ای۔ بہ جناب مولوی احمد حسین صاحب ایم۔اے۔بی۔ایل۔
معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ بمقام دربار دہلی ۱۹۱۱ء

داد احمد حسین را قیصر — تمغہ وہم خطاب سی۔ایس۔ای
از معزز خطابہا کردہ — عمدہ تر انتخاب سی۔ایس۔ای
گردید امسرت بی حد — در ہمہ شیخ و شاب سی۔ایس۔ای
موجب اتحاد سرکاری — گشت این لاجواب سی۔ایس۔ای
واد شہرت ترا بکشور ہند — صورت آفتاب سی۔ایس۔ای
ای برادر بنام تو زیبد — خوب با آب و تاب سی۔ایس۔ای

زد رقم بادشہ سن ہجری
ہست بامی خطاب سی۔ آئی۔ ای
۱۳۲۹

قطعہ تاریخ صحت مصنف نسخۂ ہذا از مرض دنبل

فلک بحال من بادشاہ خستہ جگر — عجیب کرد جفائے ولے بخیر گزشت
نمودہ گشت بدوشم ستم رسان دنبل — گرفتہ بود چہ جائے ولے بخیر گزشت
بنہ زد ڈاکٹران جز علاج قطع و برید — نبود ہیچ دوائے ولے بخیر گزشت
مرا طفیل گناہان ناسزا شاید — خدا بداد سزائے ولے بخیر گزشت

سر حسد چو بردم سبا غم تاریخ
رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت
۱۳۱۹

قطعہ تاریخ وعظ جناب سلطان الواعظین مولنا الحاج مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب قادری چشتی پھلواری کہ در ٹون ہال مدراس بتاریخ ۲۷ نومبر سنہ ۱۹۱۲ء منعقد شدہ و بصورت کتاب بنام وعظ دلکش شائع شدہ بود

چون سلیمان واعظ شیرین مقال — گفت وعظے خوش بقصر ٹون ہال
نرم شد دلہائے مومن ہچو موم — شد فزون خوف خدائے ذوالجلال
حق تعالیٰ داد تاثیر عجیب — در بیان وعظ او بے قیل و قال

سال تاریخش بجستم بادشاہ
وعظ دلکش کلک من بنوشت سال
۱۳۳۱

قطعہ تاریخ خطاب خان بہادر عطائے سرکار انگریزی بجناب ڈاکٹر خواجہ محمد حسین صاحب ریاست بنگن پلی

خطاب یافت ز سرکار ڈاکٹر خواجہ — مسرت دل احباب روز افزون شد
بگفت بادشہ خیر خواہ مصرع سال — خطاب خان بہادر زہے ہمایون شد
۱۳۲۹

تاریخات کتب

قطعہ تاریخ زواجر منظوم مصنفہ جناب منشی عظیم الدین صاحب متخلص بہ عظیم متوطن بیارم پیٹھ ضلع شالاپور آرکاٹ

جناب منشی والا گہر عظیم الدین
بسلک نظم در نسخہ زواجر سفت

دلم ز بہر سن طبع از لب ایمان
نبے زواجر منظوم لاجواب بگفت

قطعہ تاریخ طبع دیوان گوہر مسمّی بہ گوہر آبدار تصنیف جناب محمد منور خان صاحب گوہر مدراسی

خوشا دیوان گوہر طبع گشتہ
کہ ہر ہر لفظ او مرغوب دلہا است

بناز د لفظ بر حسن معانی
معانی بر کمال لفظ شیدا است

درخشان است مضمون مثل گوہر
روان طبع مصنف ہمچو دریا است

صدائے آفرین آید ز ہر سو
لوائے شہرتش ہر سمت برپا است

رقم زد بادشہ این مصرع سال
کلام گوہر نامی چہ یکتا است

ایضاً

اگر د رقم نسخہ دیوان عجیب
شاعر ما گوہر عالی وقار

گفت سن طبع ہمین بادشاہ
گوہر اشعار چہ شد آبدار

قطعہ تاریخ مثنوی نغمۂ توحید مصنفہ جناب ابو العرفان شاہ محمد عبد الرحمٰن صاحب فاروقی تسلیم مجددی علوم صوفیہ

چنان زد نغمۂ توحید تسلیم
شدہ بیخود دل اہل زمانہ

بطبع بادشہ ہم کرد تاثیر
بگفتم سال ۔ برجستہ ترانہ

قطعہ تاریخ مثنوی چندر بدن ماہیار مصنفہ جناب حاجی محمد عبد القادر صاحب شاکر متوطن وانباڑی

رقم زد کنون شاکر خوش بیان
چہ منظور اہل نظر مثنوی

بر آمد ز دریائے طبعش عجیب
درخشندہ مثل گہر مثنوی

ز حالات چندر بدن ماہیار
شدہ دلکش و پر اثر مثنوی

سن طبع او از لب آفرین
بگو بادشہ عمدہ تر مثنوی

نظم اور قطعات تاریخ جو متفرق واقعات مین لکھی گئین

یہ نظم اثناے سفر حرمین شریفین سنہ ۱۳۰۴ھ مین لکھی گئی اور عدن سے بذریعہ ڈاک اخبار مخبر دکن مدراس کو روانہ کیئے گئی

سوئے کعبہ اندنون جاتے ہین ہم
حق کے فرمان کو بجا لاتے ہین ہم

ہم کہان یہ نعمت عظمیٰ کہان
اپنی خوش قسمت پہ اتراتے ہین ہم

ہو نہین سکتا ہے لفظون مین ادا
اس سفر مین جو مزا پاتے ہین ہم

شوق ہے مونس تو ہمت ہے رفیق
دیکھیئے کس کس کو لیجاتے ہین ہم

عین راحت ہم کو ہر تکلیف ہے
کون کہتا ہے کہ گھبراتے ہین ہم

عمر سب ہے ہے گناہون مین کٹی
ہاتھ اب مل مل کے پچھتاتے ہین ہم

نام نیکی کا نہین اعمال مین
سخت شرماتے ہین شرماتے ہین ہم

اپنے مہمانون پہ کر لطف و کرم
یا الٰہی تیرے گھر آتے ہین ہم

انکساری عذرخواہی بے بسی
نذر یہ در پر ترے لاتے ہین ہم

اپنی آہین بادزن سے کم نہین
عشق کی آتش کو بھڑکاتے ہین ہم

دیکھینگے کعبہ کو دیکھینگے ابھی
دل کو یون کہہ کہہ کے سمجھاتے ہین ہم

رنگ تیرے شاعری کا بادشاہ
اندنون کچھ اور ہی پاتے ہین ہم

یہ نظم بعد مشرف ہونے زیارت مکہ معظمہ موزون کیئے گئی اور اخبار مخبر دکن مدراس مین شایع ہوئی

ہزاران شکر اب ہم منزل مقصود پر پہنچے
الٰہی یہ ترے ناچیز بندے تیرے گھر پہنچے

الٰہی خواب کا عالم ہے ہم پر یا ہے بیداری
کہان تھے کس جگہہ تھے یکبیک ہم اب کدہر پہنچے

ترے بحر کرم کے جوش کا بس یہ نتیجہ تھا
ہزارون میل سے طی کر کے راہ بحر و بر پہنچے

زبان پر کلمہ لبیک تن پر جامہ احرام — سفر و ما سفر و ما یار ہم خستہ جگر پہنچے
الٰہی بخشدے ہمکو الٰہی بخشدے ہم کو — ترے در پر نہ سے رحم و کرم کے منتظر پہنچے
مقابل اس خوشی کے ہو نہیں سکتی خوشی کوئی — نہ ہرگز اس سفر کو کوئی دنیا کا سفر پہنچے
جو کچھ طاعت ہوئی ہم سے یہاں پھر پوچھنا کیا ہے — بری مقبولیت کا بھی شرف اسکہ اگر پہنچے

نہ پوچھو **بادشہ** اہل وطن کے جوش وحشت کو
پہنچنے کی ہماری جب وہاں انکو خبر پہنچے

یہ نظم بعد مراجعت سفر حرمین الشریفین لکھی گئی

رہگیا بس زبان پہ نام سفر — حیف ہے آج اختتام سفر
شکر خالق ہو گیا ادا ہم سے — ہم ہوے فائز المرام سفر
یاد آتا ہے صبح و شام ہمین — آہ وہ لطف صبح و شام سفر
وہ تمنا کہاں وہ جوش کہاں — اب کہاں ہے وہ اہتمام سفر
کہاں وہ دن مدینہ و مکہ — نہیے ہمارے لئے مقام سفر
جلد کیجیے سفر اے مشتاقو — ہے اگر دل مین احترام سفر

بادشہ ہے دعا یہی حق سے
پھر دوبارہ ہو انتظام سفر

یہ نظم جلسہ فتح اڈریانوپل واقع موریو پلین پیلس پارک مدراس منعقدہ ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے
لکھی گئی اور پڑھی گئی

کیا شان حق ہے روم کی کایا پلٹ گئی — اب اسکے دشمنون کی جو قسمت پلٹ گئی
قابض ہوے ہین ترک ادرنہ کے شہر پر — بلغاری فوج آہین جو تھی ضاہت گئی
جلسہ اسی خوشی مین ہوا ہے یہ منعقد — دل سے ہمارے فکر تنزل کی گھٹ گئی
بلقانیونکی ہوگئی آپس مین جنگ خوب — ضرب المثل ہے جوتیون مین دال بٹ گئی

کہتا ہے ہم آج مین بالیدہ ہو گیا — کہتا ہے دل کہ مجھسے مسرت چمٹ گئی
حاجت نہ اسکو کٹنے کی تھی تیغ ترک سے — انگاری فوج مارے ندامت کے کٹ گئی
حیران ہے دل گرفتہ ہے شاہ فرقہ پیشہ — فوج اسکی جیسا سیلی ہی یون ہی سمٹ گئی
ہر جا پہ مسئلہ رسیدہ داد کا ہے غل — دیکھو ہوا اودھر کی ادھر اب پلٹ گئی

اے پادشاہ نظم کو تم کیجیے مختصر
کوئی نہ یہہ اوٹھے کہ طبیعت اُچٹ گئی

ایضاً

عجب ہے شیخ سے تیرے مسرت اڈریانوپل — نہین کہنا ہے اب جوش طبیعت اڈریانوپل
بڑھا دی تونے پھر دینی محبت اڈریانوپل — ہوی دہ چند پھر ترکون کی عظمت اڈریانوپل
کسے امید تھی پھر آئے تو ترکون کے قبضے مین — فقط اللہ کی ہے یہ عنایت اڈریانوپل
کروڑون دل مسلمانون کے تیرے عاشق و شیدا — ستارہ کبھی تھی کیا کیا تیری وقعت اڈریانوپل
زبان پر یون نہ مجنون کے بھی ہوگا نام لیلیٰ کا — ہمارے لب پہ ہے ہر ایک ساعت اڈریانوپل
نکلنا ہی پڑا بلغاریہ کو تیرے پہلو سے — ہمارے جذب دل کی دیکھ حالت اڈریانوپل
رہے چھپے سو برس سے ہم جو تیرے مالک و مختار — بھلا دی تونے کیا دو دن مین الفت اڈریانوپل
غلط ہے یہ گمان ہرگز نہین ہے تجھہ سے یہ امید — تجھے اغیار سے ہے سخت نفرت اڈریانوپل

دعا ہے بادشہ کی یا الٰہی کیجیے مقبول
نہ چھوٹے ترک سے پھر تا قیامت اڈریانوپل

یہ نظم ساحل مدراس پر جرمنی کروزر ایمڈن کی حملہ آوری کے متعلق لکھی گئی تاریخ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۱۴ عیسوی

تو جو مدراس آیا اے ایمڈن — کیا ستم ہم پہ ڈھایا اے ایمڈن
آدمی بیس کر دیے مجروح — خوب گولے چلایا اے ایمڈن
جل اٹھے تیل کے خزانے دو — خوب چرکا لگایا اے ایمڈن

تونے مدراسیون کو وحشت سے — شہر سے ہے بھگایا اے یمڈن
پھر رہا آج تک ہے آنکھون مین — ایسا طوفان اوٹھایا اے یمڈن
خواب غفلت مین سو رہے تھے ہم — تونے ہمکو جگایا اے یمڈن
اب نہین خیر تیری ساحل پر — بار ثانی جو آیا اے یمڈن
کیسے کیسے جہاز کو تو نے — انگلیون پر نچایا اے یمڈن
تجھہ سے غرقاب دس جہاز ہوے — رحم کچھہ بھی نہ لایا اے یمڈن
دی نہ اہل جہاز کو ایذا — سب کو تونے بچایا اے یمڈن
لطف اخلاق سے تواضع سے — سب کے دل کو لبھایا اے یمڈن
مدح اور ذم کے دونون پہلو مین — تجھکو یکتا جو پایا اے یمڈن
کوئی نفرین آفرین کوئی — کرتے ہین اب دعایا اے یمڈن
مین کہونگا نہ پھر کسی پہ پڑے — تیرا منحوس سایا اے یمڈن

بادشہ نے یہ واقعہ سچا
آج تجھکو سنایا اے یمڈن

ایضاً

تجھپہ تف اے خلیج بنگالہ — کیون نہ یمڈن کو غرق کر ڈالا
جانتا خوب تھا ہے یہ یمڈن — سلطنت کا ہماری ہے دشمن
اس سے دو دن کی تیری چاہت ہے — مدتون سے ہماری الفت ہے
دوستی پر تو اسکے پھول گیا — دوستان قدیم بھول گیا
ذات مین تیری گر وفا ہوتی — تیری یمڈن پہ کچھہ جفا ہوتی
بگڑے یمڈن کی ایک دن حالت — یا گرفتار ہوگا یا غارت
ہوگا برٹش کا اس پہ یکدن فیر — بکرے کی مان منائیگی کیا خیر

نام پٹڈن جو سب کے لب پر ہے
ایک چھوٹا سا وہ کروڑ رہے

قطعہ تاریخ دربار دہلی جو اخبار وطن امرتسر مین شائع ہوا تھا

یہ کس جشن طرب کا واقعہ اب پیش مردم ہے
صریر کلک مین بہی میرے آواز ترنم ہے

چمن مین غنچہ و گل نے جمایا رنگ عشرت کا
کوئی مصروف خندہ ہے کوئی محو تبسم ہے

ادائے نرگس شہلا ہے بالکل دید کے قابل
خموشی مین بہی سوسن کے اب انداز تکلم ہے

مبدل کیون نہ ہر زحمت ہو اپنی فرح و بہجت سے
الم کا نام جب مانند عنقا دہر سے گم ہے

تعلق جوش فرحت کا ہر یک دل سے ہے یون گویا
وہ ساقی ہے یہ پیمانہ وہ بادہ ہے تو یہ خم ہے

کہ یعنے جشن اسکے تاجپوشی کا ہے انروزون
فزون تر جسکا شہرہ از زمین تا چرخ چارم ہے

وہ شاہ ہند و انگلستان کہ جسکی ذاتمین بجید
شجاعت ہے عدالت ہے عنایت ہے ترحم ہے

شریک جشن لاکھون میہمان ہین شہر دہلی مین
ہے مثل آسمان دہلی یہ خلقت شکل انجم ہے

یہ حسن انتظام لارڈ کرزن کا نتیجہ ہے
کہ ہر یک جشن پر اس جشن کو حاصل تقدم ہے

نیابت شاہ کی زیبا ہے اسکو طبع مین اسکے
لیاقت ہے فراست ہے تدبر ہے تفہم ہے

لکھین گر آب زر سے واقعہ یہ کچھہ نہین بیجا
تکلف اور آرائش کا ہر جا پر تلاطم ہے

بہی خواہان دولت سب مسرت سے ہین مالامال
دل بدخواہ پر یہ جشن گویا نیش گژدم ہے

لکھواے بادشہ تاریخ اس دربار دہلی کی
ہمایون تاج پوشی شہ ید ورڈ ہفتم ہے

قطعہ تاریخ ورود سردار عنایت اللہ خان جو اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۵ء مین شایع ہوا تھا

خلف امیر کابل سردار ذی وجاہت
رونق فزائے شہر کلکتہ ہے بصد جاہ

ہے سولہ سال کا سن بالکل شباب کے دن
ہمراہیون مین ہے یون تارون مین جسطرح ماہ

باقی رہا نہ کوئی تعظیم کا دقیقہ
برٹش کی سلطنت نے کی قدر اسکی دلخواہ

توپون کی وہ سلامی وہ احترام فوجی	وہ شاہی میہمانی وہ لطف اور وہ چاہ
وہ قصر خوشنما وہ آرائش و تکلف	وہ خسروانہ ساز و سامان واہ صد واہ
کیا لاجواب دونون مہمان و میزبان ہین	یک جانشین کابل یک نایب شہنشاہ
مہمان و میزبان مین تھی گفتگو جو باہم	اسرار تھے وہ شاہی ہے کون اس سے آگاہ
تحفے ادہر سے آئے وہ چند ادہر سے پہنچے	پیدا ہوی دلون مین کیا اتحاد کی راہ

تاریخ خیر مقدم اے کلک بادشہ اب
لکھہ جلوہ وریوو سپردار عنایت اللہ
۱۳ ۲۲

قطعہ تاریخ ۔ روسی بیڑہ بالٹک کی شکست اور شاہ جاپان کی فتحیابی پر جو اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۱۴ جون ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تھا

تھا روسیون مین عجیب جوش فرحت	جبدم نکلا ہے بالٹک کا بیڑہ
معلوم یہ کس کو تھا کہ وہی دن مین	محتاج فنا ہے بالٹک کا بیڑہ
کہتا تھا خوشی سے ہر سپاہ جاپان	خوان یغما ہے بالٹک کا بیڑہ
صد آفرین تو گو کی ہے صیادی پر	کیا صید کیا ہے بالٹک کا بیڑہ
بیڑہ نہ کسی کا پایا ایسا نقصان	جو کچھ پایا ہے بالٹک کا بیڑہ
پشہ سے ہوی ہلاک فوج نمرود	مصداق اسکا ہے بالٹک کا بیڑہ
کیا حرف غلط تھا صفحہ ہستی مین	یک لخت مٹا ہے بالٹک کا بیڑہ
ضائع ہوا محصور ہوا غرق ہوا	کیا رنگ لیا ہے بالٹک کا بیڑہ

لکھیے بادشاہ سال ہجری
تاراج ہوا ہے بالٹک کا بیڑہ
۱۳ ۲۳

ایضاً

جنگ بحری مین تری یہ فتح و نصرت دیکھکر	اے شہ جاپان ہماری عقل اب حیران ہے

بادشہ کو جستجو تھی عیسوی تاریخ کی
غیب سے آئی ندا فتح عظیم الشان ہے
۱۹۰۵ء

قطعہ تاریخ تسخیر پورٹ آرتھر جسکی اشاعت اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۱۱ جنوری ۱۹۰۵ء مین ہوی تھی

خدا کی شان ہے اے شاہ جاپان
چمکتا ہے تیرے قسمت کا اختر

ترے لشکر نے باصد جانفشانی
کیا ہے پورٹ آرتھر کو مسخر

شجاعت کہتی ہے لشکر سے تیرے
تو نازان مجھپہ مین نازان ہون تجھپر

اگر کچھ یاس نے صورت دکھائی
کہا ہمت نے بڑہکر مین ہون یاور

طفیل اس جنگ کے جاپانیون نے
جگہ پائی ہے کیا ہر دل کے اندر

صفائی تیغ جاپان کی جو دیکھی
ہوا ہے رشک سے یورپ مکدر

نہ کیونکر زار کی ہو زار حالت
شکست فاش ہے اسکو میسر

نہین زیبا خموشی شاعرون کو
لیئے تاریخ یہ موقع ہے خوشتر

لب جاپان سے طبع **بادشہ** نے
کہی تاریخ - فتح پورٹ آرتھر
۱۹۰۵

قطعہ تاریخ - فتح مکڈن جو اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا تھا

کیون نہ جاپان مین ہو خوشی کی دہوم
لطف حق اس پہ سایہ افگن ہے

گل مقصد سے سر بسر معمور
شاہ جاپان کا جیب و دامن ہے

آفرین اسکو اسکے لشکر کو
کہہ رہا سارا ہند و لندن ہے

حالت فتحیابی مکڈن
ایک عالم پہ آج روشن ہے

کبر و نخوت مین سر بلند جو تہا
حق نے اسکی جہکائی گردن ہے

نغمہ ہائے طرب ہین جاپان مین
روسیون مین الم ہے شیون ہے

حیف رنگین ہے خون انسان سے
آج مکڈن بھی رشک گلشن ہے

روسیو! جاؤ سوئے پیٹرسبرگ
بس وہی ایک تمہارا مامن ہے

لطف اب جنگ مین نہین زنہار	بے مزا سارا حیلہ و فن ہے
سال ہجری کی ہے ضرورت کیا	یہان مطلوب عیسوی سن ہے

بادشہ روئے انبساط سے تم
کہدو۔ تسخیر شہر پکڈن ہے ۱۹۰۵

قطعہ تاریخ صلح جاپان اور روس پر جو اخبار مخبر دکن مدراس بابت ستمبر ۱۹۰۵ء مین شایع ہوا تھا۔

صلح و امان کی کس کو خواہش نہین جہان مین	جنگ و جدل سے ہے کسکو بھلا خوشی آج
مدت سے تھی جو جاری جاپان و روس مین جنگ	باہم مصالحت کی ہم کو خبر ملی آج
صد آفرین ہے تجھپر اے امریکہ کے والی	تو نے ادا کیا ہے کیا حق دوستی آج
گر بزم صلح کی تو کرتا نہ سرپرستی	یون جلد تر نہوتی یہ صلح و آشتی آج
کیا ایک روس و جاپان دنیا ہے تیری ممنون	گردن ہر ایک کی بار منت سے ہے جھکی آج
کرتے ہین تہنیت کے تارین تجھے لگاتار	شاہون مین قدر تیری کسدرجہ بڑہگئی آج
ہر گوشہ جہان مین اس صلح کا ہے چرچا	ہر ہر بشر کے لب پر بس ذکر ہے یہی آج
مسرور و شادمان ہین سب اہل روس و جاپان	انکے ہر ایک مکان مین ہے عید واقعی آج
تاوان جنگ اپنے مفتوح سے نہ لیکر	جاپان نے دکھائی کیا عالی ہمتی آج
ملجا و تم گلے اے وکلای صلح باہم	کہتے ہین جنگ کسکو ہے کیسی دشمنی آج

ای بادشاہ تم یہ تاریخ صلح لکھدو
خونریزی خلایق موقوف ہو چکی آج ۱۹۰۵

قطعہ تاریخ جو خلیفۃ المسلمین امیر المومنین اعلحضرت عبد الحمید خان غازی سلطان روم خلد اللہ ملکہ صدمۂ ڈینامیٹ سے بال بال بچ جانکی اظہار خوشی مین لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳ اگست ۱۹۰۵ء مین شایع ہوا

بفضل خدا ای شہنشاہ روم	مصیبت ترے سر سے کیا ٹل گئی

کیا بم کے گولے کا دشمن نے وار — ہے صد شکر اسکی جفا ٹل گئی
نہ پہنچا گہن کا یہ صدمہ تجھے — نہ اے مہر تیری ضیا ٹل گئی
بچایا ہے خالق نے گلزار کو — خزان کی جو آئی ہوا ٹل گئی
خوشی کا ہوا ہر طرف غلغلہ — غم و درد کی اب صدا ٹل گئی
ملا مصرع سال جب دم مجھے — مری فکر طبع رسا ٹل گئی

اوڑا کر سر جور لکھہ **بادشاہ**
شہ روم پر سے بلا ٹل گئی ۱۹۰۵

قطعہ تاریخ جو زوجہ پیر صاحب اپنا مکان محلہ محفوظ خان باغ واقع مدراس وقف کرنے پر لکھا گیا

نہ کیون پائے جزائے نیک حق سے — مکان یہ وقف ہے جسنے کیا آج
لکھی تاریخ اسکی **بادشہ** نے — مبارک ہو یہ خیر جاریہ آج ۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ رفع فساد مقدونیہ

یہہ قطعہ جلسہ عام اہل مدراس مین پڑہا گیا جلسہ مذکور کے انعقاد کی وجہ اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ اور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کو شکریہ ادا کرنے کی تہی۔

کس خوشی کا جوش ہے اب جا بجا — کیون ہر یک کے لب پہ ہے شکر خدا
وجہ کیا یون مطمئن ہین خاص و عام — کسلئے اوٹھتے ہین یون دست دعا
شادمان دل ہے ہر ایک کا آج کیون — ہوگیا مفقود تھا وہ رنج کیا
کسلئے جلسہ ہوا یہ منعقد — ہے مسرت عام اسکی وجہ کیا
حضرت سلطان امیر المومنین — خادم الحرمین ذی مجد و علا
مذہبی جتنے ہین اعلیٰ تر مقام — سب پہ قابض اسکو خالق نے کہا
سارے دنیا کے مسلمانون کا وہ — بالیقین ہے مذہبی فرمانروا
اسکی نصرت نصرت دین ہے یقین — اسکی ذلت ذلت دین ہے بجا

آفتاب آمد دلیل آفتاب | وصف خود شاہد ہے اسکے وصف کا

کسطرح مانینگے دعویٰ اوسکا ہم | جو نہین اسکو خلیفہ مانتا

اسکی ہمت اسکی عمدہ پالسی | اسکا استقلال اور فہم رسا

آج تک پایا ہے کس سلطان نے | مدح خوان دشمن بھی ہین بے ساختہ

جسطرح سے حاکم دینی ہے وہ | حاکم دنیا شہ برطانیہ

دین و دنیا دونون ہمکو چاہیے | ہمکو دونون سے تعلق ہے لگا

استفادہ ہمکو دونون سے ضرور | ترک کر سکتے ہین ہم کسکو بھلا

اے زہے قسمت شہ ایڈورڈ بھی | بادشاہ مہربان ہمکو ملا

ان دنون جب ملک پر سلطان کے | بحری بیڑہ دول یورپ کا گیا

جنگ کے آثار تھے بالکل عیان | پیش تھا مقدونیہ کا مسئلہ

مضطرب سارے مسلمان ہو گئے | تھا پریشانی مین ہر یک مبتلا

دل ہر یک کا آشنا تھا رنج سے | کون تھا جو اس سے متاثر نہ تھا

ہم نے خدمت مین شہ ایڈورڈ کے | تار سے یہ مدعا ظاہر کیا

آپ شاہانہ عنایت سے کرین | دول اور سلطان مین باہم تصفیہ

ہم رعایا کی ضروری عرض کو | شاہ نے منظور فوراً کر لیا

ہو گیا ہر طرح اب صلح و امان | بیڑہ جو آیا تھا واپس ہو گیا

معترف احسان کے گر ہم نہ ہون | اس سے بڑھکر اور کیا ہو گی خطا

اے شہ ایڈورڈ ہفتم ذی وقار | اے ہمارے امپرر آف انڈیا

آج یہ جلسہ بصد جوش طرب | کر رہا ہے شکریہ تیرا ادا

اور کرتا ہے ادا سے تہنیت | خدمت سلطان مین باشوق و ولا

مخمصے سے جنگ کے از فضل حق | رہ گیا محفوظ جو ملک آپ کا

ہم تو کیا روئے زمین کے دیندار / اس خوشی مین سب نے ہے حصہ لیا
التجا ہے ای الہ العالمین / ملک سلطان کو تو رکھہ یون ہی بچا
شوکت واقبال سلطان ہو فزون / ہر زمان ہر وقت تا روز جزا
اسکے اعدا کو شکست فاش ہو / فتح وفیروزی ہو اسکو جا بجا
ترک وبرٹش مین ہو باہم اتحاد / منقطع یارب نہ ہو یہ سلسلہ
یہ رہین بایکدگر شیر وشکر / انکی الفت کو تو دے ہر دم بڑہا
ساری دنیا مین رہے صلح وامان / روسیہ ہو جنگ کا صبح ومسا
یہ جو دو جلسے ہوے مدراس مین / اندنون در بارۂ مقدونیہ
متحد دونون کے ہین اغراض سب / یہ خبر ہے اسکی وہ ہے مبتدا
وہ شجر ہے تو یہ اسکا ہے ثمر / وہ ثمر ہے تو یہ اسکا ہے مزا
رنج گر کہیئے اُسے رحمت ہے یہ / درد گر کہیئے اسے یہ ہے دوا
ای قلم کر داستان کو مختصر / بادشہ طول سخن ہو تا کجا
چونکہ ہے یہ واقعہ بہی یادگار / گر لکہون تاریخ تو بیجا ہے کیا

لو سنو یہ مصرع تاریخ سب
آج خوف جنگ ہے دل سے اٹہا

قطعہ تاریخ ورود عالیجناب پرنس آف ویلز مع بیگم

جسوقت مدراس مین حضور ممدوح کی تشریف آوری ہوی یہ قطعہ بذریعہ ڈاک پیش کیا گیا حضور ممدوح نے اپنے مراحم خسروانہ سے اسکی قبولیت اور شکریہ کا خط روانہ کیا بعد وصول خط شکریہ حضور ممدوح تمام حکام والامقام اور رئیسان ذی احتشام کی خدمات مین بطریق تحفہ اسکے نقول روانہ کئیے گئے سب کے پاس سے شکریہ کے خطوط آکر باعث افتخار واعزاز مصنف ہوے وہو ہذہ

آمد آمد کی تھی جسکی ایک مدت سے خبر / یک جہان کی آنکہ جسکے دید کی تھی منتظر

جسکے استقبال کی تھی دھوم سارے ہند مین ۔ جسکے مہمانی کی ہین تیاریان شام و سحر
جسکے خاطر ہو رہی ہین جابجا آرائشین ۔ جسکے خاطر صرف کرتے تھے خوشی سے مال و زر
جسکے ہاتھون سے ہوا ہر کام کی ہے فال نیک ۔ افتتاحی سیکڑون رسمین تھین جس پر منحصر
تخت انگلستان کا کہتے ہین جسکو جانشین ۔ ہے لقب جسکا پرنس آف ویلز ہر جا مشتہر
ایکدن چمکیگا جسکے سر پہ تاج کوہ نور ۔ ایکدن ہوگا جو ملک انڈیا کا امپرر
بلدۂ مدراس مین وہ آج ہے رونق فزا ۔ اور ہے ہمراہ اسکی بیگم والا گہر
یہ وہ بیگم ہین کہ پہلے ہند مین آئین یہی ۔ کس نے خاتونان شاہی مین کیا ایسا سفر
کیا مبارک تو ہے ای سب وچہارم جنوری ۔ رشک کرتے ہین تری قسمت پہ ایام دگر
جسقدر ہو ناز ای مدراس تجھکو ہے بجا ۔ دیکھنے آیا مع بیگم ترے شہ کا پسر
ہر زمان لازم ہے تجھپر اسکی آمد کی خوشی ۔ اسکی دلجوئی کا یہ موقع ہے تجھکو خوب تر
ہم نے مانا ای فلک پیر جہاندیدہ ہے تو ۔ بے سبب ہرگز نہین خم ہین ترے پشت و کمر
سچ بتا تو نے کبھی دیکھا ہے اپنی عمر مین ۔ یہ طرب یہ جوش یہ جلسہ یہ شاہی کروفر
صفحۂ دل سے ہمارے محو ہونگے کس طرح ۔ خوشنما اوقات یہ نظارہ ہائے پر اثر

تحفۂ تاریخ تم یہ پیش کردو **بادشاہ**
ہند مین آیا شہ انگلنڈ کا لخت جگر

قطعۂ تاریخ مراجعت لارڈ کرزن ویسرائے ہند طرف انگلستان کے مطبوعۂ اخبار مخبر دکن مدراس مورخہ ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۰۵ عیسوی

نہین یکحال پر حال زمانہ ۔ دو رنگی اسکی ہے عالم پہ روشن
جناب ویسرائے ہند کی ذات ۔ عجب فہم و فراست کی تھی معدن
حکومت ہند مین کی جسنے چھے سال ۔ چلا ہے وہ بسوئے شہر لندن
اسی کے عہد مین دربار دہلی ۔ بصد شوکت ہوا ہے جلوہ افگن

اسی کے عہد مین تشریف لایا ... پرنس آف ویلز ابن شاہ لندن

بسوئے کابل و ایران اس نے ... مشن بھیجا ہے بروقت معین

سفارت جب گئی ہے سوئے تبت ... جھکالی والی تبت نے گردن

پئے اصلاح تعلیمات و پولس ... اسی نے مسعقد کی ہے کمیشن

بڑا اثر اسکے ہی زور پالسی سے ... اجارہ پر ملا فرحت کا مسکن

عرب کے بھی سواحل پر گیا وہ ... محبت کا عجب پھیلا کے دامن

اسی کے عہد مین نبگالیون نے ... مچایا بے نہایت شور و شیون

ادہر تھا جوش تحریک سدیشی ... ادہر بنگال کا تھا پارٹیشن

غرض طرز عمل اس حکمران کا ... بنایا خوب ہر یک دل مین مسکن

ہے اسکے وصف مین یون ہند گویا ... دل من داند و داند دل من

لکھوا ے بادشہ تاریخ رخصت
ہوا رخصت وطن کو لارڈ کرزن
۱۹۰۵ء

قطعہ تاریخ جشن جوبلی حضور نظام دکن دام اقبالہ جو اخبار محرر دکن مدراس مطبوعہ ۲۰ ڈسمبر ۱۹۰۵ء مین شایع ہوا تھا

کیا شان حق ہے آتی کس انداز سے بہار ... رنگت کچھ آج اور ہی صحن چمن کی ہے

ہر یک شجر نہال ہے ہر گل ہے باغ باغ ... کیا دہوم اے صبا ترے دلکش چلن کی ہے

نرگس کی کور آنکھ بھی بینا ہے اندنون ... سوسن سی بے زبان کو تمنا سخن کی ہے

گل مین کسی کے عارض رنگین کا رنگ ہے ... سنبل مین وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے

دولہ ہے عندلیب براتی ہین سب شجر ... ناز و ادا اگلو نمین سراسر دلہن کی ہے

غنچون کی بوسے کرتی ہے ان روزون ہمسری ... سنبل مین وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے

پوڈر لگایا گل نے زر گل کا رخ پہ آج ... رغبت اسے بھی اندنون انگلش فیشن کی ہے

یعنے شہ دکن کے ہے یہ جوبلی کا دن ... فرحت عجیب آج ہر یک مرد و زن کی ہے

ہر یک خوشی بجا ہے ای اہل دکن تمہین	قسمت بلند آج تمہارے وطن کی ہے
نظارہ ایسے جشن کا ہمکو عطا ہوا	منت یہ کیسی بارگہ ذوالمنن کی ہے
نازان رعایا شاہ پہ شہ ان پہ شادمان	نسبت یہ گویا دونون مین اب روح وتن کی ہے
کس طرح مجھسے حضرت آصف کا وصف ہو	طاقت قلم کی ہے نہ زبان و دہن کی ہے
اللہ رے خوشی شہ آصف کے عہد کی	باقی نہ ایک شکل بھی رنج و محن کی ہے
اس عہد شہ مین جہل ہے بیقدر کسقدر	جو کچھ یہان ہے قدر فقط علم و فن کی ہے
اقبال وجاہ شہ کا فزون تر ہو دمبدم	جبتک بقا الٰہی زمین و زمن کی ہے

تاریخ جشن تم یہ سنا دو ای بادشاہ
اب جوبلی جہان مین نظام دکن کی ہے

قطعہ تاریخ جو جلسہ دستار بندی مدرسہ باقیات الصالحات ویلور کیلیے لکھا گیا

خوب ہے مجمع مسرت خوب ہے	علم کا ہے آج عز وجاہ خوب
سال اس جلسہ کا لکھو بادشاہ	جلسۂ تعمیم طلبہ واہ خوب

قطعہ تاریخ جو حیدرآباد دکن مین لارڈ منٹو ویسرائے ہند کی تشریف آوری پر لکھا گیا

ہوے ہین رونق افزا ویسرائے ہند بلدہ مین	نہ تھی کسکو تمنا اس مسرت خیز قابو کی
ہوا آراستہ پیراستہ یون ہر گلی کوچہ	بنی ہے آج شکل شہر یک معشوق دلجو کی
نہ کیون مسرور ہو محظوظ ہو ہر دم دل مہمان	مچی ہے دہوم ہر جا میزبان کے خلق نیکو کی
عجب دانش وزا تھین میزبان مہمان کی تقریرین	ہے انکے آگے کیا وقعت فلاطون کی ارسطو کی

لب بہجت سے سال عیسوی اسے بادشہ فوراً
کہو۔ اب ہے خوشا آمد دکن مین لارڈ منٹو کی

قطعہ تاریخ جو آنریبل جسٹس عبدالرحیم صاحب بہادر عہدہ ججی ہائی کورٹ مدراس پر مامور ہونیکے متعلق لکھا گیا

سرکار مین معزز عہدے نو یون بہت ہین
رکہتا ہے سب مین لیکن شان عظیم جسٹس

صد شکر اندنون ہین رونق فزائے ہی کورٹ
ذی جاہ پاک مسلمان مرد سلیم جسٹس

مدراسیو تمہاری قسمت کی یاوری ہے
ہمدرد قوم آتے کیسے فہیم جسٹس

تاریخ عیسوی یہ اے بادشاہ لکھدو
فرخ نہاد ہین یہ عبدالرحیم جسٹس
۱۹۰۸ ع

قطعہ تاریخ جو افتتاح حجازی ریلوے پر لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۸ء مین شائع ہوا

مچی ہے کس نوید جانفزا کی دہوم عالم مین
زبان پر کیون ہر یک کے آج شکر رب باری ہے

نظر آتا ہے یہ کس شاہد مقصود کا جلوہ
بہرا ہے جوش کیون دل مین یہ فرحت آج کیسی ہے

سبب کیا ہر طرف آثار عشرت یون ہویدا ہین
سبب کیا جا بجا یہ اتفاق وحب قومی ہے

سنو یہ وجہ اسکی ریل آپہنچی مدینہ کو
بصد شوکت وہان اب اسکا جشن افتتاحی ہے

خوشی ہم بہی منائین گر یہان ہر گز نہین بیجا
ہمارے واسطے یہ بلکہ لازم ہے ضروری ہے

مبارک شہر کو پہنچی مبارک ریل ہے بیشک
مبارکباد کے قابل مسرت یہ ہماری ہے

سہولت اب سفر کی حاجیو تم کو مبارک ہو
تم اچھے ہو تمہاری اندنون تقدیر اچھی ہے

وہ دن بہی آئیگا سنلو گے پہنچی ریل مکہ کو
زیادہ کچھ نہین عرصہ جو مدت ہے وہ تھوڑی ہے

یہ سب کسکے بدولت کون ہے اس ریل کا بانی
وہی یعنے امیر المومنین سلطان غازی ہے

ہے خاقان ابن خاقان اور سلطان ابن سلطان وہ
ادب سے سارا یورپ جسکو کہتا ہز مجسٹی ہے

یہ وہ سلطان ہے جسکو خادم الحرمین کہتے ہین
یہ وہ سلطان کہ جو شرع نبی کا دل سے حامی ہے

یہ وہ سلطان خلافت کا ہے جسکے یک جہان قائل
یہ وہ سلطان کہ جسپر سلطنت خود ناز کرتی ہے

یہ وہ سلطان ہے جس سے کل مسلمانان دنیا کو
شرف ہے فخر ہے اعزاز ہے اور سرخروئی ہے

تدبر مین تحمل مین فراست مین لیاقت مین
بھلا تاریخ مین بتلاؤ ہمسر اس کا کوئی ہے

محبت اوسکی مثل مے ہمارا دل ہے پیمانہ
زمانہ بنگیا ساقی ہمیشہ دور جاری ہے

یہی ہے آرزو دل کی یہی ہے التجا حق سے
جہان مین وہ رہے باقی جہان جب تک کہ باقی ہے

شہ ایڈورڈ ہفتم کا بھی ہم پر شکریہ لازم
کہ جس نے مذہبی کامونمین آزادی ہمین دی ہے

تعلق ہمکو دونون شاہ سے ہے فرق ہے اتنا
وہ دینی ہے یہ دنیاوی وہ روحی ہے یہ جسمی ہے

تلاش اے بادشہ تھی بہر سال افتتاح ریل
کہا ہاتف نے۔ یثرب کو مبارک ریل پہنچی ہے
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ جو طغیانی موسیٰ ندی واقع حیدرآباد دکن کے متعلق لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ نومبر ۱۹۰۸ء مین شائع ہوا

حادثہ سنکر ترا ای حیدرآباد دکن
آہ ادل کس کا نہین ہے خنجر غم سے دو نیم

موسیٰ ندی کا ہے یون سیلاب آیا ناگہان
جسطرح کرتی ہے دہاوا ملک پر فوج غنیم

کوئی تو دب کر موا کوئی ہوا ہے غرق آب
کہلگئی تھی خلق پر کبار راہ عین و دال و میم

کردیا بے استقامت اسکو بھی سیلاب نے
تہا سن تعمیر جس پل کا صراط مستقیم

گر گئے صدہا مکان بیحد ہوا نقصان مال
سیکڑون بیوہ ہوئین عورات اور بچے یتیم

لالہ و گل تھے جہان اب ہے وہان سب خار و خس
ہے روان باد خزان جس جا پہ چلتی تھی نسیم

بچگئے صدمہ سے جو اونکی تھی کیا حالت زبون
ہائے انکی بے بسی وہ رنج و غم وہ خوف و بیم

آفرین صد آفرین ہے تو نے اے شاہ دکن
کسقدر ان خستہ حالونپر کیا لطف عمیم

کھانا بھوکون کو کھلایا کپڑے ننگون کو دئے
اور اپنے خاص ایوان مین کیا انکو مقیم

اللہ اللہ یہ نوازش یہ رعایا پروری
حشر مین دیگا جزا کیا کیا تجھے رب کریم

تجھ سا حاکم آج تک تخت دکن پر کب ہوا
واقعی ہے ذات تیری فخر شاہان قدیم

کیون نہ تاریکی شب غم کی دکن سے دور ہو
ماہ تابان تو ہے اور انجم ہین سب تیرے ندیم

ہاتف غیبی نے بہر سال مجھ سے بادشاہ
کہدیا۔ آیا دکن مین وائے سیلاب عظیم
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ جو مسند نشینی ہز ہائنس نواب سید غلام علیخان بہادر والی ریاست بنگن پلی کے متعلق لکھا گیا۔

ہوی آج یہ کسکی مسند نشینی	ریاست کا گلشن ہے سرسبز و شاداب
درخشان ہے تقدیر بنگن پلی کی	کشادہ ہین کیا کیا مسرت کے ابواب
نہین کچھ یہ بیجا اگر آب زر سے	لکھین تذکرہ اسکا ذی فہم اصحاب
عجب چشمۂ فیض ہے یہ ریاست	شب و روز خلق خدا جس سے سیراب

لکھو بادشہ تم یہ سال مسیحی
غلام علیخان ہوا آج نواب ۱۹۱۹ء

قطعہ تاریخ جو لارڈ منٹو بہادر ویسرائے ہند کی تشریف آوری مدراس پر لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ڈسمبر ۱۹۰۹ء مین شایع ہوا

کیا مبارک ہے تو اے ماہِ ڈسمبر کی نہم	تیرا آنا گویا ہمکو فال نیکو ہے یہ آج
گلشن مدراس مین کیا لائی ہے تو نے بہار	جانفزا ہر یک گل و غنچے کی خوشبو ہے یہ آج
نائب یڈورڈ ہفتم رونق افزا ہین یہان	شادمانی و طرب کی دہوم ہر سو ہے یہ آج
چل رہا ہے دور انکے بادۂ دیدار کا	ساغر چشم خلائق خوب مملو ہے یہ آج
خیر مقدم کے منانے کا ہے بس موقع یہی	ہمکو اظہار وفاداری کا قابو ہے یہ آج
بلدۂ مدراس ہے آراستہ پیراستہ	ہر گلی دلکش ہے ہر یک راہ دلجو ہے یہ آج
آپ لاثانی فراست مین ہو یکتا فہم مین	کون مانند آپ کے خوش خلق خوشخو ہے یہ آج
آپکی کوشش کا ثمرہ ہے یہ اسکیم جدید	آپ کے احسان کا انکار کسکو ہے یہ آج

جستجو ہے گر تجھے تاریخ کی ای بادشاہ
لکھ۔ خوشا زیبا ورود لارڈ منٹو ہے یہ آج ۱۹۰۹ء

قطعہ تاریخ جو جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب کے انتخاب لیجسلیٹو کونسل مدراس کی ممبری پر لکھا گیا

تاجر والا ہمم نیکو شیم	عبد ہین قدوس کے عالی جناب

مجمع اوصاف جنکی ذات ہے
جن کا شہرہ ہے مثال آفتاب

ذی وجاہت ذی فراست ذی کمال
مدح خوان جنکے ہین سارے شیخ وشاب

جنکے گھر سے فیض یک عالم کو ہے
قوم ہے ممنون جن سے بے حساب

کونسل کے آج وہ ممبر ہوے
کردیا انکو خدا نے کامیاب

دل ہریک کا ہے خوشی سے باغ باغ
واقعی ہے یہ مسرت لاجواب

دہوم ہے ہر سو مبارک باد کی
ذکر ہے ہر جا یہی باآب وتاب

سرخرو یارب رہین یہ قوم مین
قوم ہو انسے ہمیشہ بہرہ یاب

مین نے سال کامیابی **بادشاہ**
لکھدیا۔ اچھا **مبارک انتخاب**
۱۹۰۲

قطعہ تاریخ جو ہز مجسٹی کنگ جارج پنجم شاہ انگلنڈ وقیصر ہندوستان کے تخت نشینی کے متعلق لکھا گیا

ہے اب رونق فزاے تخت انگلنڈ
ہزاران آفرین ہے جارج پنجم

مبارکباد کی ہر سو صدا ہے
خوشی اب ہر کہین ہے جارج پنجم

رعایا پرور و عادل و باذل
کوئی تجھ سا نہین ہے جارج پنجم

بڑے ہی خرمن فیض وکرم کی
رعایا خوشہ چین ہے جارج پنجم

سپہر دولت واقبال کا تو
عجب ماہ مبین ہے جارج پنجم

سراسر مورد فضل الہی
ترا تاج ونگین ہے جارج پنجم

چلیگا باپ کے نقش قدم پر
یہی ہمکو یقین ہے جارج پنجم

سنادین مصرع سال جلوس آج
تمنا یہ ہمین ہے جارج پنجم

سر اعدا کو کردو دور سُنلو
خوشا اورنگ نشین ہے جارج پنجم
۱۹۱۰

قطعہ تاریخ جو صحبت یابی شمس العلما خان بہادر نواب عزیز جنگ بہادر متخلص بہ ولا ساکن حیدرآباد دکن پر

لکہا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳ رمی سنہ ۱۹۱۱ء مین شایع ہوا

عزیز جنگ بہادر ولائے والاشان	شہیر خلق ہے تو باہزار زیبائی
وجود تیرا جہان مین بسا غنیمت ہے	ترے ہی دم سے ہے ہر فن کی قدر افزائی
ترے فیوض سے اب مستفید کون نہین	تمام ملک دکن دل سے تیرا شیدائی
خبر جو تیری علالت کی اندنون پہیلی	تو دوستونکی طبیعت بہت ہی گہبرائی
ہر ایک زبان پہ تہی تیری سلامتی کی دعا	ہر ایک دل تری صحت کا تہا تمنائی
پئے علاج اطبا اودہر ہوے مصروف	ادہر عنایت خلاق جوش پر آئی
ہزار شکر ملی تجہکو دولت صحت	ہزار شکر خدا نے امید بر لائی

سنائی ہم نے لب بادشاہ سے تاریخ
عزیز جنگ نے نام خدا شفا پائی
۱۳۲۹ھ

قطعہ تاریخ جو جلسۂ ابتدائے رسالۂ المضمون مدراس کے لئے لکہا گیا

شکر صد شکر منعقد ہے آج	جلسۂ ابتدائے المضمون
بادشہ اسکی تم لکہو تاریخ	طرب افزا بنائے المضمون

۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ جو جلوس ہز ہائنس میر عثمان علیخان بہادر جی۔سی۔ایس۔ای۔ نظام ہفتم حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ پر لکہا گیا

ہو گیا تخت دکن پر جلوہ گر	میر عثمان علی والامقام
بادشہ نے لکہدیا سال جلوس	اب ہوا شاہ دکن ہفتم نظام

۱۹۱۱ء

قطعہ تاریخ جو دول یوروپ مین جنگ عظیم چہڑ جانیکے متعلق لکہا گیا اور اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس مطبوعہ ۱۲ ر آگسٹ سنہ ۱۹۱۴ء مین شائع ہوا

یوروپ کی دولتون مین کیا جنگ چہڑ گئی ہے	کس نے نظیر اسکی تاریخ مین ہے دیکہی
سال اسکا بادشہ سے کیوں پوچہتے ہو سنلو	جنگ عظیم یوروپ ہے۔ اسکا سال ہجری

۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ وعظ جناب مولوی حاجی غلام محمد صاحب شملوی زاد مجدہ جو مسجد میمنان کوچہ آنڈرسن مدراس مین پڑہا گیا

میمنو! آپ کی مسجد مین آج	شملوی وعظ کا کیا چرچا ہے
وہی پائیگا جزا خالق سے	دین کی باتون کا جو شیدا ہے
دین کے واسطے ہے یہ دنیا	گر نہو دین تو دنیا کیا ہے
مولوی شملوی صاحب کا بیان	پوچھنا کیا ہے بہت عمدہ ہے
ایسے واعظ کی اگر قدر نہو	قدر کا لفظ ہی پھر بیجا ہے
ہین یہی ندوۃ العلما کے وکیل	ہند مین انکا بڑا شہرا ہے

بادشہ وعظ کی تاریخ لکھو
واعظ سحر بیان اچھا ہے ۱۳۲۴

تاریخات مساجد و عیدگاہ

قطعہ تاریخ جو مسجد پنکنڈہ واقع ضلع اننت پور کیلئے حسب فرمایش اہل پنکنڈہ لکھا گیا

خوب تیار یہ ہوی مسجد	دل ہوا مومنون کا فرحت ناک
کہدیا سال اسکا ہاتف نے	کہ زہے خانۂ خدائے پاک ۱۳۱۶

قطعہ تاریخ جو مسجد پنگنور واقع ضلع چتور کیلئے حسب فرمایش اہل پنگنور لکھا گیا

فضل سے اللہ کے پنگنور مین	ہو گئی تعمیر مسجد باصفا
کہدیا ہاتف نے سال اختتام	مومنین کا سجدہ گاہ بیت خدا ۱۳۲۳

قطعہ تاریخ جو تعمیر عیدگاہ آمبور کیلئے حسب فرمائش بانگی قادر بادشاہ صاحب کمپنی لکھا گیا

شکر ہے یہ عیدگہ طاعت حق کیلئے	ہو گیا تیار از فضل خدائے جہان
فکر تہی تاریخ کی دل نے کہا بادشاہ	لکھدو ہے یہ خوشنما عیدگہ مومنان ۱۳۲۴

تاریخات شادی

قطعہ تاریخ نکاح احمد حسین صاحب فرزند جناب نظہر ماشمس الدین صاحب ساکن وانمباڑی جو محفل نکاح مین پڑہا گیا اور دوسرے شعرا کی تاریخون کے ہمراہ طبع کرکے تقسیم کیا گیا۔

گلشن مین فصل گل کی کیا دھوم ہے مچی آج — نغمہ سرا ہے بلبل ہر یک بصد خوشی آج
ابر بہار کا کیا جاری ہے فیض ہر سو — ہر نخل تازہ تر ہے ہر شاخ ہے ہری آج
سبزہ کی سبز بختی ہے قابل نظارہ — گویا بچھا ہے ہر جا فرش زمردی آج
غنچون کا مسکرانا پھولون کا پھول جانا — دکھلا رہا ہے کیا کیا انداز خرمی آج
بے انتہا زر گل تقسیم کر رہا ہے — دیکھو تو باغبان بھی کس درجہ ہے سخی آج
مصروف ناز ہے گل محو نیاز بلبل — دونون کی دل لگی یہ ہر دل کو ہے لگی آج
ثابت قدم ہے راہ عیش و طرب مین یکجا — سرو سہی کو حق نے کیا دی ہے راستی آج
دل ہے کہین لبھاتی آنکھین کہین چراتی — نرگس کی شوخیان ہین واللہ دیدنی آج
رنگ چمن سے ای دل حیران کیون ہوا ہے — کیا یہ نوید فرحت تو نے نہین سنی آج
نظہر ماشمس دین کا فرزند نیک طینت — پایا ہے بارک اللہ اعزاز نوشہی آج
چرچا ہے تہنیت کا ہر ایک کی زبان پر — محو طرب ہین یکسر کیا پیر کیا صبی آج
علما و عمدگان سب ہین جمع باتجمل — اس جشن کی عیان ہے رونق کچھ اور ہی آج
کس کس کا نام لون مین کس کی صفت لکھون مین — عاجز قلم ہوا ہے قاصر زبان ہوی آج
یارب عروس و نوشہ ہر دم رہین سلامت — باصدق دل یہی مین ہون تجھ سے ملتجی آج
یہ لطف زندگی بس قایم رہے ہمیشہ — جسطرح انکو حاصل ہے لطف زندگی آج

تاریخ کا یہ مصرع سن لیجیے بادشہ سے
ہے بزم کتخدائی احمد حسین کی آج

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب عبد الوہاب صاحب ویلوری جو جناب حاجی محمد یوسف صاحب مرحوم متوطن ویلور کی لڑکی سے ہوگئی

مرحبا اے نسبوین ماہ رجب | تو ہے کیا جلوہ نما با آب و تاب
تیرے آنیسے ہوے مسرور ہم | تیرے آنیسے ہوے ہم کامیاب
نیک ہے مسعود ہے محمود ہے | تجھکو زیبا ہے ہریک زیبا خطاب
تونے دکھلائی ہمین صبح امید | تجھ سے اب مقصد کا چمکا آفتاب
یعنی فضل حق سے اب نوشہ ہوا | دوست یک میرلیاقت انتساب
ذی مروت مظہر خلق و کرم | ہر صفت مین ہے وہ فرد لاجواب
دہوم ہے ہر جا مبارکباد کی | خرمی بجد ہے فرحت بے حساب
یون شگفتہ ہے دل پیر و جوان | تازہ تر گلشن مین ہو جیسے گلاب
واسطے تاریخ کے ای بادشاہ | فکر میری ہوگئی وقف حساب

یکبیک ہاتف سے یون آئی ندا
ہے یہ فرخ شادی عبد وہاب
۱۳۱۵ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب عبدالقادر صاحب برادر جناب شیخ احمد صاحب ویلوری جو جناب حاجی محمد یوسف صاحب مرحوم متوطن ویلور کی لڑکی سے کیگئی تھی۔

بارک اللہ یہ کیا محفل ہے | ہر طرف جوش طرب ہے ظاہر
شوق کہتا ہے کہ کچھ لکھ مضمون | طبع کہتی ہے کہ مین ہون حاضر
شکل غنچہ ہے کوئی متبسم | مثل گل کوئی شگفتہ خاطر
مدح خوان صورت بلبل کوئی | کوئی نرگس سا ہمہ تن ناظر
جابجا یون ہے اثر فرحت کا | جیسے گلشن مین صبا ہے سایر
میرے یک دوست ہین شیخ احمد نام | صاحب خلق ہین ذی شان تاجر
ہوا اب انکے برادر کا نکاح | اسلیئے ہے یہ مسرت وافر
ذی وجاہت ہے سراسر نوشاہ | طرہ ہے اسپہ لباس فاخر

جمع کیا کیا ہین یہان اہل کمال
رونق اس بزم کی کچھہ اور ہی ہے
سب کے لب پر ہے مبارکبادی
چونکہ بے لطف ہے اب طول کلام
شاد و خرم رہین دولہ دلہن
بادشہ داد سخن کی دینگے

عالم و فاضل و منشی و شاعر
اہتمام اسکا ہے بالکل نادر
کون ہے کسکی زبان ہے قاصر
بس یہی میری دعا ہے آخر
فضل حق انکا ہو ہر دم ناصر
وہ جو ہین فن سخن کے ماہر

لب ارمان سے سنا دو تاریخ
خوب ہے شادیٔ عبد نادر
۱۳۲۰ھ

مادۂ تاریخ نکاح خطیب محمد عبد الرشید صاحب فرزند مصنف
نکاح خطیب عبد الرشید
۱۳۲۱ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب خطیب مولوی محمد عبید اللہ صاحب فرزند جناب خطیب عبد الرحمن صاحب ساکن وطن وانمباڑی

شکر للہ آج ہے گلشن مین کیا فصل بہار
نغمۂ بلبل ہے پیتی سنا ہر گل اسطرح
شاخہائے گل بہم کرتے ہین یون سرگوشیان
طفل غنچہ کا دہن وا ہے جو بسم اللہ سے
ہر شجر فیض زر گل سے تو نگر بنگیا
سر بسر حیران کہین گلچین کہین صیاد ہے
یعنے یک میرے مکرم دوست ذی لطف و کرم
انکا نور العین ہے جو صاحب علم و کمال
شاد ہے مسرور ہے خرسند ہے ہر یک بشر
علم و اخلاق و تواضع نیکخوئی خوشدلی

خندہ زن گل ہین شگفتہ طبع سارے عندلیب
جسطرح دربار شاہی مین ہو آواز نقیب
راز دل جیسا کسی سے کوئی کہتا ہے حبیب
آئی ہے باد سحر اب بنکے استاد ادیب
کون ہے اہل چمن مین آج محتاج و غریب
ناز ہے یہ بلبل و گل کو ہے کون اپنا رقیب
جسکا ہے اسم گرامی عبد رحمن خطیب
آج وہ نوشہ ہوا از فضل خلاق مجیب
آج آتی ہے نظر مجھکو خوشی بھی خوش نصیب
ذات نوشہ مین یہ سب ہین جمع باشان عجیب

بزم یہ مثل فلک ہے شکل انجم جمع ہین | عمدگان شہر سارے اور علما ے لبیب
مولوی حاجی حضرت محمود جن کا نام تھا | عقد نوشہ مین جو آئی انکی ہے دخت نجیب
گو نہین زندہ ہین وہ زندہ مگر ہے انکا نام | رہبر دین پیمبر تھے وہ روحانی طبیب
دولہ و دلہن کو یارب شاد رکھہ آباد رکھہ | تیرے افضال وکرم ہر دم رہین انکے قریب

مصرع تاریخ یون لکھا ہے مین نے **بادشاہ**
ہے مبارک عقد نیکو ہے عبید اللہ خطیب
۱۳ ھ ۱ ۲

قطعہ تاریخ کتخدائی حکیم محمد عبد الواحد صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبد العزیز صاحب ساکن مدراس

عبد واحد کا ہوا بیاہ جو آج | دہوم ہر جا ہے خوشی کی زاید
بادشہ تم یہ سنا دو تاریخ | شادی فرخ عبد الواحد
۱ ۲ ھ ۱۳

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب داود الغنی محمد ابراہیم صاحب سکرٹری محمڈن ایجوکیشنل سوسیٹی وانباڑی

کس زبان سے ہو ترا شکر و سپاس | فضل کیا ہم پر ہے اے اللہ آج
شاہد مقصود کو تو نے کیا | جلوہ گر مانند مہر و ماہ آج
جیسے گلشن مین روان باد نسیم | یون خوشی کی ہے دلونمین راہ آج
دل سے ہر یک کے یہ کہتی ہے خوشی | خادمہ تیری ہون بے تنخواہ آج
کون ہے ایسا جو باغ دہر مین | اس مسرت سے نہین آگاہ آج
یعنے یک میرے مکرم دوست نے | عقد دختر کا کیا دلخواہ آج
واہ کیا محفل ہے جس پر ہے فدا | شان و شوکت اور عز و جاہ آج
اہل محفل صورت پروانہ ہین | اور شمع بزم ہے نوشاہ آج
ہر دہن وقف مبارک باد ہے | ہر زبان پر ہے صدائے واہ آج
دل مین مہمانون کے مدت تک رہے | میزبان تیری یہ لطف و چاہ آج
مصرع تاریخ کی تھی جستجو | آئی ہاتف سے ندا ناگاہ آج

کہدو از روئے بشاشت **بادشاہ**
دخت ابراہیم کا ہے بیاہ آج
۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ شادی دختر مولوی احمد حسین صاحب ایم - اے بی - ایل معتمد پیشی حضور نظام دکن جو برادر موصوف کے مکان مین روبروئے حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ پڑ ہا گیا

محفل ہے عقد کی یہ کیا خوب بارک اللہ
سب دوستون کے دل کو فرحت ہے چین ہے آج
اے کلک **بادشہ** تو لکھدے یہ سال ہجری
نوشاہ نیک خواجہ الطاف حسین ہے آج
۱۳۲۵ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی ملبالم عبد الرحیم صاحب فرزند جناب ملبالم امین الدین صاحب ساکن وانمباڑی

شکر تیرا کیا ادا ہو ہم سے اے رب کریم
ہم ہین بندے تو ہے مالک ہم ہین حادث تو قدیم
تیری صنعت کے ہین شیدا جملہ عقلائے زمان
تیری حکمت سے ہین حیران سارے دنیا کے حکیم
شان ارفع ہے تری اور تیری قدرت ہے بڑی
تیری رحمت ہے کشادہ تیرا احسان ہے عظیم
سب سے اعلی سب سے برتر تیرا احسان ہے یہی
تونے رکہا دین احمد پر جو ہمکو مستقیم
تونے وہ بزم مسرت ہمکو دکھلائی ہے آج
سایہ افگن جسپہ ہے ہردم ترا افضل عمیم
یعنے ملبالم امین الدین صاحب ذی وقار
مظہر لطف وعنایت دوست ہین میرے صمیم
آج نور العین کا انکے ہوا عقد نکاح
فرحت وبہجت ہین کیا کیا دلمین ہریک کے مقیم
پورا پورا گر لکھون اس بزم کا مین کروفر
صفحہ کاغذ پہ میرے ہون فدا اوراق سیم
اس مسرت کی خبر پھیلی ہے ہرسو شہر مین
جسطرح گلشن کے اندر ہو روان باد نسیم
واہ کیا رونق ہے کیا زینت ہے اس محفل کی آج
جمع ہین تجار کیسے کیسے علمائے فخیم
وصف کے قابل ہے نوشہ نیکخو نیکو نہاد
ذی مروت ذی وجاہت طبع ہے اسکی فہیم
فارسی اردو وانگلش کا نہین ماہر فقط
بلکہ عربی قابلیت بھی ہے اسکی مستقیم
اب دعا کرتا ہون حق سے بہر نوشاہ وعروس
خوش رہین خرم رہین یہ دہر مین بے خوف وبیم
سارے آفات وحوادث سے انھین محفوظ رکہہ
کرکرم ان پر الہی نام ہے تیرا کریم

فکر تھی تاریخ کی دل نے کہا ای بادشاہ
لکھہ کہ - زیبا خوب ہے اب شادی عبدالرحیم
۱۳۴۲ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی احمد بادشاہ صاحب ولد جناب ثانی سید صاحب متوطن گونڈپور واقع وانمباڑی جو حسب فرمایش اراکین انجمن خیر خواہ عام گونڈپور وانمباڑی لکھا گیا

شکر تیرا کیا کرین ای خالق جل و علا
یون کیا خندان دلونکو آج تیرے فضل نے
یعنی یک مخلص ہمارے دی لیاقت ذی کمال
نام احمد بادشہ ہے عرف ہے باشا میان
کسکے چہرے پہ نہین آثار فرحت کے عیان
ہے ہماری انجمن جو خیر خواہ عام نام
انجمن اپنی طرف سے آج با صد ذوق و شوق
ازرہ الطاف اس ہدیہ کو ہو شرف قبول
التجا ہم سب کی ہے یارب کہ نوشاہ و عروس
الفت و اخلاص ان مین دمبدم ہو ازدیاد

آج تو نے کیا خوشی کا دن ہمین دکھلا دیا
جیسے غنچون کو شگفتہ کرتی ہے باد صبا
معدن اخلاق خوشخو صاحب فہم رسا
بارک اللہ اب مبارک عقد انکا ہو گیا
کسکے لب سے اب نہین آتی صدا تے مرحبا
ہین یہ نوشہ اسکے یک پرجوش ممبر باصفا
پیش کرتی ہے یہ ہدیہ قطعہ تاریخ کا
ہے یہی مقصد یہی ارمان یہی ہے مدعا
خوش رہین خرم رہین دنیا مین ہر صبح و مسا
یا الٰہی انکو تو ہر یک مصیبت سے بچا

آگیا ای بادشہ تاریخ کا مجھکو خیال
شادی دلخواہ احمد بادشہ - دل نے کہا
۱۳۴۲ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب محمد اسحق سیٹھہ برادر جناب محمد اسمعیل سیٹھہ المتخلص بہ مغموم ساکن مدراس

ہنگام شادمانی عالم مین جلوہ گر ہے
یک دوست نیک طینت اسحق سیٹھہ نامی
مغموم سیٹھہ انکے ہین محترم برادر
ہین دونون یہ سراسر سب خوبیونکے جامع

اللہ کا کرم ہے کیا آج اللہ اللہ
باشان با تجمل اب بنگئے ہین نوشاہ
خوش خلق خوش طبیعت شاعر دقائق آگاہ
اوج کرم کے گویا یک مہر ہین تو یک ماہ

دل نے سرور پایا آنکھون نے نور پایا
ہر سمت سے صدا اب آتی ہے تہنیت کی
بدر عروس عالی ہمت ہین سیٹھہ یونس
کہتے ہین ہم مبارک طرفین کو مبارک
یارب عروس ونوشہ دایم رہین سلامت

محفل ہے کیا یہ عمدہ مجمع ہے کیسا دلخواہ
ہر لب پہ مرحبا ہے ہر یک زبان پہ ہے واہ
ذی فہم ذی فراست ذی قدر اور ذی جاہ
یہ جشن یہ مسرت یہ ساعت اور یہ بیاہ
تیری عنایتین ہون ہر وقت انکے ہمراہ

تاریخ **بادشہ** تم کہدو زروئے اخلاص
اسحاق سیٹھہ کی کیا شادی ہے بارک اللہ

قطعہ تاریخ عقد ثانی مولوی احمد حسین صاحب ایم اے بی ایل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ

مرے برادر نے عقد ثانی کیا ہے ابنا بفضل یزدان
حضور عالی شہ دکن کے ہین اعلیٰ درجہ کے معتمد وہ
یہ وہ ہے تقریب بے تکلف یہ ایسی محفل ہی سادہ سادہ
یہی ہے پابندی شریعت یہی ہے تعمیل حکم سنت
خوشی کی ہے آج دہوم ہر جا ہر ایک کے لب پر خوشی کا چرچا
یہ دولہ دلہن رہین سلامت فزون ہو اقبال و جاہ و حشمت

بر آئے ہین آج دوستونکے مقاصد و مدعا و ارمان
ہر ایک شام و سحر ہے انپر نوازش خسروی فراوان
ہزارون آرائشین تصدق ہزارون زینت ہین انپہ قربان
یہی ہے مرغوب اہل دانش یہی خداوندی کا فرمان
کسی کا دل محو جوش الفت کوئی ہے شادان کوئی ہے خندان
الٰہی انپر ہر آن و ہر دم تری عنایت رہے نگہبان

تلاش تاریخ کی مجہو ہوی ہے جب طبع **بادشہ** کو
کہا یہ ہاتف نے اپنے منہ سے نکاح احمد حسین ذی شان

قطعہ تاریخ کتخدائی عبد الباسط میان صاحب فرزند جناب ساہوکار عبد الرزاق میان صاحب مرحوم ساکن کڑپہ جو ساہوکار سید میر حسین صاحب بہادر ساکن چتور کی دختر نیک اختر سے کیگئی

آمد فصل بہاری کیا طرب افزا ہے آج
چل رہا ہے ہر طرف سے دور صہبائے نشاط
لڑکہڑاتا ہے نشہ سے سرو رعنا کا قدم

باغ عالم کا عجب عالم نظر آتا ہے آج
گل ہر یک ساغر ہے غنچہ صورت مینا ہے آج
دیدۂ نرگس بجا مخمور و دل افزا ہے آج

بلبلو نغمہ پہ لیے ناز کیا کرتے ہو تم — بے زبان سوسن زبان حال سے گویا ہے آج

صفحۂ گلشن سے گم یون ہوگیا نام الم — صورت حرف غلط داغ دل لالہ ہے آج

اللہ اللہ کسقدر رنگ چمن کا ہے اثر — غیرت رنگہائے گل تار نظر میرا ہے آج

چھینٹے دے دیکر جگانے کو لگا ابر بہار — سبزۂ خوابیدہ اپنے خواب سے چونکا ہے آج

کیون نہو باد صبا دل سے ہوا خواہ چمن — ہر لب غنچہ صدائے مرحبا سے وا ہے آج

بے سبب ہرگز نہین گلشن کی یہ دلچسپیان — کر و فر سارا کسی کے جشن شادی کا ہے آج

ذی فراست ذی محبت عبد باسط جسکا نام — جسکے چہرہ سے سعادت کا اثر پیدا ہے آج

فضل سے اللہ کے اسکا ہوا عقد نکاح — نوشہی اعزاز اس نے واہ کیا پایا ہے آج

عبد رزاق گرامی قدر تھا اسکا پدر — وہ نہین زندہ ہے لیکن نام تو زندہ ہے آج

جمع اسکی ذات والا مین یقین کیا کیا خوبیان — فخر کنبہ یہ تہا وہ بیشک ہر کوئی کہتا ہے آج

آرزو بر آئی یک عالم کی اب شکر خدا — بعد مدت کے خدا نے دن یہ دکہلایا ہے آج

ہین خسر نوشاہ کے عالی ہمم سید حسین — نام نامی آپ کا مشہور تر ہر جا ہے آج

دید کے لائق نہ کیونکر ہو یہ سارا اہتمام — وصف کے قابل یہ حسن انتظام انکا ہے آج

خویش اور احباب سارے جمع ہین نوشاہ کے — بلدۂ چیتور مین کیا جلوہ گستر یہ ہے آج

اے فلک محفل ہر ایسی ایسا مجمع یہ خوشی — سچ بتا تو نے کبھی دیکھا تہا جو دیکھا ہے آج

دولہ دلہن کو الٰہی شاد رکہہ آباد رکہہ — التجا تجھ سے یہی ای خالق یکتا ہے آج

طبع کہتی ہے کہ اب بے لطف ہے طول سخن — شوق کہتا ہے کرون کیا جوش کب تہمتا ہے آج

بادشہ اس جشن کی تاریخ گر لکہتے ہو تم
لکہئے۔ عقد عبد باسط کیا ہی فرخندہ ہے آج

قطعہ تاریخ کتخدائی سید عبد الحکیم صاحب فرزند جناب حکیم سید عقیل علی صاحب متوطن وانمباڑی

آج کیا تقریب ہے کیون شادمان ہین خاص و عام — جوش پر ہے آج کیون فضل خداوند کریم

یوں شگفتہ کس لئے ہے گلشن وبلور آج
آرہی ہے کیوں صدا ہر سو مبارکباد کی
یعنے یک سیر کے کر مفر ما ہیں جو سید عقیل
آج فرزند سعادتمند کا اُن کے نکاح
ہیں خسر نوشاہ کے سید حکیم عارف علی
یوں کہا دل نے مسرت سے ہیں نجہ سارفیق
عمر و دولت دولہ و دولہن کی ہو یارب فزون

ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہے کس مسرت سے نسیم
محو شکر ایزدی ہے ہر مسافر ہر مقیم
معدن فن طبابت دوست ہیں میرے قدیم
ہوگیا باکر وفر باجاہ باشان عظیم
خلق میں مشہور تر ہیں جنکے اوصاف عمیم
دل سے کہتی ہے مسرت آپکی ہونہیں ندیم
الفت واخلاص میں باہم رہیں یہ مستقیم

مصرع تاریخ تم سبکو سنادو بادشاہ
فرحت افزا ہے یہ زیبا شادی عبدالحکیم
۱۳۔۔

قطعہ تاریخ کتخدائی محمد سعد اللہ بادشاہ صاحب فرزند جناب الحاج محمد عبدالسلام بادشاہ صاحب مرحوم ساکن مدراس

شعبان کی مبارک نسبویں ہے آئی
آرائشیں نئی ہیں زیبائشیں نئی ہیں
ہیں جمع کیسے کیسے ذی علم و ذی وجاہت
پدر عروس عبدالقدوس بادشہ ہیں
عبدالسلام بادشاہ تیرا پدر مکرم
عم بزرگ تیرا عبدالعزیز پاشا
زیب بدن جو تیرے پھولوں کے ہار ہیں آج
یارب عروس و نوشہ دائم رہیں سلامت

مسند پہ نوشہی کے جلوہ کناں ہے نوشہ
ہر کروفر نیا ہے اور نوجوان ہے نوشہ
والا ہے شان مجلس عالی نشان ہے نوشہ
لاریب افتخار کل نوشہان ہے نوشہ
مداح آج تیرا سب خاندان ہے نوشہ
باصدق دل وہ تجھہ پر کیا مہربان ہے نوشہ
کہتا ہے بلبل دل صد گلستان ہے نوشہ
یہ التجا ہر یک کی ورد زبان ہے نوشہ

ای بادشاہ سال تاریخ تم سنادو
سعد اللہ بادشہ اب باعز و شان ہے نوشہ
۲۸

قطعہ تاریخ کتخدائی حاجی عبدالرحیم صاحب فرزند جناب حاجی عبدالصمد صاحب مرحوم متوطن وانمباڑی

عقد کی کس کے یہ آج دہوم مچی خوب ہے — رنگ طرب خوب ہے، جوش دلی خوب ہے
وقف سماعت ہے گوش محو نظارہ ہے چشم — شکر ہے لب پر رواں دلہن خوشی خوب ہے
محفل انجم فلک تجھکو مبارک رہے — ہمکو یہی محفل پیر وصبی خوب ہے
جمع ہین علماے دین دین کے رکن رکین — انکے قدم سے یہان زیب دہی خوب ہے
ای مہ شعبان کی نوزدہم مرحبا — نیک ہے ساعت تری شان تری خوب ہے
تونے دکہایا ہمین آج وہ جشن نکاح — جسکا سجا اہتمام حسب دلی خوب ہے
نوشہ فرخ نہاد نام ہے عبد الرحیم — جسکی یہ باکروفر جلوہ گری خوب ہے
منبع لطف وعطا صاحب فہم رسا — نیک خصائل سخی ابن سخی خوب ہے
والد نوشاہ تھے عبد صمد ذی ہمم — خلق وکرم مین جنھین ناموری خوب ہے
شاد رہین خوش رہین دولہ دولہن مدام — درگہ حق مین دعا اپنی یہی خوب ہے

مصرع تاریخ تم کیجیے رقم بادشاہ
شادی عبد الرحیم آج ہوی خوب ہے
۱۳

قطعہ تاریخ کتخدائی شیخ امام صاحب ساکن تاڑپتری جو جناب ساہوکار عبد الرزاق میانصاحب مرحوم ساکن کڑپہ کی دختر نیک اختر سے ہوی تھی۔

یہ کیا خوب تقریب شادی کی ہے — مسرت کی ہے ہر طرف دہوم دہام
مبارک سلامت کا ہے غلغلہ — شگفتہ ہین کیا کیا دل خاص وعام
تھے جو ساکن کڑپہ یک ساہوکار — جناب عبد رزاق والا مقام
ہوا عقد یہ انکی دختر کا آج — ہے داماد نیکو سیر نیک نام
اودہر تاڑپتری ہے کڑپہ ادہر — یہ دونون کا فرخندہ ہے انضمام
اودہر عمدہ تر ہے ہر یک کاروبار — ادہر اعلیٰ تر ہے ہر یک انتظام
اودہر جوش اخلاص والفت ہے خوب — وفور تمنا ادہر لا کلام

عروس اور نوشہ کو رکھہ الہی خدا	بصحت بشوکت بہ راحت مدام

اگر خواہش سال ہے بادشاہ
سنا دو - ہوی شادی شیخ امام
۱۳۱۸

قطعہ تاریخ جو جناب قادر محی الدین صاحب برادر زادہ جناب ساہوکار عبدالرزاق میان صاحب مرحوم ساکن کڑپہ کی لڑکی کے عقد کیلیئے لکھا گیا - جو عبدالصمد صاحب فرزند جناب عبدالواحد میان صاحب مرحوم ساکن کڑپہ سے منسوب ہوی تھی

چلی کس مسرت سے باد صبا	چمن آج ہے لہلہاتا ہوا
نہال آج ہر یک ہوا ہے نہال	ہر یک برگ سے ہے خوشی کا پتا
مسرت سے پھولا ہے ہر پھول یون	سماتا نہین پیرہن مین ذرا
کہین چشم نرگس سے ہے نظارہ باز	کہین لب ہین سوسن کے فرحت سے وا
کسی جا ہین غنچے تبسم کنان	کسی جا عنادل ہین نغمہ سرا
یہ رنگ آج گلزار کا دیکھکر	سبب دل سے پوچھا تو کہنے لگا
مرے دوست یکتا کہ ہے جنکی ذات	سراپا محبت سراپا عطا
بلند انکی کڑپہ مین ہے عز و شان	بلند انکی ہمت بلند حوصلہ
جو نام انکا قادر ہے اور محی دین	ہین بحر کرم کے دُرِ بے بہا
ہوا آج دختر کا انکی نکاح	یہ جلسہ یہ مجمع ہے اس عقد کا
نہین دل ہے کسکا مسرت پذیر	زبان پر نہین کس کے ہے مرحبا
ہے نوشاہ کا نام عبدالصمد	زہے نوجوان خوش ادا خوش لقا
نہ لکھون اگر سال تاریخ مین	مری نظم ہو جائیگی بے مزا

لب وجد سے طبع نے بادشاہ
خوشا عقد عبدالصمد - کہدیا
۱۳۲۸

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب شیخ احمد صاحب ساکن ویلور

مکرم دوست میرے شیخ احمد — محبت مین ہین جو یکتائے افراد
سراپا مظہر اخلاص والفت — ہین اخلاق و کرم ان مین خداداد
سحاب فیض سے انکے ہمیشہ — دل احباب کا گلشن ہے آباد
ہزاروں شکر ہے دختر کا انکی — ہوا ہے آج عقد نیک بنیاد
نمایان ہر طرف جوش طرب ہے — کوئی ہے جو نہین مسرور و دلشاد
مبارک باشد و باشد مبارک — خداوندا بحق نون والصاد
رہین آباد یارب دولہ دلہن — بصحت عافیت باآل و اولاد
زمانے کے حوادث سے رہین دور — انہین محفوظ رکھہ از چشم حساد

لکھا ہے سال ہجری بادشہ نے
مبارک ہووے شیخ احمد کو داماد
۱۳۲۹ھ

الیضاً

آج میرے دوست کی دختر کا ہے عقد نکاح — جوش پر ہے کسقدر فضل خداوند کریم
مصرع سال مسیحی تم سنادو بادشاہ — عقد بنت شیخ احمد صاحب طبع سلیم
۱۹۱۱

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب عبد العزیز احمد صاحب اپاتگری متوطن مدراس

ہوگیا عقد نکاح صبیہ عبد العزیز — کیون نہ ہم لائین بجا شکر و سپاس ایزدی
سال ہجری بادشہ کہدو ز روئے انبساط — واہ کیا فرخندہ یہ داماد ہے یوسف علی
۱۳۲۹ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی پٹیل احمد حسین صاحب خلف جناب پٹیل حاجی عبد الرحمن صاحب مرحوم متوطن پلیکنڈہ ضلع شمالی آرکاٹ

فضل سے حق کے ہوا نوشاہ آج — مظہر لطف و عطا احمد حسین
سال ہجری کیلئے ای بادشاہ — لکھو میمنہ زہ کتخدا احمد حسین
۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب آنریبل مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر ساکن ترچناپلی

ہوی ہے آج میرے یک معزز دوست کی شادی	مبارک باد کی آواز ہے ہر سو ہر یک جانب
ز روئے انبساط ای بادشہ سال اسکا اب	کہا دل نے۔ ہمایون عقد سید مرتضیٰ صاحب ۱۳۱۹

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب احمد عبدالرحمن سیٹھ ساکن مدراس

دھوم مبارکبادی کی آج ہر یک سے خوب مچی	یعنے جلوہ آرا ہے شادی بنت احمد سیٹھ
یارب تیرا فضل ہے کیا دلہن ہے فرحت حد سے سوا	خوب مسرت افزا ہے شادی بنت احمد سیٹھ

سال کا اسکے تھا جویان بادشہ خلاص نشان
کہدیا دل نے۔ زیبا ہے شادی بنت احمد سیٹھ ۱۳۱۳

قطعہ تاریخ کتخدائی سید قادر محی الدین صاحب تاجر پارچہ ساکن پدوٹور ضلع کڑپہ

باغ پدوتور مین آئی بہار	شاہدان گل کی نیرنگی ہے خوب
شاخ گل پر بس اداسے بار بار	آج بلبل کی نوا سنجی ہے خوب
چل رہا ہے بادہ عشرت کا دور	چشم نرگس مین سیہ مستی ہے خوب
گوش گل ہو جائے متوجہ نہ کیون	بے زبان سوسن بھی اب کہتی ہے خوب
آج پدوتور ہے دار السرور	منعقد یہ محفل شادی ہے خوب
صرف فرحت ہی نہین ہر دلمین آج	ساتھ اسکے جوش الفت بھی ہے خوب
بنگیا نوشاہ قادر محی دین	طبع مین جسکے ہر یک خوبی ہے خوب
بامروت با متانت نوجوان	صورت و سیرت مین لاثانی ہے خوب
جسکے ماموں پھولے فخر الدین ہین	نیکخوئی جن مین حق نے دی ہے خوب
دھوم ہے ہر جا مبارکباد کی	خوشنما ساعت یہ کیا آئی ہے خوب
دولہا دلہن شادمان یارب رہین	خوشنما ساعت بھی یہ کیسی ہے خوب
مصرع تاریخ سننے کے لئے	آرزو پیر و جوان نے کی ہے خوب

تم سنادو بادشہ از روے واہ
عقد قادر محی دین نامی ہے خوب
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب مولینا مولوی الحاج حکیم سید شاہ محمد فخرالدین صاحب فخری نقوی میلاپوری مدراس

چشم بد دور یہ کیا محفل ہے
یہ طرب کسلیئے پھیلی ہے آج
جسطرف دیکھو ادہر عالم ہین
بارک اللہ کی شادی ہے آج
خلق کیون جمع ہے مثل انجم
قدر کس ماہ نے پائی ہے آج
جا بجا دور محی عشرت ہے
کون اس بزم کا ساقی ہے آج
کشور دل سے طرب کہتی ہے
خوب تجہپر مری شاہی ہے آج
مٹگیا حرف غلط بن کے الم
خوشنما صفحہ ہستی ہے آج
میرا ممدوح ہے جو آل نبی
مولوی فخری نامی ہے آج
صاحب علم ہے اور صاحب فضل
مایۂ فخر و مباہی ہے آج
جامع جملہ کمالات ہے وہ
معترف ساری خدائی ہے آج
اسکی دختر کا ہوا آج نکاح
فضل حق لامتناہی ہے آج
فخر شادی کو ہے جس شادی پر
کیسی دلچسپ یہ شادی ہے آج
خوف ہے چاک نہ ہو جامۂ تن
تن مین فرحت یہ سمائی ہے آج
رخ نوشہ پہ سعادت کی ضیا
مثل خورشید چمکتی ہے آج
عقد کا طرز یہ ماشاء اللہ
رہبر سنت نبوی ہے آج
گل و بلبل کے لوازم سے بہری
خوب یہ نظم انوکہی ہے آج
خوش و خرم رہین دولہ دولہن
یہ دعا تجہسے الہی ہے آج
ہمکو مقصود ہمیشہ اسکی
عمر و دولت کی ترقی ہے آج

بادشہ تم یہ سنادو تاریخ

شادی صبیہ فخری ہے آج

ایضاً

بادشہ خوب ہے یہ عقد نکاح — کون ہے وہ جو نہیں ہے دلشاد
کہدو تاریخ زروئے اخلاص — فخری صاحب کو مبارک داماد

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب عبدالعظیم احمد صاحب سب اسسٹنٹ سرجن متوطن مدراس

میرے محب کے دختر کا ہے عقد نکاح — جوش پہ ہے اب فضل و لطف رب کریم
سال لکھو ای بادشہ اخلاص نشان — ہے یہ زیبا شادی بنت عبدعظیم

قطعہ تاریخ کتخدائی محمد خلیل الرحمن صاحب خلف جناب ابوالعرفان شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی تسلیم

للہ الحمد بفضل یزدان — آج برآیا ہے دل کا ارمان
آج شاداب ہے باغ امید — آج ہے رحمت حق کا باران
آج بشاش ہیں سارے احباب — آج مسرور ہیں سب پیر و جوان
آج موجود ہیں سب اہل کمال — آج سب جمع ہیں ذی عزت و شان
زیب و زینت ہے فدا محفل پر — اور طرب کہتی ہے میں ہوں قربان
میرے یک دوست جناب تسلیم — عبد رحمن معارف عنوان
مصدر خلق و ادب اہل ذکا — اور ہیں مظہر علم عرفان
سب کمالات کے جامع ہیں وہ — وصف انکا نہیں محتاج بیان
انکے فرزند کی شادی ہے آج — سب اسی کا ہے یہ ساز و سامان
کیا جوان بخت جوان سال ہے وہ — نوشہی نام پہ جسکے نازان
جسکے چہرے سے ہیں ما شاء اللہ — ارجمندی کے سب آثار عیان
جوہر اسکے ہیں خورشید اللہ — فاضل دین ہیں یکتائے زمان
دولہ دلہن کو الہی دیجے — صحت و عافیت و حفظ و امان

ان مین اخلاص و محبت ہو فزون
روز و شب شام و سحر ہر ہر آن

جیسے یوسف کے زلیخا تھے انیس
جیسے موسیٰ سے صفورہ شادان

بادشہ نے یہی لکھی تاریخ
محفل عقد خلیل الرحمان
۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب عبد العزیز احمد صاحب داپا تگری متوطن مدراس

آج آئی ہے مسرت کی بہار
خوب شاداب ہے صحن گلزار

گل ہین خندان تبسم سے غنچے
بلبلین کیون نہون سو جان سے نثار

شاخ سے شاخ گلے ملتی ہے
جیسے میخوار سے باہم میخوار

رنگ نرگس ہے وہ چشم بد دور
ہمہ تن آج ہے وقف دیدار

تحفۂ نکہت گل کی تقسیم
کرتی ہے آج صبا ہر یک بار

پاسبان کیون نہو ہر جا نرگس
منعقد ہے شہ گل کا دربار

وصف گل مین ہے یہانتک مصروف
لال بلبل کی ہوی ہے منقار

دیکھکر سرو کی ثابت قدمی
دل قمری ہے تصدق ہر بار

وصف گل ایک بھی پورا نہوا
رکھی سوسن نے زبان گرچہ ہزار

نسترن اور نسرین کی مہک
مشک و عنبر کو بنادی بیکار

تھا تعجب مرے دل کو ناگاہ
باغبان نے یہ کہی وجہ بہار

عبد ستار کا اب عقد ہوا
ہے اسی کے یہ خوشی کی بھرمار

رخ نوشہ سے نمایان بالکل
نیک بختی کے ہین عمدہ آثار

تھا پدر ساکن کہبتیم اسکا
تاجرون مین تھا معزز بسیار

نام جسکا ہے محمد جعفر
بھائی نوشہ کا ہے عظمت آثار

وصف نوشہ کے حسن کا کیا ہو
جسکا شہرہ ہے ہر یک شہر دیار

نامور ہے وہ اسسٹنٹ سرجن
نام ہے عبدعزیز احمد
نیک دل عبدرحیم عبدعظیم
یک وکیل ایک اسسٹنٹ سرجن
الغرض آج شریک محفل
ان سے محفل کو ملی عزت وشان
ہو مبارک یہ مبارک تقریب
رہیں دلشاد عروس و نوشاہ
آل واولاد سے آباد رہیں
بادشہ خواہش تاریخ میں اب

جسکے مالوف صغار اور کبار
مظہر خلق ہے ذی عز و وقار
بھائی نوشہ کے خسر کے ہیں شمار
دونوں ذی رتبہ ہیں نزد سرکار
اور موجود ہیں سب خویش و تبار
ان سے محفل بھی ہوی زینت دار
ہر دم و لحظہ ہر یک لیل و نہار
رہیں باہم وہ انیس و غمخوار
یہ دعا حق سے ہے سبکی ہر بار
تا کجا اپنے سخن کا طومار

سال یہ بے سر اندیشہ لکھو
مرجبا شادی عبدالستار
۱۳۱۸ھ

یہ نظم اور قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب ملنگی محمد یعقوب صاحب متوطن وانمباڑی کیلئے حسب فرمائش اراکین انجمن خیر خواہ عام گوئنڈپور لکھے گئے

آیا ہے موسم گل گلشن میں با مسرت
پہولونکا پہولجانا غنچوں کا مسکرانا
شاخیں ہر یک شجر کے مستانہ جہومتے ہیں
باد صبا خراماں ہے آج کس ادا سے
گلشن میں باغبان سے پوچھی جو وجہ اسکی
حاجی ملنگ عبدالرحمن جو باوقر ہیں
داماد حاجی صاحب یعنے حیات پاشا

نغمے ہیں بلبلوں کے دلچسپ بے نہایت
کرتا ہے کیا دوبالا گلشن کی زیب و زینت
کیا چل رہا ہے دور صہبائے فرح و بہجت
سوسن ہے مدح گو اور نرگس ہے محو حیرت
اس جشن کی ہوی ہے یوں منکشف حقیقت
نسبی کا عقد انکے ہے جسکی یہ بشاشت
ہمزلف کی ہے انکے دختر یہ نیک طینت

داماد اور خسر کی توصیف کیا کرین ہم   مشہور خلق ہر جا دونون کی ہے تجارت
خلق وکرم مین دونون عالم مین ہین یگانہ   منظور اونکو ہر دم ہے قوم کی حمایت
تعلیم کیلیئے وہ روپئے دئیے ہزارون   والا ہے بذل انکا عالی ہے انکی ہمت
اہل وطن ہین انکے مالوف جان ودل سے   ہے نقش انکے دل مین اپنے وطن کی الفت
یہہ انجمن ہماری ہے خیر خواہ اونکی   محسن ہین وہ ہمارے ہم پر ہے انکی منت
تعریف محسنون کی ہے فرض انجمن پر   انکے ہر یک خوشی مین لازم ہے اپنی شرکت
ہم اہل انجمن اب ازراہ جوش اخلاص   اس نظم تہنیت کو کرتے ہین پیش خدمت
کس کروفر کی ہے یہہ تقریب اللہ اللہ   ہین جمع کیسے کیسے ذیجاہ ذی وجاہت
ہے انتظام عمدہ اور اہتمام اچھا   ہر کام باسلیقہ ہر امر با متانت
دولہن کے جو پدر ہین یعقوب صاحب جاہ   ذیجاہ ذی مروت خوش خلق خوش طبیعت
یارب رہین ہمیشہ دلشاد دولہ دولہن   حفظ وامان مین اپنے رکھہ انکو تو سلامت

مقصود بس یہی ہے ہم اہل انجمن کا
اس نظم کو عطا ہو مقبولیت کی خلعت

قطعہ تاریخ

دختر یعقوب صاحب کا ہوا عقد نکاح   شادمان خندان نظر آتے ہین خویش و اقربا
بادشہ کو جب ہوا تاریخ شادی کا خیال   کیا مبارک کتخدائے - آسمان نے کہدیا
۱۳۰۲ ھ

نظم تاریخی کتخدائی دختر جناب الحاج محمد عثمان صاحب مرحوم ساکن دہوبی پیٹھہ واقع مدراس

شکر خالق نہ کیون کرین ہر دم   ہم پہ کیا کیا ہین اسکے فضل وکرم
اور نعت رسول ہر دوجہان   رحمت دل ہے اور سرور جان
بنت حاجی محمد عثمان کی   آج کس دہوم سے ہوی شادی
جتنے ممدوح کے ہین فرزندان   سب ہین سرگرم اہتمام یہان

کوششون کا ہے انکی خوب اثر	کیون نہ خوش ہوگی انسے روح پدر
عبدالحی ہے جو نام نوشہ کا	اس سے آتی ہے زندگی کی ضیا
طالب العلم ہے وہ ایف ہے کا	نیک خو نیک دل ہے نیک ادا
پائے بی ہے کا کیون نہ وہ اعزاز	خلق مین کیون نہوگا وہ ممتاز
نیک اوصاف سے منور ہے	اور وطن اسکا مچھلی بندر ہے
ہے خدا سے دعا یہ شام و پگاہ	دولہ دلہن ہون شادمان دلخواہ
ان پہ رکھہ یا خدا کرم کی نظر	تا خوشی مین ہو انکی عمر بسر
ان مین اخلاص دے محبت دے	تندرستی کی انکو نعمت دے
شوق تاریخ جبکہ دلمین ہو	بادشہ ان سے تم یہی کہدو

مصرع سال ہے ای نیک مزاج
واہ یہ خوبتر نکاح ہے آج ۱۳۳۲

تاریخات ولادت

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب متوطن مدراس موسوم بہ رقیہ بی بی مدعونا

بفضل خدا میرے داماد کے گھر	تولد ہوی دختر نیک اختر
ہوی فکر تاریخ جب بادشہ کو	کہا دل نے پیدا ہوی نیک دختر ۱۳۲۲

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب مولوی خطیب محمد عبیداللہ صاحب ساکن محلہ گوبندپور وانمباڑی

جوش پر کیا فضل حق کی ہے بہار	آج شادابی ہے گلشن مین عجیب
شاہد گل کو ہے رنگینی عطا	چشم نرگس کو ہے نظارہ نصیب
بوئے گل لاتی ہے گل سے یون صبا	جیسے نائب لائے پیغام منیب
کیون نہ ہر یک گوش گل محفوظ ہو	شاخ گل منبر ہے ہر بلبل خطیب
دختر اب پیدا ہوی اسکے مکان	ذی لیاقت ہے جو یک میر حبیب

دل پہ ہے احباب کے فرحت فزون
اور لب پر شکر خلاق مجیب

کوئی مصروف مبارک باد ہے
کوئی دیتا ہے دعا آکر قریب

کوئی کہتا ہے یہی با ذوق و شوق
مین گل تاریخ کا ہون عندلیب

بادشہ کہد و زروئے انبساط
بنت نیکوئے عبید اللہ خطیب ۱۳۲۲

ایضاً

عبید اللہ خطیب ذی وجاہت کے مکانمین آج
ہوی پیدا جو دختر ہر طرف جوش مسرت ہے

تلاش سال تہی ای بادشہ آئی صدا دل سے
صفیہ بی بی عالی بخت ۱۳۲۲ یہ سال ولادت ہے

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب وی محمد ابراہیم صاحب ساکن محلہ گوبند پور واقع وانمباڑی

اگر مفر ماہین میرے دوست میرے ہموطن میرے
ہے جنکا نام ابراہیم صاحب نیکخو ذی جاہ

نہ کیون پیدا ہو جوش شادمانی دل مین ہر یک کے
ہوا پیدا مکان مین انکے اب فرزند رشک ماہ

خلیل اللہ رکہا نام اسکا سب لگے کہنے
پسر جز و پدر ہے ہوگیا ثابت یہان واللہ

الہی چتر سر پر اسکے ہو مان باپ کا قائم
ترقی عمر مین صحت مین اسکے دیجئے دلخواہ

لکھ ای بادشہ یہ مصرع سال ولادت اب
بحمد اللہ پسر نیک طالع ہے خلیل اللہ ۱۳۲۲

ایضاً

ترے فضل کی آبیاری سے یا رب
ہر یک نخل امید پھولا پھلا ہے

ہین میرے محب ایک اخلاص مظہر
کیا انکو فرزند تو نے عطا ہے

مسرت کی ہے دھوم فرحت کا سامان
مبارک سلامت کی ہر سو صدا ہے

محمد خلیل اللہ نام اسکا زیبا
پسندیدہ و دلکش و دلربا ہے

کہا مصرع سال یون بادشہ نے

خلیل خدا آج پیدا ہوا ہے

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید شاہ محمد صاحب قادری متخلص بہ تسلیم نسبتی برادر جناب ساہوکار عبد الرزاق میاں صاحب مرحوم ساکن کڑپہ

مبارک مبارک ہو ای شہ محمد — پسر یہ نکو فال سلطان محمود
تو اوج لیاقت کا ہے مہر تابان — ہے یہ ماہ تمثال سلطان محمود
تری ذات والا ہے مدلول اسکی — شرف پر ترے دال سلطان محمود
شجر کو ثمر گل کو بو حق نے تجھکو — دیا ہے یہ فضال سلطان محمود
نہ محتاج ہے میری مدح و صفت کا — ہے محمود ہر حال سلطان محمود
مخاطب ادہر ہو کے کہتا ہوں اب — ای فرخندہ منوال سلطان محمود
ولادت سے ہے تیری کس درجہ فرحت — ہے ہر فکر پامال سلطان محمود
فدا نقد جان تجھپہ مادر پدر کا — زر و مال کیا مال سلطان محمود
بصحت بہ حشمت رہے شاد و خرم — الٰہی مہ و سال سلطان محمود
پدر اور مادر کے سایہ مین دائم — رہے باصد اجلال سلطان محمود

لکھو بادشہ تم یہ سال ولادت
ہے زیبا خوش اقبال سلطان محمود

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید حسین صاحب عرف مولنا ساکن وانمباڑی

محب ہین میرے جو سید حسین مولنا — ہین بحر خلق و مروت کے بے بہا گوہر
ہر یک ہے لطف و عنایت کا انکے گرویدہ — وطن مین اپنے وہ ہر دلعزیز ہین یکسر
خدا کا شکر بصد آرزو بصد ارمان — ہوا ہے آج تولد مکان مین انکے پسر
الٰہی جیسا مبارک ہو یہ پسر انکو — پسر کو آج مبارک ہون یہ پدر مادر

خبر خوشی کی یہ سنتے ہی بادشہ مین نے

لکھا ہے سال ولادت - نو یدلخت جگر
۱۳۲۴

قطعہ تاریخ تولد رضیہ بی بی مدعمرہا نبسی برادرم مولوی احمد حسین صاحب یم یے بی یل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

خواجہ الطاف حسین نامی کو	ہوی پیدا جو دخت نیک اوصاف
بادشہ نے لب بشاشت سے	کہدیا سال - دختر الطاف ۱۳۲۴

قطعہ تاریخ تولد محمد عبدالقدیر مدعمرہ فرزند برخوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب سلمہ اللہ الواہب

اللہ نے افضال سے اپنے دیا پوتا مجہے	سب خویش اور احباب کو ہے آج کیا فرحت مزید
تاریخ کی ہے جستجو تمکو اگر ای بادشاہ	کہدیجے - اب پیدا ہوا ابن خطیب عبدالرشید ۱۳۲۴

قطعہ تاریخ تولد فرزند دلبند برادرم مولوی احمد حسین صاحب یم - یے بی یل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

حق نے دیا ہے میرے برادر کو نور عین	کیا کیا سرور بخش دل دوستان ہے یہ
فی الفور بادشاہ نے سال اسکا لکھدیا	حیدر حسین واہ سعادت نشان ہے یہ ۱۳۲۸

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب حاجی محمد موسٰی سیٹھ ولد جناب حاجی عیسٰی سیٹھ متوطن بنگلور

مبارک ہو ای موسٰی سیٹھ تمکو	دیا حق نے سعادت مند لڑکا
بہت دن سے پسر کی تہی تمنا	ہزاران شکر اب مقصد بر آیا
فراست اسکے رخ سے جلوہ گر ہے	جبین سے ارجمندی ہے ہویدا
ترقی پہ نہ کیون ہو مال و دولت	ہے وہ ہمنام عثمان غنی کا
طفیل جامع القرآن یقین ہے	وہ لڑکا جامع اوصاف ہوگا
عزیز و اقربا مسرور ہین آج	شگفتہ ترہین دلہائے احبا
عطا نعمت ہے حق سے شکر ہم سے	وہ شایان اسکو ہے یہ ہمکو زیبا
یہی ہردم دعا ہے اس پسر کو	سلامت رکہہ سلامت رکہہ خدایا

ہمیشہ یہ نہال باغ امید — رہے آب کرم سے تیرے تازہ
رہیں مادر، پدر دلشاد اس سے — فدا ہوں اسپہ وہ یہ انکا شیدا

پے سال ولادت بادشہ سے
کہا ہاتف نے۔ برخوردار موسیٰ ۱۳۲۹ھ

قطعہ تاریخ تولد رحیم النسا۔ بی بی دختر برخوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب سلمہ اللہ الواہب

اب رحیم النسا ہوئی پیدا — کیوں نہ ہوں خویش واقربا شادان
بادشہ نے لکھا یہ مصرع سال — بنت عبدالرشید نیک عنوان ۱۳ھ۳

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب ملیالم عبدالرحیم صاحب متوطن وانمباڑی مسمیٰ بہ عبدالحمید مد عمرہ

کیا شکر ہو تیرا ادا ہم بندگوں سے اے خدا — تیرا کرم بے انتہا احسان ہے تیرا عمیم
ہر ذرہ تیرے فضل سے عالم میں گلشن بنگیا — ہر قطرہ تیرے لطف سے دریا میں ہے در یتیم
یک دوست میرا نامور عبدالرحیم نیکخو — ملیالم اسکے گھر کا ہے مشہور تر اسم قدیم
عربی و اردو فارسی ٹامل میں اور انگلش میں بھی — خاصی لیاقت اسکو ہے رکھتا ہے وہ طبع سلیم
اس کا معظم ہے پدر جو۔ یم۔ امین الدین نام — ذی تجربہ تاجر ہے وہ خوش خلق ہے مرد فہیم
خوش قسمتی سے انہوں نے اسکو ملا فرزند نیک — چہرہ سے جسکے ہے عیاں نور سعادت مستقیم
ماہ ربیع الآخر میں تاریخ تھی چھبیسویں (۲۶) — اور روز سہ شنبہ کا تھا نعمت یہ پائی ہے عظیم
خویش و اقارب ہوگئے یکسر خوشی سے باغ باغ — پھیلا ہے مثل بوئے گل یہ مژدۂ فرحت شمیم
نام اس پسر کا جسطرح رکھا گیا عبدالحمید — وصف حمیدہ اسطرح دے اسمیں ای رب کریم
مسرور رکھ صبح و مسا آفات سے اسکو بچا — یارب یہ کرتے ہیں دعا ہم تجھ سے باقلب صمیم

ای بادشاہ خیرخواہ کہدو لب اخلاص سے
سال ولادت ہے یہی۔ زیبا گل باغ رحیم ۱۳۳۲

قطعہ تاریخ تولد کریم النسا بی بی دختر برخوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب سلمہ اللہ الواہب

کریم النسا آج پیدا ہوی ہے	یہی کہتے ہین اقربا سب مبارک
کہا بادشہ نے سن معجمہ یون	زہے دخت عبد الرشید اب مبارک ۱۳۲۲

تاریخات بسم اللہ خوانی و ختان

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی محمد صالح بادشاہ نور چشم جناب مولنا عبد السبحان صاحب متوطن مدراس

جناب عبد سبحان ذی لیاقت مجمع اوصاف	سفیر روم کے داماد میر دوست لاثانی
ہوی بسم اللہ خوانی آج نور العین کی انکے	نشاط و بہجت و فرحت کی ہے کیا کیا فراوانی
زہے تقریب جس پر خود مسرت آج ہے نازان	تکلف وہ کہ جس سے خود تکلف کو ہے حیرانی
نہ کیونکر جوش پر دریا ہو فضل و رحمت حق کا	زبان خلق سے بہر دعا ہے گوہر افشانی

ہوی تاریخ کی ای بادشہ جب جستجو مجھکو
صدا ہاتف نے دی۔ ہے یہ ہمایون تسمیہ خوانی ۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ ختان برخوردار ممدوح

رسم ختان کی ہے پسر کی ادا	آج مرے دوست نے با عز و شان
طبع مین کسکے نہین جوش نشاط	کون ہے جو آج نہین شادمان
لب پہ نہین کس کے ہے شکر خدا	محو دعا اب نہین کس کی زبان

تحفہ تاریخ تم ای بادشاہ
پیش کرو۔ واہ مبارک ختان ۱۳۲۶ھ

ایضاً

ہے آج ختان ابن عبد السبحان	آثار مسرت ہین ہر یک جا واضح
تاریخ لکھی ہے بادشہ نے فی الفور	زیبا ہے یہ ختنہ محمد صالح ۱۳۲۶

قطعہ تاریخ گلپوشی ختان فرزند جناب پٹیل عبد الرزاق صاحب متخلص بہ اخسر متوطن وانمباڑی

موئس من عبد رزاق وشیل
مرحبا تقریب گلپوشی یہ آج
کیا سعادتمند ہے تیرا پسر
خوب ہے محفل کا حسن انتظام
چل رہی ہے فرح و بہجت کی نسیم
فکر بہر سال ہے لازم ہمین

آج تیرے گھر یہ جلسہ خوب ہے
بہجت افزا جلوہ آرا خوب ہے
اختر طالع چمکتا خوب ہے
مجمع احباب کیسا خوب ہے
غنچۂ خاطر شگفتہ خوب ہے
طبع مین جوش تمنا خوب ہے

بادشہ کہدو زروئے انبساط
رسم گلپوشی یہ زیبا خوب ہے
۱۳۴۲

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی برخوردار محمد عبد الودود عرف امیر جان مدعمرہ فرزند جناب حاجی حکیم محمد عبد الباسط صاحب متوطن مدراس

فضل سے حق کے ان دنوں دہوم طرب کی ہے مچی
حاجی حکیم خوش صفات نیک نہاد نیک ذات
انکے ہے نورعین کی تسمیہ خوانی کی خوشی
دیجیئے اِس پسر کو اے خالق ذوالجلال تو

آتی ہے تہنیت کی اب دیکھیئے ہر طرف صدا
وہ جو ہین عبد باسط اب مظہر الفت و وفا
لب پہ کسی کے آفرین کہتا ہے کوئی مرحبا
عمر دراز وصحت و فہم و فراست و ذکا

سال کی تھی تلاش جب خامہ بادشاہ نے
عبد ودود کی ہے آج تسمیہ خوانی ۔ لکھدیا
۱۳۴۲

نظم و تاریخات وفات

یہ نظم درد انگیز جناب مولینا مولوی محی الدین صاحب فقیہ ویلوری مرحوم کے حالات مین لکھی گئی حضرت مرحوم کی وفات کے اظہار تاسف پر مسجد محلہ قلعہ واقع وانمباڑی مین مجلس جو منعقد کیگئی تھی اس مین پڑھی گئی اور اسکو جناب ساہوکار حاجی عبد الصمد صاحب متوطن وانمباڑی نے چھپوا کر تقسیم فرمایا

آئی ہے کیسی غم کی خزان وا مصیبتا
مرجھا گیا ہے باغ جہان وا مصیبتا

غنچون سے بیکلی ہے عیان وا مصیبتا
ہر گل ہے چاک سینہ یہان وا مصیبتا

نرگس ہے آج چونک پڑی اپنے خواب سے
سنبل تنگ آہی گیا پیچ و تاب سے

حالت یہ عندلیب کی ہے اضطراب سے
نغمے کے بدلے نوحہ کنان وا مصیبتا

سوسن کو جوش غم نے کیا بے زبان ہے آج
رو رو کے خون سرخ رخ ارغوان ہے آج

نخل الم کا سرو سہی پر گمان ہے آج
ہے قمریون کے ورد زبان وا مصیبتا

ویلور مین تہا یعنے جو ایک شیخ نامدار
چہرہ سے جسکے شان ولایت تھی آشکار

تہا محی دین فقیہ سے موسوم ذیوقار
دنیا سے ہو گیا وہ روان وا مصیبتا

علم و کمال مین تہا وہ علامہ شہیر
تہا زہد و اتقا مین وہ یک فرد بےنظیر

کسدرجہ فیضیاب تھے اس سے جوان و پیر
ہے اب کہان وہ فیض رسان وا مصیبتا

ماہر فقط نہ علم شریعت سے ہی وہ تہا
تہا بلکہ سارے اہل حقایق کا مقتدا

سینہ تہا اسکا مخزن اسرار کبریا
کیا پر اثر تہا اسکا بیان وا مصیبتا

ہر دم کہلا تھا وعظ و نصائح کا اسکے باب
اعمال بد سے سب کو دلاتا تہا اجتناب

صد حیف ایسا اوج ہدایت کا آفتاب
زیر زمین ہوا ہے نہان وا مصیبتا

تہا وہ خلیفہ حضرت شہ محی دین کا
شہ رکن دین ہی کا ہے تلمیذ باصفا

غم اسکے انتقال کا کسکو نہین ہوا
مضطر ہین سارے خرد و کلان وا مصیبتا

پابند ذکر حق تہا عجب اسکا حال و قال
مصروف تہا اسی مین وہی اسکو تہا خیال

نفرت ہر یک تکلف دنیا سے تہی کمال
تہا کیسا متقی زمان وا مصیبتا

چرچا تھا اسکے زہد کا ہر ملک مین مزید
آتے تھے دور دور سے عالم بشوق دید

شبلی کہون مین اسکو یا شیخ بایزید
تہا فخر عابدان جہان وا مصیبتا

تہا وہ مسافرون کا خبر گیر صبح و شام
ہر وقت انکو آپ ہی پہنچاتا تھا طعام

بیمار ہون تو انکی دوا کا بھی اہتمام — کرتا تھا خود وہ بادل و جان وامصیبتا
قارورہ لیکے آہ مسافر مریض کا — نزد طبیب جاتا تہا لاتا تہا خود دوا
ہمدردی اسقدر سے کرتا تھا بےحد و انتہا — تھا کام یہ نہ اسکو گران وامصیبتا
مرغوب اسکے طبع کو اچھی غذا نتھی — پہنا نہ تھا کبھی کوئی عمدہ لباس بھی
سچ بات یہ ہے اسکو نہ منظور تھی کبھی — دنیا کی کوئی عزت و شان وامصیبتا
آتا تھا مالدار اگر کوئی اسکے پاس — ہر عیب اسکا اسکو جتاتا وہ حق شناس
حق بات کہنے مین تہا کسی سے نہ کچھ ہراس — حق گو پھر ایسا ہوگا کہان وامصیبتا
وہ بے ریائی نفس کی وہ عجز و انکسار — رونا وہ اسکا خوف الہی سے زار زار
وہ حلم وہ وقار وہ اخلاق بیشمار — کس کس صفت کو کیجیے عیان وامصیبتا
تیرہ سو سولہ تہا سن ہجری ای نیکنام — تہا آشکار غرۂ ذوالحج یہ احترام
روز چہارشنبہ قریب نماز شام — نکلی ہے اسکے جسم سے جان وامصیبتا
دیکھین کہان پھر ایسے ولی خدا کو ہم — پائین کب ایسے فاضل دین ہدا کو ہم
ڈھونڈین کہان یہ متقی و پارسا کو ہم — کیونکر کرین نہ آہ و فغان وامصیبتا
بےنفس و بےریا کوئی ایسا بشر کہان — یون خوف حق کا دلین کسی کے اثر کہان
ناصح کہان پھر ایسا ملے راہبر کہان — پائین کہان ہم اسکا نشان وامصیبتا
افسوس کیسے نعمت عظمی کو کھو دیئے — افسوس قدر اسکی نہ زنہار ہم سکے
افسوس کیسے عالم غفلت مین ہم رہے — خجلت نہ وہ یہ دل ہے طپان وامصیبتا
ہم سے ہوی نہ اسکے خصائل کی پیروی — ہمکو ہوی نہ اسکی نصائح سے آگہی
ہم منہمک ہین حیف یہ لذات دنیوی — عقبی ہین کیون ہو ہمکو امان وامصیبتا
حرمت سے اس بزرگ کے ای رب دو سرا — تو بخشدے گناہ ہمارے بصد عطا

کیا لکھے بادشاہ یہ پر درد ماجرا

خامہ ہوا ہے اشک فشاں وا مصیبتا

قطعہ تاریخ وفات جناب محمد فخرالدین صاحب ویلوری غفرلہ الباری

مجمع اوصاف استاد وادیب
عالم باقی کو جب راہی ہوئے
یون لب افسوس سے نکلا ہے سال
فخر دین صد حیف دنیا سے چلے
۱۳۱۵

قطعہ تاریخ انتقال نواب فصیح الملک داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ جو اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۹ مارچ ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تہا

دار فانی سے سوئے دار بقا
حضرت داغ نے کیا ہے سفر
تک دکن کیا ہے سارا ہندوستان
نظر آتا ہے رنج کا منظر
پھر کہان پائین ایسا اہل کمال
دیکھین کب ایسا ہم سخن گستر
اسکی تربت پہ ہو نزول مدام
رحمت خاص خالق اکبر

بادشہ نے لکھا یہ سال وفات
آہ کیا داغ دیگئے دل پر
۱۳۲۲

ایضاً جو اخبار مخبر دکن مدراس مین شائع ہوا تہا

مین نے پوچھا ای شب عید الضحیٰ
رنج و غم سے کیون ہے تو مانوس آج
کس کا یہ ماتم یہ کیا ہے واقعہ
تو نے کیون پہنا سیہ ملبوس آج
ہے مبدل غم سے کیون تیری خوشی
طرفہ ہے یہ حالت معکوس آج
یون کہا اسنے کہ مین کیا چیز ہون
اک جہان کو رنج ہے محسوس آج
کون اس غم سے نہین ہے داغدار
بنگیا ہر دل پر طاؤس آج

کیا نہین تجھکو خبر ای بادشاہ
داغ کی رحلت ہوی افسوس آج
۱۹۰۵

قطعہ تاریخ وفات نواب سید فتح علی خان بہادر سی ایس ای ۔ نواب ہنگین علی غفرلہ جو اخبار

مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳ رمی ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تھا اور بوساطت ڈاکٹر حاجی خواجہ حسین صاحب ولیعہد بہادر نواب بگن پلی کی خدمت مین بھیجا گیا تھا۔

گیا کہئے ای ریاست بگن پلی تجھے — صد حیف آج کیون تری حالت خراب ہے
والی ترا رئیس ترا حکمران ترا — اب اوٹھ گیا جہان سے یہ کیا انقلاب ہے
سینتیس ۳۷ سال تجھ پہ جو فرمان روا رہا — افسوس آج زیر زمین محو خواب ہے
کس درجہ دوست دولت برطانیہ کا تھا — جسپر دلیل سی ایس۔ وآی کا خطاب ہے
بذل وکرم کی اسکے نہ تھی کوئی انتہا — اسکی عنایتون کا نہ کوئی حساب ہے
مانند ابر کون نہین آج اشکبار — سیماب وار کسکو نہین اضطراب ہے
معمور آج دلین ہریک خاص وعام کے — حسرت ہے درد و یاس ہے اور پیچ و تاب ہے
یارب ہو اسکا خلد مین اعلیٰ ترین مقام — یہ التجا یہ آرزوئے شیخ و شاب ہے

ای کلک بادشاہ پئے سال عیسوی
لکھ۔ انتقال فتح علی خان نواب ہے ۱۹۰۵ء

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم محمد اعظم صاحب مہکری ساکن چنور جو حسب ایمائے جناب مولوی حکیم سید شاہ محمد فخر الدین صاحب فخری نقوی میلاپوری مدراس لکھا گیا اور اخبار جریدۂ روزگار مدراس مین شایع ہوا

حکیم ذیشان لئیق دوران محمد اعظم تھا نام جسکا — وطن مین ہر دلعزیز ایسا بھلا ہمین کوئی اب بتادو
ہوی ہے اسکی وفات جبدم فلک سے ای بادشاہ مجھکو — صدا یہ آئی ہے۔ این جہان سے محمد اعظم گئے سنادو ۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی قاضی قادر محی الدین صاحب المتخلص بہ اظہر ساکن پیارم پیٹھ ضلع شمالی آرکاٹ

چل بسے دنیا سے ہے ہے شاعر شیرین کلام — ابر رحمت سائبان ہو قبر پر شام و پگاہ
جستجو تاریخ کی تھی دل نے بولا فی البدیہہ — رحلت قادر محی الدین ہے افسوس آہ ۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ وفات حضرت شمس العلما مولانا مولوی شاہ محمد رکن الدین صاحب قادری ویلوری

نور اللہ مرقدہ جو اخبار مخبر دکن مدراس مین شائع ہوا تہا

حسرتا ای بستم ماہ صیام — صبح محشر تیری گویا صبح تہی
تونے دکہلایا وہ غمگین واقعہ — دہوم جسکی سارے عالم مین مچی
کون اس غم سے نہین ہے اشکبار — کسکو اب حاصل نہین رنج دلی
چاک سینہ ہے کسیکا مثل گل — شکل غنچہ ہے کسیکو بیکلی
کوئی ملتا ہے کف افسوس و غم — کوئی حیران ہے پریشان ہے کوئی
یعنی یک شیخ زمن راہی ہوا — جانب عقبیٰ بحکم ایزدی
مہر کے مانند روشن جسکا نام — شاہ رکن الدین محمد قادری
سید السادات عالی منزلت — جان زہرا و علی آل نبی
مولوی حاجی و مرشد رہنما — مجمع اوصاف صوری معنوی
مثل جود مرتضیٰ تہا جسکا جود — خلق جسکا مثل خلق احمدی
تہا مجسم وہ سراپا خلق سا — یک جہان گرویدہ اسکا واقعی
جابجا اسکے مرید و معتقد — ہین ہزارون سیکڑون پیر و صبی
جمع تہے اسکے جنازہ پر جو لوگ — کم سے کم چہے الف کی تعداد تہی
جلسہ ہائے تعزیت ہر شہر مین — ہو رہے ہین ہونگے اسپر اور بہی
موت ایسے شیخ دین کی ناگہان — ہے ہماری قوم کی بدقسمتی
یاالہی اسکی روح پاک پر — اب ہو نازل دمبدم رحمت تری
جنت الفردوس ہو اسکا مقام — التجا ہم بندگون کی ہے یہی

مصرع تاریخ لکہدو بادشاہ
وائے رحلت شاہ رکن دین کی

قطعہ تاریخ وفات جناب پاک ملکی محمد عثمان صاحب متوطن وانمباڑی جو انکی شرکا کی فرمائش پر لکہا گیا

تہا ایک حامی دین تاجر خلیق بے مثل ذی وجاہت
بلند طالع بلند ہمت فہیم و دانا سخی دوران

کشادہ دست کرم تہا جسکا کیا نہ محروم جو کسیکو
تمام خویش و قربا برادرین جسکے مرہون لطف و احسان

رجب کی بائیسوین تہی تاریخ روز یکشنبہ ای محبو
ظہور وقت سحر تہا نکلی بحکم حق اسکے جسم سے جان

کیا ہے وہ انتقال جسدم بپا تہا سارے وطن مین ماتم
کوئی تہا جانسوز آہ بہرتا کوئی تہا مضطر کوئی تہا نالان

الٰہی کر سرفراز اسکو تو اپنی رحمت سے مغفرت سے
عجب نہین فضل سے ہے تیرے ملے جو جنت کا اسکو ایوان

تلاش سال وفات کی تہی کہا ز روئے الم فلک نے
کیا بملک بقا ہے افسوس پا کملگی محمد عثمان
۱۳۲۵ھ

قطعہ تاریخ انتقال جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

ہدایت بھی ضلالت بھی ہے یارب تیرے قبضہ مین
ہمین معلوم کیا ہے تجہکو ہے زیبا تری حکمت

تماشا ایک نہ یک نادر نظر آتا ہے دنیا مین
عجب جلوہ دکہاتی ہے تری نیرنگی قدرت

مسیحیت کے تھے جو مدعی مرزا غلام احمد
ہر یک جا ہند مین برپا تہی جنکے نام کی شہرت

مرید و معتقد موجود ہین اب سیکڑون انکے
یہ سچ ہے جو نئی ہو بات ہے اسمین بڑی لذت

کیا کرتے تھے پیشین گوئیان غیرون کے مرنیکی
نہ تہی معلوم انکو حیف اپنی مرگ کی ساعت

برا ہو یا بہلا ہو نام تو چمکا دیا اپنا
رہیگی مدتون تک صفحہ تاریخ کو زینت

کچھ اس مین شک نہین تہی یادگار خلق ذات انکی
لکہون تاریخ رحلت یہ مری بیجا نہین جرأت

لب اخبار سے آئی صدا ای بادشہ مجہکو
مسیح قادیانی کی ہوی لاہور مین رحلت
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب خطیب عبدالرحمٰن صاحب المتخلص بہ خطیب متوطن و انبالوی

کر گئے رحلت جہان سے حیف آج
متقی دیندار تھے کیسے ادیب

مجمع اوصاف انکی ذات تھی
تھے سراپا خلق وہ مرد لبیب

قرأت قرآن سنکر ان سے ہم
قلب مین پاتے تھے کیفیت عجیب

اللہ اللہ اب وہ روز حشر تک	ہوگئے ہم سے جدا حق سے قریب
لٹ گئی انکی بہار زندگی	نوحہ خوان ہم ہین مثال عندلیب
التجا ہے بادشہ کی روز و شب	بخشدیجے انکو ای رب مجیب

لوح مرقد کے لیئے لکھا ہون سال
ہے یہ قبر عبد رحمن خطیب ۱۳۰۲ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم سید حسین صاحب متوطن کڑپہ جو مراسلہ تعزیت کے ساتھ جناب خان بہادر حکیم سید عبد المجید عرف منجو میان صاحب فرزند مرحوم کو روانہ کیا گیا اور اخبار شمس الاخبار مدراس مین شائع ہوا

حیف سید حسین عالی شان	یک جہان پر تہا جسکا فیض عمیم
چہوڑ کر اس سرائے فانی کو	ہوا دار البقا مین آج مقیم
اسکے اوصاف یاد آتے ہین	تیغ غم سے ہمارا دل ہے دو نیم
دیجیئے خلد مین جگہ اسکو	رحم کر اس پر ای خدائے رحیم

بادشہ نے لکھا یہ سال وفات
گم ہوا آج بے نظیر حکیم ۱۳۰۲ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم سید عقیل علی صاحب المعروف بہ حکیم سید صاحب غفر اللہ لہ متوطن وانمباڑی

طبیب نامور دنیا سے گزرا	خلائق کو ہوا صدمہ یہ جانکاہ
خلیق و با مروت تجربہ کار	کہان پہر پائین ایسا اللہ اللہ
کمال اوسکو تہا تشخیص مرض مین	کہ جسکے ڈاکٹر قائل تھے ہر گاہ
تہا سید صاحب اوسکا نام مشہور	ہر یک واقف تھے ہن سے اور آگاہ
برس پچیس سے افزود گزرے	محبت مجھسے وہ رکہتا تہا دلخواہ
نہ رنجیدہ ہوا مجھہ سے کسی دن	نہ مین نے لی تجاہل کی کوئی راہ

کرم سے اپنے یارب بخش اسکو		تری رحمت نہین زنہار کوتاہ	
مجبون کی دعا ہے یا الٰہی		کہ دایم خلد ہو اسکی گزرگاہ	

جو پوچھا بادشہ نے سال رحلت
کہا دل نے ۔ غم سید عقیل آہ

قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب ساہوکار حاجی محمد بادشاہ صاحب مرحوم ساکن مدراس

ای زوجہ حاجی بادشاہ نامی		دنیا کا چلے چھوڑکے تم معمورہ	
ہاتف نے کہا یہ بادشہ سے فی الغفور		تاریخ وفات ہے یہی ۔ مغفورہ	

قطعہ تاریخ وفات جناب بی بی ۔ عبدالرحمن صاحب المتخلص بہ شاد متوطن وانمباڑی

ہے بے ثبات دنیا دنیا مین کوئی انسان		ہرگز نہین رہیگا ہرگز نہین رہا ہے	
دو روزہ زندگی پر ہے کیا گھمنڈ ہمکو		اعمال نیک کا کچھ ہم مین نہین پتہ ہے	
یک دوست تھا ہمارا ذی خلق ذی مروت		رحلت سے اپنی سب کو کیا داغ دیگیا ہے	
فہم و فراست اسکی علم و لیاقت اسکی		اور اسکی دینداری مشہور جابجا ہے	
صبر و شکیب دیجیے سب دوستون کو یارب		تیری رضا پہ راضی رکہہ بس یہی دعا ہے	

ای بادشاہ لکھدو تاریخ رحلت اسکی
اب انتقال عبدالرحمن شاد کا ہے

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی حسن میان صاحب مرحوم ابن جناب مولنا شاہ سلیمان صاحب پہلواری

شہ سلیمان کا پسر افسوس		گیا دنیا سے وائے ناکامی	
زاہد و متقی تھا عالم تھا		اور سچا تھا قوم کا حامی	
پختگی اسکے ہر سخن مین تھی		اسکی تحریر مین نہ تھی خامی	
حب دین سے دل اسکا تھا معمور		تہا رگ و پے مین جوش اسلامی	
رہین راضی رضائے حق پہ ہم		ہے عبث ذکر رنج و آلامی	

خلد مین اسکو دے جگہ یارب	التجا ہے بدرگہ سامی

بادشہ نے لکھا ہے سال وفات
آہ داغ حسن میان نامی

قطعہ تاریخ وفات نواب خورشید النسا بیگم صاحبہ مرحومہ جدۂ نواب سر غلام محمد علی خان بہادر جی سی
ای - ای - پرنس آف آرکاٹ

دار دنیا سے گئین دار البقا	بیگم والا گہر عالی صفات
بذل و جود و لطف و احسان انکے تھے	گویا وہ مصدر یہ سارے مشتقات
یک قیامت ہے بپا مدراس مین	محو رنج و غم ہین سب دن اور رات
جنت الفردوس ہو انکا مقام	احد ابزرے کرم سے دے نجات

بادشہ نے معمہ مین ان کا سال
لکھدیا - خورشید بیگم کی ممات

ایضاً

ہوگئین فوت بیگم خورشید	باعث رنجش قلوب ہے یہ
بادشہ معمہ مین لکھدو سال	آہ کیا شمس کا غروب ہے یہ

قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا الحاج مولوی محمد بشیر صاحب غفر اللہ لہ ساکن وانمباڑی

واقف تھا کون کسکو تھا معلوم جسنہ خدا	ناگہ ہوئی ممات محمد بشیر کی
یکتا تھا علم و فضل مین اور بذل و جود مین	کیا مغتنم تھی ذات محمد بشیر کی
کسکو نہین ہے اسکی لیاقت کا اعتراف	شہرت تھی شش جہات محمد بشیر کی
تھا وہ قبیلہ پرور و ذی خلق ذی ہمم	نقی بات بھی نبات محمد بشیر کی
پینسٹھ سال سے متجاوز نہو گا سن	ہے ہے تھی کم حیات محمد بشیر کی
تھا حالت مرض مین عجب مستقل مزاج	اللہ رے ثبات محمد بشیر کی

سب دوستون کو کیون نہ رلائیگی مدتون
فرقت دن اور رات محمد بشیر کی

عالم تہا اور حاجی و عابد خدا شناس
کیونکر نہو نجات محمد بشیر کی

لکھدیجے یہ مصرع تاریخ **بادشاہ**
افسوس اب وفات ہے محمد بشیر کی

قطعہ تاریخ وفات جناب ڈکو حاجی بہاء الدین صاحب مرحوم متوطن وانمباڑی

نیک باطن نیک طینت دین کے عاشق نے حیف
اندنون دنیا سے ملک آخرت کی لی ہے راہ

بے سر اندیشہ ہاتف نے کہا سال وفات
رحلت جنت مکان حاجی بہاء الدین آہ

ایضا

وا دریغا حاجی الحرمین مرد متقی
دار دنیا سے گیا اب جانب دار البقا

سال اسکا ہاتف غیبی نے مجھہ سے ناگہان
رحلت ڈکو بہاء الدین دانشور کہا

قطعہ تاریخ وفات ہز مجسٹی کنگ ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلنڈ و قیصر ہندوستان آنجہانی

ای شہ ایڈورڈ ہفتم بادشاہ مہربان
مضطر و مغموم تیری مرگ سے ہے یک جہان

تار برقی آئی کیا لندن سے تیری موت کی
خرمن دلہائے عالم پر گرادین بجلیان

موت کی صرصر نے دم بھر مین اسے ویران کیا
کیا تر و تازہ تہا تیری زندگی کا گلستان

کسکا دل کسکا جگر اس غم سے متاثر نہین
کلمۂ افسوس سے خالی ہے اب کسکی زبان

صفحۂ ہستی سے ہے ہے گم ہوا تیرا وجود
اب کہان ڈہونڈین کدہر دیکھین تجہے پائین کہان

دونون حصے لیتے ہین تیرے غم و اندوہ مین
یکطرف سے ملک انگلنڈ یکطرف ہندوستان

گو نہ اپنے عہد مین تو ہند مین آیا مگر
تیری شفقت کی نظر پہرتی تہی ہر جا جاودان

تار تیری تعزیت کے کیا لگا تار اندنون
ہر طرف سے لارڈ منٹو کی خدمت مین روان

سارے امرا سارے وزرا ہین مقر اس امر کے
فہم و دانش مین تہی تیری ذات یکتائے زمان

تجہکو بہی یک خاص انست اہل ہندوستان سے
چاہتا تہا ہر طرح سے انکی تو بہبودیان

تو نے اسکیم رفارم ہند مین جاری جو کی
ہم رعایا کو بنایا ہے نہایت شادمان

ممبری کونسل کا تو نے حق انتخاب
ہم مسلمانون کو بخشا ہے بلطف بیکران

ایکزی کیٹو کونسل کی ممبری بھی تو نے دی
پائی اہل ہند نے ابتک کہان یہ عز و شان

سورش بنگالہ ہے سر عہد مین پیدا ہوی
ایک مدت تک رہا ہیجان تو گو بیگمان

انکا پورا انتقام اسوقت پر تو نے لیا
حد سے متجاوز ہوین جب باغیونکی شوخیان

جنگ و خونریزی سے تیری طبع کو نفرت رہی
پیس میکر تجھکو سب کہتے ہین عقلائے زمان

نقش دل پر مدتون تیرے رہین اوصاف نیک
عہد والا کی تیری کسطرح بھولین خوبیان

با ادب ہم اب بجا لاتے ہین رسم تعزیت
ہمکو تیرے خاندان سے ہین دلی ہمدردیان

جارج پنجم تیرا جو فرزند عالی جاہ ہے
جانشینی سے ہے اسکی ہمکو حاصل عز و شان

ہے یقین ہمکو رہے بیشک وہ تیرا ہمقدم
تیرے الطاف و نوازش کا رہے اس سے نشان

بادشہ تم یہ سنا دو مصرع سال وفات
رحلت ایڈورڈ ہفتم شاہ عالی دودمان
۱۹۱۰ع

نظم تاریخی جو جناب حاجی حکیم محمد عبد الباسط صاحب غفر اللہ لہ ابن جناب حاجی حکیم محمد عبد العزیز صاحب متوطن مدراس کی وفات پر لکھی گئی۔

اللہ اللہ قادر مطلق ہے اسکی پاک ذات
اسکے ہی قبضہ مین ہے عالم کی سب موت و حیات

وہ جو کچھ چاہے کرے اسکا مزاحم کون ہے
دو جہان محکوم اوسکے اسپہ حاکم کون ہے

عاجز و ناچار ہم اسکے ہین سارے بندگان
دخل اسکے کام مین دین ہمکو یہ طاقت کہان

اسکی قدرت اسکی عظمت سب سے ہے اعلیٰ ترین
اسکا ہمسر ہو منو کوئی نہین کوئی نہین

کون ہین کیا ہین ہمارا کچھ بھی ہے نام و نمود
اسکی ہستی کے مقابل کیا ہمارا ہے وجود

ہم امانت دار سب چیز ونکا مالک ہے وہی
لے جو مالک ملک اپنی اسکا شکوہ احمقی

ہمکو ہے لازم رہین ہر وقت راضی برضا
صابر و شاکر رہین رنج و خوشی مین برملا

بندگی اپنی یہی اسکی اطاعت ہے یہی
دین و دنیا مین سعادت کی علامت ہے یہی

واقعہ پر درد یک مدراس مین گزرا ہے آہ
جسپہ کرتا ہے ہر یک افسوس وحسرت کی نگاہ

مسمیٰ باسط نام تہا یک صاحب فہم وتمیز
نامور جسکا پدر حاجی حکیم عبدالعزیز

تہا پدر کو ناز یہ ہے سر بسر لائق پسر
تہا پسر کو فخر یہ اپنا معزز ہے پدر

حاجی، سحر مین تہا وہ اور مرد متقی
دینداری اس مین تہی پرہیزگاری اسمین تہی

عمر سی سال تہی جسکی نوجوان نیکو خصال
جسکی خوش خلقی تہی سب مین بے نظیر و بے مثال

جسکو تھا اپنے بزرگونکا بڑا پاس ادب
جسکو تہی مدنظر تعظیم انکی روز و شب

طبع مین اسکے متانت اور تہی سنجیدگی
باوجود اپنے تمول کے تہی کسر عاجزی

صحبت بد سے برے افعال سے رہتا تہا دور
نیک کامون کی طرف جسکو تہی رغبت بالضرور

فارسی اردو مین کامل مین مہارت جسکو تہی
اور انگریزی مین بہی خاصی لیاقت جسکو تہی

ہے مقرر وہ جو انگریزی کمرشل کی کلاس
امتحان اس مین دیا اسنے کیا تہا اسکو پاس

اسکی محتاج ومساکین پر تہی شفقت کی نظر
تابمقدور انکی کرتا تہا اعانت سر بسر

پارچہ کے تہا تجارت پر وہ مائل بالدوام
اور کوچہ مین گرہ نک کے تہا تجارت کا مقام

تہے دین شوال کی تہی یکبیک آئی بلا
شکوہ ہیضہ مین یعنے ہوگیا وہ مبتلا

نو بجے شب کے کیا ہے آہ اسنے انتقال
دل پہ سارے اقربا کے دے گیا رنج و ملال

ماہ ذیقعدہ کی پہلی روز دوشنبہ کا تہا
دفن سب نے آہ کیسے گنج خوبی کو کیا

آہ وزاری مین ہوے مصروف سب خورد وکلان
درد و رنج و غم کا ہر چہرہ سے ظاہر تہا نشان

تہا جگر خستہ پدر اسکا بحال دلفگار
چہٹ گیا تہا بہائیون سے دامن صبر و قرار

خاصکر زوجہ کی اسکے غم سے تہی حالت عجیب
کہتی تہی مجھ سا نہین دنیا مین کوئی بدنصیب

پہر کہان دیکھین مین اسکو ای مرے پروردگار
دل مرا سوزان ہے اور میرا کلیجہ داغدار

کوہ غم سر پر گرا ہے مین سنبہالون کسطرح
زندگی کے اپنے یہ ایام تا لون کسطرح

الغرض تہا جو ارادہ ہین خدا کے وہ ہوا
گریہ و زاری سے بے صبری سے ہے کیا فائدہ

کچھ نہین چارہ یہان ہمکو بجز صبر و سکون
انا للہ کہتے اور انا الیہ راجعون

روح پر مرحوم کے فضل تو یارب مدام
دیجیے خلد برین مین اسکو اعلیٰ تر مقام

خواہش تاریخ رکھتا ہے اگر کوئی بشر
ہے (قتیل ہیضہ) ۱۳۴۳ھ یہ تاریخ رحلت مختصر

ختم کر دے بادشہ یہ داستاں پرالم
غم سے بھر آتا ہے سینہ چل نہین سکتا قلم

قطعہ تاریخ وفات جناب مولنا مولوی عبدالقادر بادشاہ صاحب غفرلہ مدرس اول مدرسہ باقیات الصالحات ویلور

فاضل یکتا ادیب باقیات الصالحات
ناگہان دنیا سے اس نے آخرت کی لی ہے راہ

کیا فن تدریس مین حق نے دیا اسکو کمال
سارے علمائے زمان کرتے تھے ہمکا عز و جاہ

اسکے شمع وعظ پر پروانے سب پیر و جوان
قوم تھی اسپر فدا وہ قوم کا تھا خیرخواہ

ملک مین پھیلے ہوے تھے اسکے انوار فیوض
تھا سما پر وہ جنوبی ہند کے رخشندہ ماہ

عالم جید پھر ایسا کب نظر آتے ہین
کم نصیبی کی ہماری اسکی رحلت ہے گواہ

اسکے اولاد و اقارب کا نہ پوچھو درد و غم
روز روشن ہو گیا انکی نگاہون مین سیاہ

ہے جدا وہ مدرسہ سے جیسے گلشن سے بہار
باگلون سے بوئے گل زائل ہوی بے اشتباہ

یا الٰہی صالحون مین اسکو تو محشور کر
جنت الفردوس ہو اسکے لیے آرامگاہ

بادشہ یہ مصرع تاریخ تم لکھدو سلیس
ہو گیا ہے انتقال عبد قادر بادشاہ ۱۳۴۳ھ

قطعہ تاریخ وفات دختر جناب خطیب رکن الدین صاحب متوطن ترپاتور ضلع شمالی آرکاٹ

ہائے افسوس گئی دنیا سے
رکن دین شمع ہدیٰ کی لڑکی

بادشہ نے سن رحلت یہ کہا
داخل خلد زبیدہ ہے ہوی ۱۳۴۳ھ

تاریخات کتب

قطعہ تاریخ دیوان شاکر تصنیف جناب حاجی محمد عبد القادر صاحب شاکر متوطن وانمباڑی

صد مرحبا یک سر محب نے
لکھا ہے دیوان کیسا خوش اسلوب
ہین پیارے پیارے اشعار اسکے
طرز بیان ہے ہر دلکو مرغوب
لفظ او معنی آپس مین ہین یون
وہ اسکا مفتون یہ اسکا محبوب
دیکھیں پڑہین اور داد اسکی دین سب
لطف سخن ہے جن جن کو مطلوب

ای بادشہ تم تاریخ لکھدو
دیوان شاکر دلچسپ ہے خوب
۱۳ ھ ۱۳

قطعہ تاریخ مثنوی نالۂ شاکر تصنیف صاحب موصوف

لکھی کیا مثنوی تونے اے شاکر
ہوا ظاہر غم دیرینہ عشق
دل عاشق نہ کیون حیرت زدہ ہو
سکندر تو ہے یہ آئینۂ عشق
لکھون گر اسکو بام حسن خوبان
ہے ہر یک شعر اسکا زینۂ عشق

لکھو ای بادشہ تاریخ اسکی
ہے نیکو مثنوی گنجینۂ عشق
۱۳ ھ

ایضاً

عمدہ ترین مثنوی طبع ہوی اندنون
کیون نہ یہ مرغوب دل خلق مین ہو بالعموم
اہل سخن ہین فدا اسکے مضامین پر
شمع پہ پروانون کا رہتا ہے جیسے ہجوم
حسن بیان دیکھکر جی ہے یہی چاہتا
لیجئے بڑھکر ابھی دست مصنف کو چوم
ہے یہ خدا سے دعا اسکی ہو شہرت دو بون
ہند کی سرحد سے تا مصر و عرب شام و روم

فکر سن طبع جب مجھکو ہوی بادشاہ
دل نے کہا خوب ہے نالۂ شاکر کی دہوم
۱۳ ھ

قطعہ تاریخ زواجر منظوم تصنیف جناب منشی عظیم الدین صاحب متخلص بہ عظیم متوطن ہیارم پیٹھ ضلع شمالی آرکاٹ

کون ایسا اٹھایا بار عظیم — کسنے لکھا زواجر منظوم
مثل شاہد بہ جلوہ گاہِ نظم — جلوہ آرا زواجر منظوم
آفرین مرحبا لگا کہنے — جس نے دیکھا زواجر منظوم
گلشن امر و نہی خالق مین — گل نکہتا زواجر منظوم
یادگار مصنف ذی جاہ — ہے یہ اعلےٰ زواجر منظوم
تا قیامت نہ کیون رہے باقی — تیرا چرچا زواجر منظوم

بادشہ سال طبع نم لکھدو
کیا ہے زیبا زواجر منظوم

قطعہ تاریخ مثنوی نغمۂ توحید تصنیف جناب ابو العرفان شاہ محمد عبد الرحمن صاحب فاروقی تسلیم مجدد علوم صوفیہ

لکھی مثنوی خوب تسلیم نے — ہزار آفرین اور صد مرحبا
مرے طبع نے بادشہ بہر سال — تصوف کا پاکیزہ دفتر کہا

قطعہ تاریخ رسالہ ہدایۃ الاخوان تصنیف جناب مولٰنا الحاج مولوی عبد الہادی صاحب متوطن وانمباڑی

جناب مولوی الحاج عبد ہادی نام — یگانہ منتخب عالمان دین ہے یہہ
رسالہ فن تجوید اس نے خوب لکھا — مدام قابل تحسین و آفرین ہے یہہ
ملیگا حشر مین خالق سے اسکا اجر عظیم — ذرا بھی شک نہین واللہ ہمین یقین ہے یہہ
بیان ہو ہم سے کہان وصف اس رسالہ کا — پسند اہل نظر حرز سنا یقین ہے یہہ
نہین فقط طلبا ہونگے مستفید اس سے — فروغ بخش کمال معلمین ہے یہہ
یہہ کہہ رہا ہے ہر یک شائق فن تجوید — مکان دل کیلیے واہ کیا مکین ہے یہہ

رقم کیا قلم بادشہ نے مصرع سال
زہے ہدایت اخوان مومنین ہے یہہ

قطعہ تاریخ کتاب السکینہ فی اخبار المدینہ تصنیف جناب الحاج محمد صبغۃ اللہ صاحب مہاجر متوطن مدراس

اللہ اللہ یہ رسالہ — مطبوع ہو الطرز مرغوب
ہر حرف حسین ہے مثل یوسف — ہر دائرہ گویا چشم یعقوب
مسجد کا یہ اسکے تذکرہ ہے — جسکی نسبت سے ہم ہین منسوب
خواہان نہین اسکا کون مومن — کس کے دل کو نہین یہ مطلوب
محبوب خدا کے شہر کا حال — کیونکر نہو یک جہان کو محبوب
یک فاضل دہر کی ہے تالیف — انداز بیان ہے کیا خوش اسلوب
اعمال مین تیسرا ای مولف — بیحد ہو ثواب اسکا محسوب

تاریخ لکھی ہے بادشہ نے
یہہ تحفۂ مومنین ہے خوب

قطعۂ تاریخ رسالہ النسب معروف بہ تحقیقات فخری تصنیف جناب مولنا الحاج مولوی حکیم شاہ سید محمد فخر الدین صاحب نقوی فخری سیلاپوری مدراس

مسلمانو! یہ سب مین عمدہ تر ہے — بہت ہین یون تو تصنیفات فخری
دکہائے خوب فرق حق و باطل — یہ توضیحات و تفہیمات فخری
عجب کیا ہے نصاری کے دلون پر — موثر ہون جو تصدیقات فخری

زروئے آفرین ای بادشہ تم
لکھو تاریخ تحقیقات فخری

قطعۂ تاریخ رسالۂ البشارت تصنیف مولانائے موصوف

مقابل ہو توحید تثلیث سے کب — وہ مہر منور ہے ظلمات ہے یہہ
بہلا ایک ہو تین اور تین ہون ایک — ای نصرانیو کیا خرافات ہے یہہ
منزہ فقط ایک ذات خدا ہے — نہین ہے شریک اسکا حق بات ہے یہہ
محمد نبی خاتم المرسلین ہے — ہے افضل ترین سب مین کیا ذات ہے یہہ

بشارات جتنے ہین اگلے کتب مین / بمصداق جملہ بشارات ہے یہہ
چہپا اندنون نسخۃ البشارۃ / مدلل بہ انجیل و تورات ہے یہہ
مولف جو اسکا ہے مولنا فخری / سزاوار فخر و مباہات ہے یہہ
یہہ فاضل ہے سید ہے عالی مراتب / زہے منبع فیض و برکات ہے یہہ
مباحث ہے اعلیٰ مناظر ہے یکتا / مہ اوج علم و کمالات ہے یہہ
ہزار آفرین ای مؤلف ہو تجہہ پر / نصاریٰ پہ بازی تری مات ہے یہہ
موثر ہے طرز بیان باسلاست / دکہایا ہے دن یہ ہے اور رات ہے یہہ
جو دیکھے یہ تالیف وہ کہہ اٹھیگا / بلاشک اہم مہمات ہے یہہ
اسی کو ہین تبلیغ اسلام کہتے / یگانہ بہ جملہ مثوبات ہے یہہ
خداوندی تجہہ سے راضی نہ کیون ہو / کہ اعظم ترین ہدایات ہے یہہ

لکہو بادشہ سال طبع رسالہ
بشارات احمد کا اثبات ہے یہہ
۱۹۱۲ع

نظم

جو جلسہ عام انجمن خیرخواہ عام گوبندپور واقع وانمباڑی کیلیئے لکہی گئی تہی

مرحبا ساکنان گوبندپور / حبذا مومنان گوبندپور
انجمن آپ نے جو کی قایم / بڑہ گئی عز و شان گوبندپور
فیض پاتے ہین جس سے صبح و مسا / سارے پیر و جوان گوبندپور
مدرسہ ایک از پئے نسوان / کیا جاری میان گوبندپور
انجمن اور مدرسہ دونون / گویا تن اور جان گوبندپور
زیور علم سے مزین اب / ہونگے سب دختران گوبندپور
نام تا حشر کیون نہ ہو باقی / زہے زندہ دلان گوبندپور

چندہ دس روپے ماہوار دیئے	ایک عالی نشان گوبندپور
نام اسکا ہے ٹی امین آلدین	زبدۂ تاجران گوبندپور
اور بھی حسب حوصلہ چندہ	دیتے سب عمدگان گوبندپور
اور دیگر محلے والے بھی	ہو گئے مہربان گوبندپور
رقم چندہ سے جو کیئے تائید	سب ہین یہ قدردان گوبندپور
شکر سب معطیون کا ہے لازم	آفرین حامیان گوبندپور
یا الہی ہو تیرا فضل و کرم	دمبدم پاسبان گوبندپور
تیرے ابر کرم سے ہو افزون	رونق گلستان گوبندپور

مین بھی ہون بادشاہ انروزون
شاعر خوش بیان گوبندپور

رباعیات

مندرجہ ذیل رباعیات مولانا حالی کے مصرعہ پر لکھی گئین اور رسالہ تعلیم و ہنباڑی بابت رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۵ ہجری مین شایع ہوین

جو کام شریعت کے صریحا ہو خلاف	ہو گا نہ ضرورت سے زمانے کے معاف
ہے شرع پہ اب ضرورت زمانہ فائق	انصاف انصاف آہ انصاف انصاف

ولہ

کہتا ہے کوئی پردۂ نسوان ہے معاف	ترمیم فرایض مین کسیکو ہے لاف
پابند نہین دین کے دعوی دین کا	انصاف انصاف آہ انصاف انصاف

ولہ

اسلاف کے ہم مین نہین گرچہ اوصاف	کہلاتے ہین آخر تو ہین کے اخلاف

کچھ قدر نہین ہم کو ہے اس نسبت کی
انصاف انصاف آہ انصاف انصاف

مندرجہ ذیل رباعیات اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس مین شائع ہوی تھین

عید آئی ہے تہین ای اہل نظر مبارک
اس بہجت و طرب کا سب پر اثر مبارک
ہر سمت سے صدا یہ کانون مین آرہی ہے
عید الفطر مبارک عید الفطر مبارک

ایضاً

بلبل کو گل مبارک گل کو چمن مبارک
جان کو بدن مبارک لب کو سخن مبارک
عید الفطر مبارک ہے جیسے مومنون کو
قومی رپورٹ تمکو اہل زمن مبارک

ایضاً

ادہر ہم سب کو فرحت جبکی ہے
ادہر یورپ مین تیغ اب چل رہی ہے
خوشی اور غم ہین دونون طفل توام
خوشی ہے غم مین اور غم مین خوشی ہے

ایضاً

شاعری کی آرزو رکھتے ہین ہم دل مین کثیر
کہنہ طرز شاعری کے ہین مقلد بے نظیر
یہ نہین معلوم آزادی ہو کب حاصل ہمین
فرضی معشوقون کے ہم ہین زلف پیچان مین اسیر

ایضاً

متبدل کیون کر ہو دنیا مین حال شاعری
عشق فرضی کو سمجھتے ہین کمال شاعری
ہند مین پوچھے کوئی قومی تنزل کا سبب
بے تحاشا مین یہ کہہ دونگا و بال شاعری

ایضاً

امر معروف سے جدا ہین ہم
نہین منکر مین مبتلا ہین ہم
حشر مین کسطرح سے ہوگی نجات
پارسائی سے پارسا ہین ہم

ایضاً

وین پر دنیا کبھی غالب نہین
اُسکا شائق ہو کا کچھ طالب نہین

لیک ہے یون دین دنیا کے بغیر — روح یک موجود ہے قالب نہین

ایضاً

ہم رہو دنیا کے ہر یک کام مین — پر نہ آؤ دین کے الزام مین
دین و دنیا دونون ہم کو چاہیئے — ہے کہان رہبانیت اسلام مین

ایضاً

قومی خدمت مایۂ بہبود دین — قوم کے محسن پہ صدہا آفرین
کسطرح بھولین یہ فرمان خدا — لا یضیع اللہ اجر المحسنین

ایضاً

جائز کوئی می کو ہے بتاتا گمراہ — بے پردہ ہون نسوان کسی کو ہے چاہ
بازیچۂ اطفال بنا ہے مذہب — لاحول ولاقوۃ الا باللہ

ایضاً

بے پدری عیسیٰ کا ہے قرآن گواہ — منکر اسکا ہو کون غیر از گمراہ
کہتے ہین یہ ہے خلاف عقل و فطرت — لاحول ولاقوۃ الا باللہ

ایضاً

رہبر راہ خدا ہے روزہ — دین و ایمان کی جلا ہے روزہ
حال کیا اسکا ہو عمداً جس نے — ترک خواہش سے کیا ہے روزہ

ایضاً

گر لاکھ بھی جہان مین کمائین تو کیا ہوا — جو کچھ ہوا حصول وہ یک دن فنا ہوا
عبرت کیواسطے یہ سخن بس ہے بادشاہ — اقبال کو جو اولئے تو وہ لابقا ہوا

ایضاً

کوئی نعمت نہین دنیا مین مقابل اسکی — لی خالق سے جو عزت تو سخن کو ہی لی

بے خبر ہیں جو سخن سے میں نہیں کہتا ہوں
ذوق این می نشناسی بخدا تا نہ چشی

ایضاً

لیگ اور کانگرس پہ کرو غور کی نظر
دختر یہ دونوں ایک ہی ماں کے ہیں سیم بر
ہر چند اب بچاؤ کریں ممبران لیگ
چھپتی نہیں ہے بات بناوٹ کی بال بھر

ایضاً

ای لیگ خلق میں ہے تو مورد عتاب کی
خود غرضیوں نے کیا تری حالت خراب کی
تیرے طمع کاریاں پوشیدہ کیوں رہیں
کھل جاتی ہے اخیر کو رنگت خضاب کی

مضامین نثر

انسان کیلئے مذہبی ضرورت

دنیا میں انسان کی زندگی سے بحید وبیشمار ضرورتیں وابستہ ہیں کوئی ضرورت ایسی نہیں جس سے انسان کو ہم مستغنی کرسکیں از انجملہ جاہل کو علم کی ضرورت عالم کو خلائق کو مستفیض بنانے کی ضرورت شاعر کو عمدہ خیالات کی ضرورت بدن کو صحت کی ضرورت گرسنہ کو طعام کی ضرورت پیاسے کو پانی کی ضرورت مفلس کو مال وزر کی ضرورت تاجر کو سرمایہ کی ضرورت دہقان کو آلات کشتکاری کی ضرورت وغیرہ وغیرہ ہم جہان تک غور کریں جسقدر خیال کو بلند کریں ہماری گرد وپیش طرح طرح کی ضرورتیں ہی نظر آرہی ہیں اگر ایک ضرورت حاصل ہوگئی تو پھر دوسری ضرورت حاصل کرنے کی جستجو رہتی ہے کوئی شخص دنیا میں ایسا نہیں ملتا جو تمام ضرورتوں سے فارغ ہوگیا ہو مہد سے لحد تک ہر انسان کو اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے سواتے چارہ نہیں ہر ضرورت کی ایک حیثیت اور ایک رتبہ ہے حسب حیثیت حسب مراتب ہمکو کاربند ہونا چاہئے ہمارے مضمون کا عنوان مذہبی ضرورت ہے یہ وہ ضرورت ہے کہ انسان کی کوئی ضرورت اسکے مقابل ہو نہیں سکتی تمام ضرورتوں پر مقدم تمام حاجتوں سے معظم حاجت ہے تو بس یہی ہے یہ وہ ضرورت ہے جسکے لئے صدہا ہزارہا انبیائے کرام دنیا میں مبعوث ہوئے یہ وہ ضرورت ہے جسپر ہمارے روحانی اور جسمانی اصلاح کا انحصار ہے یہ وہ ضرورت ہے جسپر دنیا ودین کی تمام خوبیوں کا دار ومدار